کیمیاوی ہتھیاروں سے بچاؤ کیلئے

سرزمینِ سعودیہ میں نجدی حکومت کے زیرِ سایہ

الطاف حسین سے ملاقاتیں

ہمدانی ذخیرہ کتب

کل ملازم آج وزیر

یہی ہے نیرنگیٔ سیاست

ایڈیٹر و ناشر : محمد احمد صدیقی
مدیر اعلیٰ : ابو جنید

(۱۴)

اس شمارے میں

نائب مدیر :
راؤ توفیق احمد
مدیر منتظم :
محمد عثمان خان نوری

مجلس ادارت

ڈاکٹر طلحہ صدیقی
ڈاکٹر جاوید اختر ، رئیس الرحمن

ہیڈ کاتب : فہیم بیگ
ٹائیٹل ڈیزائنر : مسرور خان

انتظامیہ

جنرل منیجر : اشتیاق احمد نورانی
سرکولیشن : محمد نعیم
اشتہارات : محمد عقیل پاشا
فوٹو گرافر : محمد احمد

اندرونِ ملک نمائندے

اسلام آباد : اکرام قریشی
لاہور : ایوب ندیم
ملتان : اقبال فارانی
حیدر آباد : محمد حسین قریشی
کوئٹہ : مولانا حبیب احمد
پشاور : ع ا خٹک

بیرونِ ملک نمائندے

برطانیہ : محمد منور — سعودی عرب : گلزار احمد
امریکہ : محمد جنید صدیقی
متحدہ عرب امارات : محمد رفیق

زرتعاون سالانہ

ملک	رقم	
پاکستان	۳۰۰	روپے
سعودی عرب	۲۰۰	ریال
متحدہ عرب امارات	۲۰۰	درہم
بھارت و بنگلہ دیش	۴۵	امریکی ڈالر
افریقہ و ایشیاء	۵۰	امریکی ڈالر
یورپ	۵۵	امریکی ڈالر
امریکہ و آسٹریلیا	٦۰	امریکی ڈالر

زرتعاون پاکستانی کرنسی میں کسی ایسے بینک کی معرفت ارسال فرمائیں جس کی کراچی میں برانچ ہو۔

دفتر رابطہ

۶۱۲ یونی شاپنگ سینٹر
ریجنسی مال عبداللہ ہارون روڈ ، صدر کراچی
فون : ۵۱۲۷۷۵

پبلشر محمد احمد صدیقی نے النور پبلیکیشنز کے تحت پرنٹر ارشاد احمد خان مشرق پریس ٦- اکورٹ روڈ سے چھپوا کر ۶۱۲ یونی شاپنگ سینٹر ریجنسی مال شاہراہ عراق صدر کراچی سے شائع کیا

اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو۔ اور اللہ بے پرواہ حلم والا ہے۔ اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھاوے کے لئے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اسے نرا پتھر کر چھوڑا اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے۔ اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔

سورہ البقرۃ (آیت ۲۶۳-۲۶۴)
(کنزالایمان)

نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک مومن کے دوسرے مومن پر چھ حق ہیں۔

۱۔ جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے۔
۲۔ جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں حاضر ہو۔
۳۔ جب وہ بلائے تو اس کی اجابت کرے۔ یعنی حاضر ہو۔
۴۔ جب اس سے ملے تو سلام کرے۔
۵۔ جب چھینکے تو جواب دے۔
۶۔ اور حاضر و غائب اس کی خیر خواہی کرے۔

(بہار شریعت)

متناسب نمائندگی کا اصول بلا تاخیر متعارف کرایا جائے

پاکستان میں اب تک تین عام انتخابات منعقد ہو چکے ہیں، دو جماعتی بنیاد پر اور ایک غیر جماعتی بنیاد پر ان تینوں انتخابات کے نتائج میں جو قدر مشترک ہے وہ یہ ہے کہ ان کے بعد وطن عزیز مزید سیاسی بحرانوں میں مبتلا ہو گیا حالات سدھرنے کے بعد اور زیادہ خراب ہو گئے ۱۹۷۰ء کے پہلے عام انتخابات کے بعد ملک دو لخت ہو گیا ۱۹۸۵ء کے غیر جماعتی عام انتخابات کے بعد قوم برادریوں، لسانی گروہوں اور علاقائی اکائیوں میں بٹ گئی، ۱۹۸۸ء کے عام انتخابات، ۱۹۸۵ء کے غیر جماعتی انتخابات کا پرتو لئے ہوئے تھے اس ضمن میں قوم کا منقسم انتخابی فیصلہ سامنے آیا جس کے نتیجہ میں مرکز اور پنجاب میں دو متحارب قوتیں برسر اقتدار آئیں اور ان کے مابین جو سیاسی چپقلش شروع ہوئی وہ منتخب حکومتوں کی برطرفی پر جا کر منتج ہوئی، سندھ میں علاقائی تنظیموں کو عروج حاصل ہوا اور لسانی فسادات کا ایک لامتناہی سلسلہ چل نکلا جس میں سیکڑوں بے گناہوں کی جانیں تلف ہوئیں اور لاکھوں روپے کی جائداد کو نقصان پہنچا جبکہ کروڑوں روپے کی صنعتیں اس صوبے سے منتقل ہو گئیں۔

آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ جمہوریت اور عام انتخابات دوسرے ممالک میں تو امن و سکون کا باعث بنتے ہیں لیکن ہمارے ہاں یہ ایک نئے بحران کو جنم دیتے ہیں اس کا صاف اور واضح سبب یہ ہے کہ ہمارا طریقۂ انتخاب غلط ہے جو ہمارے قومی مزاج اور مخصوص حالات سے مطابقت نہیں رکھتا وہ لوگ جو قوم کی اکثریت کی نمائندگی کرتے ہیں اس ناقص نظام انتخاب کے سبب ایوان نمائندگان تک نہیں پہنچ پاتے بلکہ اقلیت کی نمائندگی کرنے والے منتخب ہو کر اقتدار پر قابض ہو جاتے ہیں اور وہ اکثریت کی خواہشات کے خلاف ملکی پالیسیوں کو وضع کرتے ہیں جو انتشار اور افتراق کا موجب بنتا ہے اور بحران در بحران کو جنم دیتا ہے، مثلاً قوم اپنے فطری رجحانات مذہبی میلانات اور اسلامی عقائد و نظریات کی بنا پر نظام مصطفےٰ کی شیدائی ہے مگر نظام مصطفےٰ کے داعی یا تو الیکشن ہار جاتے ہیں یا اتنی کم تعداد میں منتخب ہوتے ہیں کہ وہ کوئی موثر قوت بن کر حکومتی پالیسیوں پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ پھر بھی قوم نے یہ دیکھا ہے کہ [illegible]ء کے الیکشن میں معمولی تعداد میں ہونے کے باوجود انہوں نے [illegible]۳ء کے دستور میں اسلام سے متعلق بنیادی دفعات کو آئین پاکستان کا حصہ بنوایا۔

لیکن ۸۸ء کے عام انتخابات میں اسی غیر حقیقی غیر متناسب نمائندگی کے نظام انتخاب نے داعیان نظام مصطفےٰ کو [illegible]ء کے الیکشن کے نتائج سے بھی محروم کر دیا۔ جمعیت علماء پاکستان کو پورے ملک سے تیرہ لاکھ ووٹ ملے، اس کے صرف چار نمائندے قومی اسمبلی میں پہنچنے میں کامیاب ہوئے جبکہ ایم کیو ایم نے تقریباً گیارہ لاکھ ووٹ حاصل نے مگر اس کے تیرہ نمائندے قومی اسمبلی میں پہنچ گئے یہ غیر متناسب نمائندگی کا کرشمہ ہے۔ جس کی بناء پر اکثریت اقلیت کے نمائندوں کی تابع ہو کر رہ جاتی ہے اور یہی ساری خرابی کی جڑ ہے۔

اس حقیقت سے قطع نظر کہ اقلیت اکثریت کی حکمراں بن جاتی ہے۔ غیر متناسب نمائندگی کا اصول اور بھی بہت سی خرابیوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ یہ کسی نظریاتی مملکت کے لئے ہرگز سود مند نہیں ہو سکتا۔ پاکستان ایک اسلامی نظریاتی مملکت ہے انتخابات میں اسلامی فکر کی حامل سیاسی جماعتوں کے ووٹ تقسیم ہو جاتے ہیں اور غیر اسلامی لادینی سوچ رکھنے والی جماعتیں چند سو ووٹوں کے فرق سے برسرِ حکومت ہو جاتی ہیں۔ اب تک ہمارے ملک میں یہی ہوتا آیا ہے کہ تیس پینتیس فیصد ووٹ لینے والی پارٹیوں نے حکومت بنائی ہے۔ جس کے نتیجہ میں ملک کی اکثریت مطمئن نہ ہو سکی اور قوم بدستور انتشار کا شکار رہی۔

غیر متناسب نمائندگی کے اصول کے تحت علاقائی جماعتیں لسانی اور نسلی نعرے لگا کر اپنے علاقوں میں کامیابی حاصل کر لیتی ہیں۔ ایک طرف وہ جہاں ملک کو ایک مستحکم حکومت دینے میں ناکام رہتی ہیں وہاں دوسری طرف وہ قومی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کا ذریعہ بھی بنتی ہیں۔ مثلاً ایک علاقائی تنظیم کے لیڈر نے نعرہ لگایا کہ اگر دوسرے علاقوں کے لوگ بھی ایسی ہی تنظیمیں بنائیں تو ہم ان کی حوصلہ افزائی کریں گے اب کوئی ان سے پوچھے کہ اگر دیگر علاقوں کے لوگ بھی ایسی ہی علاقائی تنظیم بنا کر سامنے آ گئے تو وہ کس طرح انہیں اپنے ساتھ شامل کر سکیں گے وہ ان کے پابند تو نہیں ہوں گے۔ وہ اپنا راگ الگ الاپیں گے سا ان کی کیا سنیں گے۔ تو پھر ملک و قوم کی یکجہتی کو کس طرح قائم رکھا جا سکے گا۔ صرف قومی جماعتیں ہی ملک کو متحد رکھ سکتی ہیں۔ اور قومی جماعتوں کی بقاء اب متناسب نمائندگی میں رہ گئی ہے۔ کیونکہ مسلسل گیارہ سالہ دور آمریت کی گھٹن نے جسد قومی میں ایسی بیماریوں کو پیدا کر دیا۔ جن کا شافی علاج بیس ماہ کی جمہوری حکومت نہ کر سکی بلکہ خود ان کا شکار ہو کر رہ گئی۔

لہٰذا اب یہ بہت ضروری ہو گیا ہے کہ قومی اور اسلامی سوچ کی حامل جماعتوں کو قومی اسمبلی میں زیادہ سے زیادہ نمائندگی حاصل کرنے کے مواقع پیدا کئے جائیں اور متناسب نمائندگی کا اصول بلا تاخیر متعارف کرایا جائے۔ تاکہ قومی اسلامی جماعتیں ایوان اقتدار میں پہنچ کر جہاں ایک طرف قوم کو لسانی علاقائی اور نسلی تعصب کے عفریت سے گلو خلاصی دلائیں وہاں دوسری طرف کرپشن، رشوت اور فحاشی کی لاحق شدہ بیماریوں سے نجات دلانے کے ساتھ ساتھ مملکت کو نظام مصطفےٰ کے نفاذ کی اس عظیم شاہراہ پر بھی گامزن کر دیں جس کے لئے اس مملکت کو تخلیق کیا گیا تھا اس مقصد کے حصول کے لئے اگر آئین میں ترمیم کی ضرورت پیش آئے تو صدارتی آرڈیننس کے ذریعہ بلا تاخیر کر دی جائے۔

امریکی فوجی نے سعودی ریگستان میں اس لباس کو زیب تن کیا
تو تیس منٹ بعد اس کا چشمہ شدت گرمی سے پگھل گیا۔

کیمیاوی ہتھیاروں سے بچاؤ کے لئے چالیس ارب روپے کا لباس

محمد احمد صدیقی

...اتی ناکہ بندی، فوج کشی، گیدڑ بھبکی اور یرغمالی کے وہ مسائل ہیں جو تنازعہ خلیج کے چوتھے ہفتہ میں اپنے عروج پر ہیں۔ خلیجی بحران کی وجہ سے تیل کی قیمت ۱۸ ڈالر فی بیرل سے ۳۰ ڈالر فی بیرل تک پہنچ گئی ہے۔ امریکی ناقدین اس بات پر خوش ہیں کہ بش کی موجودہ پالیسی نے اوپیک کے ممبروں کو ویانا کے ہوٹل میں ایک ٹیبل پر جا کے بیٹھنے کے لیے آئندہ کے راستے بند کر دیئے ہیں۔ بہرحال تیل کی اسی جو حتمی ہوئی قیمت پر پوری دنیا اذیت میں مبتلا ہے مغربی ممالک میں صنعتوں میں زوال کا رجحان پیدا ہو گیا ہے لیکن برخلاف اس کے کہ امریکی اسلحہ سازی کی صنعتوں میں جان پڑ گئی ہے اور اس کا پہیہ تیزی سے گھومنے لگا ہے۔ امریکی حکومت زبوں حالی کا شکار ہوتی جا رہی تھی لیکن بش کے اس جارحانہ اقدام سے اس کو ایک بار پھر سنبھالا مل گیا ہے اور خلیجی بحران نے مشرقی جیسے ممالک خاص طور پر پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، فلپائن اور دوسرے ممالک کو خاصا نقصان پہنچا ہے۔ ایک طرف تو ان کے خارجہ خلیج کے دو ملکوں متاثر ہو رہے ہیں تو دوسری طرف ان ممالک میں بیروزگاری کی شرح اور بڑھ جائے گی ایک اندازے کے مطابق صرف پاکستان کو سالانہ ۷ بلین ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑے گا جو یہاں کے کام کرنے والے پاکستانی بھیجا کرتے تھے۔ خلیجی ممالک میں جنگ کا خطرہ ابھی پوری طرح نہیں ٹلا۔ لیکن جنگ ہونے کے امکانات بھی کم نظر آ رہے ہیں جارج بش کی پالیسی یہ ہے کہ ان ممالک میں خون نہ بہایا جائے بلکہ خون چوسا جائے۔

امریکہ خلیجی ریاست میں ٹانگ کیوں اڑا رہا ہے سعودیہ عربیہ میں وہ کیوں آیا ہے۔ اتنی فوج اس نے کیوں جھونک دی ہے۔ امریکی فوج کے علاوہ دوسرے ممالک کی فوجیں یہاں کیوں بلوائی گئی ہیں۔ کیا امریکی افواج صدر صدام کی فوجی قوت کے سامنے کمزور ہیں۔ ناقدین اس بات کا جواب دیتے ہیں کہ دراصل امریکہ نے دوسرے ممالک سے جو افواج طلب کی ہے اس کا مقصد پوری دنیا میں اپنے "جارحانہ عمل" کے لیے راہ ہموار کرنی ہے ورنہ امریکہ کے ہوتے ہوئے غیر ملکی افواج کی ضرورت نہیں۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ اتنی بڑی فوجی قوت کا اجتماع اس لئے نہیں ہے کہ امریکہ کو یہ پریشانی لاحق ہو کہ کون سا بادشاہ گیا اور کس کا تخت چھن گیا۔ نہ ہی اس کو سعودیہ کے ریگستان یا ریت کے ذروں سے محبت ہے۔ اس کو تو غرض صرف اس بات سے ہے کہ "ریت کے نیچے" جو خزانہ ہے اس پر اس کی پوری طرح عملداری قائم ہو جائے۔ یہ بات بڑی حد تک صحیح ہے یہ سعودی خاندان کے بچانے کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ تو صرف تیل ہی کی دولت ہے جس کے لیے امریکہ "امریکیوں کا خون" بھی بہانے کے لیے تیار ہے اور تیل کی دولت حاصل کرنے کے لیے اپنی دولت کو بھی لگانا چاہتا ہے۔ امریکہ کی نیت میں فتور نظر آ رہا ہے اور وہ صدر صدام حسین سے جنگ کا خواہاں ہے تاکہ کویت اور سعودیہ کی دولت پوری طرح اس کی گرفت میں آ جائے۔

امریکہ اور اس کے اتحادی آگ اور چنگاریوں

امریکی فوج نے سعودی ریگستان میں اس لباس کو زیب تن کیا

تو تیس منٹ بعد اس کا چشمہ شدت گرمی سے پگھل گیا

کیمیاوی ہتھیاروں سے بچاؤ کے لئے چالیس ارب روپے کا لباس

محمد احمد صدیقی

ساحلی ناکہ بندی، فوج کشی، گیدڑ بھبکی اور یرغمالیوں کے وہ مسائل ہیں جو تنازعہ خلیج کے چوتھے ہفتے میں اپنے عروج پر ہیں۔ خلیجی بحران کی وجہ سے تیل کی قیمت ۱۸ ڈالر فی بیرل سے ۳۰ ڈالر فی بیرل تک پہنچ گئی ہے۔ امریکی ناقدین اس بات پر خوش ہیں کہ بش کی موجودہ پالیسی نے "اوپیک" کے ممبروں کو ویانا کے ہوٹل میں ایک ٹیبل پر جا کے بیٹھنے کے لیے آئندہ کے راستے بند کر دیئے ہیں۔ بہرحال تیل کی اس چڑھتی ہوئی قیمت پر پوری دنیا اذیت میں مبتلا ہے۔ مغربی ممالک میں صنعتوں میں زوال کا رجحان پیدا ہو گیا ہے لیکن برخلاف اس کے کہ امریکی اسلحہ سازی کی صنعتوں میں جان پڑ گئی ہے اور اس کا پہیہ تیزی سے گھومنے لگا ہے۔ امریکی حکومت زبوں حالی کا شکار ہوتی جا رہی تھی لیکن بش کے اس جارحانہ اقدام سے اس کو ایک بار پھر سنبھالا مل گیا ہے اور خلیجی بحران نے مشرق وسطیٰ جیسے ممالک خاص طور پر پاکستان ہندوستان، بنگلہ دیش، نیپال اور دوسرے ممالک کو خاصا نقصان پہنچا ہے۔ ایک طرف تو ان کے فارن ایکسچینج کے ذخائر متاثر ہو رہے ہیں اور دوسری طرف ان ممالک میں بیروزگاری کی شرح اور بڑھ جائے گی۔ ایک اندازے کے مطابق صرف پاکستان کو سالانہ ۲ بلین ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑ گیا جو یہاں کے کام کرنے والے پاکستانی بھیجا کرتے تھے۔ خلیجی ممالک میں جنگ کا خطرہ ابھی پوری طرح نہیں ٹلا۔ لیکن جنگ ہونے کے امکانات بھی کم نظر آ رہے ہیں۔ جارج بش کی پالیسی یہ ہے کہ ان ممالک میں خون نہ بہایا جائے بلکہ خون چوسا جائے۔

امریکہ خلیجی ریاست میں ٹانگ کیوں اڑا رہا ہے سعودیہ عربیہ میں وہ کیوں آیا ہے۔ اتنی فوج اس نے کیوں جھونک دی ہے۔ امریکی فوج کے علاوہ دوسرے ممالک کی فوجیں یہاں کیوں بلوائی گئی ہیں۔ کیا امریکی افواج صدر صدام کی فوجی قوت کے سامنے کمزور ہیں۔ ناقدین اس بات کا جواب دیتے ہیں کہ دراصل امریکہ نے دوسرے ممالک سے جو افواج طلب کی ہے اس کا مقصد پوری دنیا میں اپنے "جارحانہ عمل" کے لئے راہ ہموار کرنی ہے ورنہ امریکہ کے ہوتے ہوئے غیر ملکی افواج کی ضرورت نہیں۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ اتنی بڑی فوجی قوت کا اجتماع اس لئے نہیں ہے کہ امریکہ کو یہ پریشانی لاحق ہو کہ کویت کا بادشاہ گیا اور اس کا تخت چھن گیا۔ نہ ہی اس کو سعودیہ کے ریگستان یا ریت کے ذروں سے محبت ہے۔ اس کو تو غرض صرف اس بات سے ہے کہ "ریت کے نیچے" جو خزانہ ہے اس پر اس کی پوری طرح عملداری قائم ہو جائے۔ یہ بات بڑی حد تک صحیح ہے۔ یہ سعودی خاندان کے بچانے کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ تو صرف تیل ہی کی دولت ہے جس کے لیے امریکہ "امریکیوں کا خون" بھی بہانے کے لیے تیار ہے اور تیل کی دولت حاصل کرنے کے لیے اپنی دولت کو بھی لگانا چاہتا ہے۔ امریکہ کی نیت میں فتور نظر آ رہا ہے اور وہ صدر صدام حسین سے جنگ کا خواہاں ہے تاکہ کویت اور سعودیہ کی دولت پوری طرح اس کی گرفت میں آ جائے۔

امریکہ اور اس کے اتحادی آگ اور چنگاریوں کا

صدر صدام نے کہا یہ ہمارے مہمان ہیں لیکن مغربی اخبارات کا کہنا ہے کہ ان کو صدام نے یرغمالی بنالیا!

کھیل کھیلنے کے بجائے صدر صدام پر ڈ بنی . یا ڈ ڈال کر بغیر جنگ لڑے ہوئے جنگ جیت جانا چاہتے ہیں لیکن صدر صدام ان کی اس گیدڑ بھبکیوں کو اچھی طرح سمجھ گئے ہیں۔ صدر صدام کا ہر "توڑ" اتحادی "حربہ" کو ناکارہ بنا رہا ہے۔ اتحادیوں نے کوشش کی کہ پہلے صدر صدام پر معاشی ناکہ بندی کی جائے۔ اس سلسلہ میں یونائیٹڈ سیکورٹی کونسل میں ایک قرار داد پیش کی گئی جس کو تیرہ ملکوں نے اتفاق رائے سے پاس کر لیا۔ لیکن کیوبا اور یمن نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا۔ قرار داد کے الفاظ بڑے سخت ہیں متفقہ طور پر قرار داد کو پاس کرتے ہوئے عراق کے خلاف طاقت کو استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور مال لے جانے والے جہازوں کی تلاشی کے لیے "طاقت" کے استعمال کی کھلی اجازت دیدی گئی ہے۔ اقوام متحدہ کی پینتالیس سالہ زندگی میں یہ پہلی مثال ہے کہ کسی ممبر ملک کے خلاف اس طرح طاقت کے استعمال کی اجازت دی گئی ہو۔ ان حالات میں صدر صدام نے بڑی دلیری اور جرأتمندی سے مغربی ممالک کے ساڑھے تین ہزار باشندوں کو عراق سے جانے کی ممانعت کردی ہے۔ صدر صدام نے کہا یہ ہمارے "مہمان" ہیں لیکن امریکی اور مغربی اخبارات کا کہنا ہے کہ ان کو صدر صدام نے یرغمالی بنالیا ہے صدر صدام نے کہا ہے کہ اگر ہمارے لوگ غذائی قلت کی وجہ سے مصیبت جھیلیں گے تو ان کو بھی وہی مزہ چکھنے دو۔ صدر صدام کے اس عمل پر پوری دنیا "لرز" اٹھی ہے اور مغربی ممالک پریشان ہیں۔ امریکہ میں بھی جارج بش کے اس عمل کے خلاف آوازیں اٹھنا شروع ہو گئی ہیں۔ معاشی ناکہ بندی پر ان کے خلاف اعتراضات ہو رہے ہیں اور دہائٹ ہاؤس میں دو رائے پائی جانے لگی ہیں۔ ان اختلافات کی بنا پر اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل ڈیکویار کو بات چیت کے لیے اردن بھیجا گیا۔ عراق کے وزیر خارجہ طارق عزیز سے گفت و شنید ہوئی تا حال بھی کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ عراق کے صدر صدام کا کہنا ہے جو جہاز "مہمانوں" کو لینے کے لئے آئے وہی جہاز ضروری اشیا بھی لے کر آئے۔

جہاں ایک طرف خلیجی خطوں کے بحران کو بات چیت کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے وہاں دوسری طرف جنگ کے شعلے بھی بھڑکتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ اگر جنگ ہوئی تو لوگ پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم کو بھول جائیں گے۔ وہ بھیانک نقشہ ہوگا جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جدید جنگی ہتھیاروں کے علاوہ اس خطہ میں زہریلی گیسوں کی جنگ کے امکانات بھی ہیں۔ زہریلے گیس کی جنگ سے بچنے کے لیے امریکی سپاہیوں کو کیمیکل وارفیئر یا تحفظی لباس فراہم کیا گیا ہے جس کی لاگت تقریباً ۲۸ ارب روپیہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ امریکی فوجی اس لباس سے محفوظ رہیں لیکن لاکھوں اور کروڑوں شہریوں کا کیا ہوگا۔ جو بچا بھی جائے گی اس پر زندہ رہنے والے اور بچ جانے والے آنسو بہائیں گے، مفلوج ہو جائیں گے اور اپنی زندگی سے نفرت کریں گے کہ آخر وہ بھی کیوں نہیں مر گئے موت کو زندگی پر ترجیح دینے کی ان کی آرزو ہوگی "۵۲ درجہ کی حرارت میں اس لباس کا برداشت

جارج بش کی پالیسی ہے کہ ان ممالک میں خون نہ بہایا جائے بلکہ خون چوسا جائے

پہننا بھی مشکل ہے سخت گرمی کی حالت میں یہ لباس ہمہ وقت زیب تن نہیں کیا جا سکتا۔ تجربہ کے طور پر جب ۳۰ منٹ تک ایک امریکی فوجی نے سعودی ریگستان میں اس لباس کو زیب تن کیا تو ۳۰ منٹ بعد اس کا جسم شدت گرمی سے پگھل گیا۔ ان صورتحال کے پیش نظر امریکی افواج میں بے چینی کے اثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے ہیں ایک امریکی سارجنٹ کا کہنا ہے کہ اس سے کہا گیا تھا "جانا ہے اور فتح کر کے آجانا ہے" لیکن یہاں کے حالات سے تو ایسا لگتا ہے کہ ہم ایک سال تک یوں ہی انتظار کرتے رہیں گے۔

وائٹ ہاؤس میں آجکل دو باتیں زیر غور ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ معاملات کو بات چیت کے ذریعے طے کیا جائے دوسرے جنگ کی چنگاریاں بھڑکا دی جائیں۔ بات چیت کے سلسلے میں معاشی ناکہ بندی کا ہتھیار آزمایا گیا ہے جو کارگر ثابت نہ ہو سکا عراقی قوم کے حوصلے پست نہیں ہوتے۔ جنگ کے سلسلے میں بھی عراقی قوم غیر متزلزل نظر آرہی ہے اور قومی حمیت کے پیش نظر کٹ مرنے پر تیار ہے۔ عراق کی فضائیہ کے کمانڈر انچیف نے کہا "یہ بات درست ہے کہ ہمارے میزائل وائٹ ہاؤس پر بارش نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ اگر جنگ ہوئی تو ہم سعودیہ اور اسرائیل کے تمام برائیوں کے گھونسلوں کو تباہ و برباد کر دیں گے"۔ یہ بات قطعی یقینی ہے کہ اگر جنگ ہوئی تو اسرائیل بھی جنگ کی لپیٹ میں آجائے گا اور یہی ہے وہ خوف جو امریکہ کو عراق پر حملہ کرنے سے باز رکھ رہا ہے وائٹ ہاؤس میں اس بات پر بھی غور کیا گیا کہ امریکہ جنگ کرنے میں پہل نہ کرے۔ اگر امریکہ نے جنگ کا بگل پہلے بجا دیا تو عراق ساڑھے تین ہزار یرغمالیوں کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ اور جس کی پوری ذمہ داری امریکہ پر عائد ہو گی ۔ ایک امریکی جنگی ماہر کا تبصرہ ہے کہ جنگ بذات خود ایک بہت بڑا تجربہ ہو سکتا ہے جنگ ہوتے ہی عراق میں بدامنی پھیل جائے۔ ملٹری بغاوت ہو جاتی اور صدر صدام حسین کا تختہ الٹ جائے۔ ان باتوں سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امریکہ اوچھے ہتھکنڈوں سے کام لینا چاہتا ہے اور براہ راست جنگ سے باز رہنا چاہتا ہے۔

دو ہفتوں کے درمیان امریکہ نے تقریباً ایک لاکھ فوجی سرزمین سعودیہ میں اتار دیئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ... ملین کلوگرام کا اسلحہ بھی پہنچا دیا ہے صرف یہی نہیں ڈیفنس سیکریٹری ڈک چینی کے مطابق عراق پر حملہ کرنے کے لیے اس نے عمان، قطر اور متحدہ عرب امارات سے ایئر بیس کی اجازت بھی حاصل کر لی ہے۔ لیکن اس تمام فوجی برتری کے باوجود بھی امریکی افواج حملہ کرنے سے خائف ہیں خلیجی ممالک میں عراق سب سے بڑی قوت ہے اور اس کے پاس دس لاکھ عسکری تجربہ کار فوجی ہیں جو ایران سے آٹھ سال تک جنگ کر کے خاصے ماہر ہو چکے ہیں ریتیلا علاقہ ہونے کی وجہ سے عراق کو فوجی برتری حاصل ہے امریکی سارجنٹ کا کہنا ہے جنگ کرنے کے سارے حالات ہمارے خلاف ہیں۔ موسم، گرم اور ریتیلی ہوائیں جو ہماری جیپوں کو فوری طور پر ناکارہ کر دیتی ہیں اور ہمارے فوجیوں کی صلاحیت کو بیکار کر دیتی ہیں۔ برخلاف اس کے عراق کے فوجیوں کو یہ برتری حاصل ہے وہ ایسی جنگوں کے عادی ہیں

خلیجی بحران نے تیل کا بحران بھی پیدا کر دیا ہے ۱۸ امریکی ڈالر فی بیرل سے بڑھ کر ۳۰ ڈالر فی بیرل تیل کی قیمت چڑھ گئی ہے۔ واشنگٹن کے ماہرین معاشیات کا خیال ہے کہ اگر کچھ دن تک حالات یوں ہی برقرار رہے تو تیل کی قیمت ۵۰ ڈالر فی بیرل ہو جائے گی جو پوری دنیا کے لیے تباہ کن ہو گی۔

قومی یکجہتی کی اساس

مرسلہ: ایس۔ ایم سہیل۔ کورنگی کراچی۔

کسی ملک کی بقا کے لئے قومی اتحاد اور یکجہتی اسی طرح ضروری ہے جس طرح جسم کیلئے روح۔ قومی تعمیر و ترقی اور قومی استحکام اسی وقت ممکن ہے جبکہ ملک کے ہر گوشے میں بسنے والوں کے فکر و عمل میں ہم آہنگی ہو گی۔ نظریاتی اختلافات ملکی سالمیت کے لئے تباہی کا راستہ ہے۔ ہم مسلمان ہیں اسلام ہمیں دین کی سرفرازی اور ملکی استحکام کے لئے متحد ہونے کا درس دیتا ہے۔ قومی اتحاد کے لئے یہ بات بھی بہت ضروری ہے کہ ہر شخص اپنی سوچ اور اپنا نقطہ نظر اپنی قوم کے تمام افراد تک باآسانی پہنچا سکے۔ اس کے لئے بہترین اور موثر وسیلہ زبان ہے۔ زبان ہی انسان کے احساسات، جذبات اور خیالات کے اظہار کا ذریعہ ہے اگر زبان وجود میں نہ آتی تو آج ہم اپنے اسلاف کے کارناموں اور تہذیب و تمدن سے ناآشنا ہوتے۔ قومی ہم آہنگی کے لئے زبان ایک فطری ذریعہ ہے۔

ہمارے وطن پاکستان میں چار صوبے ہیں ہر علاقے کی اپنی علاقائی زبان ہے۔ لیکن ایک صوبے کے لوگ دوسرے صوبے کی زبان کو نہ تو سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی بول سکتے ہیں۔ اس لئے ہر صوبے کے بسنے والوں کو چاروں صوبوں کی علاقائی زبانوں میں عبور حاصل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر ہم ایک دوسرے کے خیالات ... نہیں ہو سکتے ہیں ... چار چار زبانوں میں مہارت حاصل کرنا ایک مشکل کام ہے اگر چند لوگوں نے مہارت حاصل بھی کر لی تو ان کی تعداد پانچ فیصد سے زیادہ نہ ہو گی اور یہ تعداد ان کی ذاتی شہرت کا سبب تو بن سکتی ہے لیکن ملکی تعمیر و ترقی میں کوئی کردار ادا نہیں کر سکتی۔

محض اردو ایک ایسی زبان ہے جو پاک وطن کے چاروں صوبوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اس کے علاوہ اردو اس وقت ایک عالمی زبان بن چکی ہے۔ قومی یکجہتی کی خاطر ضروری ہے کہ ہم صوبائی اور لسانی تفریق ختم کریں اور قومی سوچ کو بیدار کریں۔ اردو میں ہمارا ادبی اور دینی سرمایہ ہے یہ ایشیائی زبانوں میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔ اس میں دنیا کی ہر زبان کے الفاظ شامل ہیں۔ حصول پاکستان کی جدوجہد میں اردو نے برصغیر کے مسلمانوں میں رابطے کا انجام دیا۔ قائداعظمؒ نے مشرقی پاکستان میں اپنی تقریر کے دوران فرمایا تھا کہ پاکستان کی قومی زبان صرف اور صرف اردو ہے۔ آج بھی وطن عزیز کی تعمیر و ترقی میں اردو کی خدمات ناقابل فراموش ہیں قومی تعمیر اور ملکی استحکام کے لئے ہمیں دل سے قومی زبان کا درجہ دینا ہو گا۔ اپنے فرائض کو بطور احسن انجام دینے کے لئے ہر شعبہ زندگی میں اردو کو عملی طور پر رائج کرنا ہو گا۔ کیونکہ قومی زبان اردو ہی ہمارے ملی تشخص اور قومی یکجہتی کی اساس ہے۔

اردو زبان اس لئے صد افتخار ہے
اس کی وجہ سے یہ وطن پر نکھار

کل ملازم آج وزیر — واہ رے حادثہ "بے نظیر"

کل وزیر آج عدالت — یہی ہے نیرنگئ سیاست

.... آج کے وفاقی وزیر غلام مصطفٰے کھر اپنی نئی بیگم کے ہمراہ

اموی خلیفہ عبدالملک کو کوفہ کی صورت حال سے مطمئن نہیں تھا وہاں آئے دن شورشیں ہوتی رہتی تھیں لوگ سرکشی پر آمادہ رہتے تھے اور خلیفہ کا حاکم نہیں مانتے تھے اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے خلیفہ وقت نے ایک سخت گیر حاکم حجاج بن یوسف کو کوفہ کا گورنر بنا کر بھیجا۔ نئے والی کوفہ کی آمد پہ اعلان ہوا کہ وہ جمعہ کی نماز کے بعد جامع مسجد کوفہ میں عوام سے خطاب کرے گا۔ اہل کوفہ مسجد میں جمع ہوئے نماز کے بعد حجاج بن یوسف خطاب کے لیے کھڑا ہوا تو اس نے نقاب پہنا ہوا تھا اہل کوفہ نے حسب عادت اس کا مذاق اڑانا شروع کیا اس پہ پھبتیاں کسنے اور فقرے چست کرنے لگے جیسا کہ ان کا طریقہ تھا کہ وہ اسی طرح ہر نئے والی کا استقبال کرتے تھے۔ حجاج کچھ دیر کھڑا یہ منظر دیکھتا رہا۔ اس کے بعد اس نے اپنی نقاب الٹ دی اس کا خوفناک چہرہ اور آگ برستی ہوئی آنکھیں دیکھ کر اہل کوفہ سہم گئے۔ حجاج انہیں گھورتے ہوئے یوں گویا ہوا۔

"یہاں بہت سی گردنیں مجھے ایسی دکھائی دے رہی ہیں جو ابھی کٹنے والی ہیں اور وہ دیکھو میں نے اس کا انتظام کر دیا ہے یہ کہتے ہوئے حجاج نے مسجد کی چار دیواری کی طرف اشارہ کیا۔ وہاں بہت سے جلاد برہنہ تلواریں

راؤ توفیق احمد

لیے کھڑے تھے۔ انہیں دیکھ کر اہل کوفہ کی جان نکل گئی۔ اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے حجاج نے کہا کہ اے اہل کوفہ تم بہت شریر اور نافرمان ہو گئے ہو۔ خلیفہ تمہاری طرف سے بہت پریشان رہتے ہیں میں تمہیں ٹھیک کر دوں گا اور تمہاری اکڑی ہوئی گردنوں کو جھکا دوں گا۔ تم فوجی خدمات بھی انجام نہیں دیتے ہو۔ سازشیں اور ریشہ دوانیاں کرتے رہتے ہو میں نے دریائے فرات کے اس پار فوجی بھرتی کے لئے کیمپ لگا دیئے ہیں بوڑھوں اور معذوروں کو چھوڑ کر جو شخص دریا پار کر کے فوجی کیمپوں میں جا کر بھرتی ہو جائے گا۔ اس کی جان بچ جائے گی۔ جس نے مغرب کے وقت تک دریا پار نہ کیا اس کی بے دریغ گردن اڑا دی جائے گی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ حجاج بن یوسف کے خوف سے دریا پار کرنے والوں کا دریا کے پل پر اتنا رش ہوا کہ پل ٹوٹ گیا۔ اور مجبوراً رسیوں کا ایک نیا پل بنانا پڑا۔

ایسی ہی کچھ صورت حال اس وقت پاکستان میں ہے گو کہ اب زمانہ بدل گیا ہے سائنس اور بنیادی حقوق کا زمانہ ہے مگر بقول شاعر

شاہی ہو کہ دور جمہوری مظلوم کا ساتھی کوئی نہیں
آئین وہی رہتا ہے مگر انداز بدلتے رہتے ہیں

نگراں حکومت کے زیر اہتمام قاضی عبدالمجید عابد پر ناجائز اسلحہ رکھنے کا مقدمہ قائم ہوا۔ ابھی اس مقدمہ کی تحریر کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوئی ہوگی کہ انہیں مرکزی وزیر بنا دیا گیا دوسرے لفظوں میں مقدمہ ختم کر دیا گیا کیونکہ وہ دریا پار اتر گئے ہیں۔

قاضی عبدالمجید عابد کا خاندان پرانا مسلم لیگی خاندان ہے جب جی ایم سید نے مسلم لیگ سے بغاوت کی تو قائد اعظم نے قاضی عبدالمجید عابد کے بڑے بھائی قاضی اکبر کو حکم دیا کہ وہ جی ایم سید کا انتخاب میں مقابلہ کریں چنانچہ نوجوان قاضی اکبر مسلم لیگ کے ٹکٹ پر انتخاب میں جی ایم سید سے بھاری اکثریت سے جیت گئے۔ پاکستان کے سیاسی افق پر جب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کا ظہور ہوا تو قاضی عبدالمجید عابد پیپلز پارٹی میں شریک ہو گئے۔ لیکن ان کے زوال کے ساتھ ہی پیپلز پارٹی سے کنارہ کش ہوئے اور یہاں تک دوری اختیار کی کہ جنرل ضیاء الحق کی کابینہ میں وزیر بن گئے جنرل ضیاء اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ہوا کا رخ پہچان کر قاضی عابد دوبارہ پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے۔ پی پی کی بے نظیر حکومت کو رخصت ہوئے ابھی پندرہ دن ہی گزرے

دریا پار کرنے والوں کا پل پر اتنا رش ہوا کہ پل ٹوٹ گیا اور مجبوراً رسیوں کا ایک نیا پل بنانا پڑا

تھے کہ قاضی عابد پی پی سے دامن چھڑا کر نگراں حکومت میں وزیر بن گئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی کی غرض و غایت ہی یہ بنالی ہے کہ

"جس کا اونچا محل بنے گا وہ اپنا بن جائے گا"

پیر صاحب پگارا نے کہا ہے کہ قاضی عابد بڑے بخت والے ہیں مقدمہ اور وزارت ایک ساتھ ان کے دروازے پہ آئے ہیں۔ پیر صاحب بہت اچھے اور بے لاگ سیاسی تبصرے کرتے ہیں مگر اس تبصرے میں انہوں نے کچھ رعایت سے کام لیا ہے۔ درحقیقت مقدمہ اور وزارت ایک ساتھ نہیں آئے بلکہ پہلے مقدمہ آیا اور پھر وزارت آئی۔ قاضی عابد نے مقدمہ کے توڑ کے لئے وزارت قبول کر لی۔ اسے "حادثہ بے نظیر" کہا جائے گا۔ کیونکہ وہ ایک رات میں ملزم سے مرکزی وزیر بن گئے۔

غلام مصطفےٰ کھر کے خلاف پنجاب کے ایک قادیانی ایم پی اے نے جس کا تعلق نواز شریف گروپ سے تھا ایک مقدمہ قائم کیا تھا جس میں اس نے الزام لگایا تھا کہ کھر صاحب نے اس کی جان لینے کی کوشش کی تھی۔ مگر نگراں حکومت میں جانے کے بعد ظاہر ہے اس مقدمہ کو داخل دفتر کر دیا گیا ہوگا اسی طور پہ سندھ کے نگراں وزیر اعلیٰ جام صادق علی بھی ایک قتل کے مقدمہ میں ملوث رہے تھے مگر اسے بھی نظرانداز کر دیا گیا سندھ کی موجودہ نگران کابینہ کے اکثر وزراء کسی نہ کسی بدعنوانی اور سنگین الزامات سے داغدار ہیں نگران کو ان سب الزامات سے مبرا کر دیا گیا ظاہر ہے کہ یہ سب دریا پار اترنے کا شاخسانہ ہے۔

> نیرنگیٔ سیاست اسی کا نام ہے۔ کل جو اقتدار کی کرسی پر تھے۔ آج ان کے لئے عدالت کے کٹہروں کے دروازے وا ہو رہے ہیں!

سندھ کی وہ علاقائی تنظیمیں جو کل تک ایک دوسرے کو دہشت گرد قرار دیتی تھیں آج سندھ کی کابینہ میں ایک میز کے گرد بیٹھی ہیں وہ پی پی کو ایک دوسرے کی مخالف علاقائی تنظیم سے خفیہ رابطہ رکھنے کا طعنہ دیتی تھیں۔ آج ان سب نے مل کر پی پی کے خلاف محاذ بنالیا ہے۔ ان میں مہاجر رابطہ کونسل، جیئے سندھ، پاکستان نیشنل پارٹی، سندھ

نگران وزیر اعلیٰ جام صادق پ پ کے راہنماؤں کے ساتھ حکومت کی حمایت حاصل کرنے کی تگ و دو میں

نیشنل الائنس اور نیشنل فرنٹ کے نمائندے بھی ہیں جو اب بھی پاکستان کے لئے فیڈریشن کے بجائے کنفیڈریشن کے نظریئے کی وکالت کرتے ہیں۔ مزید برآں کسی تنظیم نے ہنوز اپنی سیاسی فکر سے پہلوتہی اختیار کرنے کا اعلان نہیں کیا وہ ابھی تک اپنے پرانے سیاسی نظریات پہ قائم ہیں لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ انہوں نے وقتی طور پر نہ صرف اپنے اختلافات کو دبا دیا ہے بلکہ ایسا لگتا ہے کہ انتخابات تک متحد ہو کر کام کرنے کا بھی فیصلہ کر لیا ہے وہ کون سی شے ہے جس نے ان انتہا پسند گروپوں کو نہ صرف ایک مرکز پہ جمع کر دیا ہے۔ بلکہ امن قائم رکھنے پہ بھی مجبور کر دیا سیاسی مبصرین کے مطابق وہ ان گروپوں کی پیپلز پارٹی سے مشترکہ نفرت ہے۔ یہ تنظیمیں چاہتی ہیں کہ پی پی کسی قیمت پر بھی دوبارہ اقتدار میں نہ آئے۔ اس کی خاطر وہ اپنے ماضی کو بھی فراموش کرنے پہ تیار ہو گئے ہیں۔ لیکن محسوس یہ ہوتا ہے کہ سارے کھیل کے پیچھے دریا پار اتر کر سارے گناہ معاف کرانے کا مقصد کار فرما ہے۔

صدر مملکت جناب غلام اسحٰق خان اور نگراں وزیر اعظم جناب غلام مصطفےٰ جتوئی واضح طور پر کہہ چکے ہیں کہ بے نظیر حکومت ایک کرپٹ حکومت تھی۔ اس کے اکثر وزراء بھی کرپٹ تھے اور اس پورے حکومتی کرپشن میں آصف زرداری نے بڑا اہم رول ادا کیا ہے۔ جیسے ہی ثبوت اکٹھے ہو گئے ان کے خلاف مقدمات قائم کئے جائیں گے۔ اس مقصد کیلئے اسپیشل ٹریبونل بنائے جا چکے ہیں۔ جب جتوئی صاحب سے سوال کیا گیا کہ بے نظیر صاحبہ نے اسپیشل عدالتوں میں حاضر ہونے سے انکار کر دیا ہے تو جتوئی صاحب نے کہا کہ اگر وہ بے گناہ ہیں تو اس سے بہتر اور کوئی طریقہ ان کے پاس اپنی بے گناہی ثابت کرنے کا نہیں ہے

دریں اثناء سینیٹ میں قومی اسمبلی کی برطرفی پہ بحث کے دوران پیپلز پارٹی کے سابق وفاقی وزراء سینیٹر جاوید جبار اور افتخار گیلانی نے صدر کے اقدام کو تنقید کا نشانہ بنایا سینیٹر افتخار گیلانی نے کہا کہ پی پی کی حکومت کی برطرفی صدر کا ایک غیر آئینی اقدام ہے انہوں نے کہا کہ صدر مملکت کی پیپلز پارٹی کے خلاف چارج شیٹ درحقیقت پاکستانی عوام کے خلاف فرد جرم عائد کرنے کے مترادف ہے صدر نے عوام

کے فیصلے کو قطع کیا ہے اور جمہوری عمل کو نقصان پہنچایا ہے انہوں نے کہا کہ اختلافات جمہوری عمل کا حصہ ہیں۔ اور کسی ایک فرد کو پوری اسمبلی کی برطرفی کا حق حاصل نہیں ہونا چاہیے۔ افتخار گیلانی نے مزید کہا کہ ایمرجنسی کے نفاذ نے صوبائی خود مختاری کو تباہ کر دیا سینیٹر جاوید جبار نے قدرے محتاط انداز اختیار کرتے ہوئے صدر مملکت کے اقدام پر تنقید کی انہوں نے کہا کہ اسمبلی کو توڑنے کے صدر کے اقدام کو اختیارات کا ضرورت سے زیادہ استعمال ہی کہا جا سکتا ہے۔

سابق وفاقی وزیر سینیٹر جاوید جبار کی بہ نسبت سابق وفاقی وزیر قانون سینیٹر افتخار گیلانی کے لہجہ میں جو تلخی تھی اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ افتخار گیلانی پر بھی ناجائز طریقے سے ۲۲ کروڑ روپیہ بنک سے قرضہ لینے کا الزام ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کے نام سے لیا ہے اس کے علاوہ ان پر غیر قانونی طور پر ۲۷ لاکھ روپے سرکاری خزانے سے نکلوانے کا بھی الزام ہے اس لئے شاید انہیں بھی اسپیشل ٹریبونل کا سامنا کرنا پڑے اس ضمن میں سب سے خطرناک اور افسوسناک الزام سابق وفاقی وزیر داخلہ چوہدری

> ان کو سب الزامات سے مبرا کر دیا گیا۔ ظاہر ہے یہ سب دریا پار اترنے کا شاخسانہ ہے!

اعتزاز احسن پر لگایا گیا کہ وہ ملکی اہم رازوں کو باہر منتقل کرنے کے مرتکب ہوئے ہیں گو کہ نگراں وزیر داخلہ نے کہا کہ ہنوز اس بات کا ثبوت نہیں مل سکا لیکن قرین قیاس یہی ہے کہ سابق وزیر داخلہ کو بھی جلد ہی سنگین الزامات کا سامنا کرنا ہوگا۔

اطلاعات کے مطابق محترمہ بے نظیر بھٹو اور

ان کے سابق وزراء، ظفر لغاری، فاروق رحیم، غلام محمد مانیکا، فاروق لغاری، جہانگیر بدر، یوسف رضا گیلانی اور فیصل صالح حیات کے خلاف بھی نگران حکومت نے تحقیقات مکمل کرلی ہیں۔ سابق وزیر اعظم پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے واپڈا، ریلوے اور پاسکو کے محکمے بغیر ٹینڈر کے الاٹ کئے جس کی وجہ سے حکومت کو تقریباً دس کروڑ روپے کا نقصان ہوا ظفر لغاری پر ایک جاپانی فرم سے ایک کروڑ روپیہ بطور کمیشن وصول کرنے کا الزام ہے جو متعلقہ جاپانی فرم نے ریلوے انجنوں کی خرید پر دیا ہے۔ سید فیصل صالح حیات پر الزام ہے کہ انہوں نے پیپلز پروگرام سے ۸۰ لاکھ روپے شاہ جیونہ کے مزار پر خرچ کئے۔

تادم تحریر پیپلز پارٹی کے سابق وزیر مملکت اور اسی اسپیکر شفقت شاہ شیرازی سمیت سندھ اور بلوچستان میں پارٹی کے متعدد افراد گرفتار کرلئے گئے اور کچھ لیڈروں کی گرفتاری کیلئے ان کے گھروں پر چھاپے مارے جارہے ہیں۔ نگران حکومتوں کے بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ عنقریب پیپلز پارٹی کے اہم لیڈروں کو بھی گرفتار کرلیا جائے گا دوسرے درجہ کی لیڈرشپ کو گرفتار کرکے نگران حکومت پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے متوقع رد عمل کی پیمائش کررہی ہے۔

دریں اثناء سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو پیپلز پارٹی کے سابق وزراء و اراکان اسمبلی اور کارکنوں کی گرفتاری پر احتجاج کرتے ہوئے ان گرفتاریوں کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور سیاسی انتقام سے تعبیر کیا ہے۔

نیرنگی سیاست اسی کا نام ہے کل جو اقتدار کی کرسی پر بیٹھے تھے آج ان کے لئے عدالت کے کٹہروں کے دروازے وا ہورہے ہیں، ایسے مناظر تیسری دنیا کے ممالک میں اکثر دیکھنے میں آتے ہیں پیپلز پارٹی سے متعلق مولانا شاہ احمد نورانی نے بہت اچھا تبصرہ کیا ہے۔ پیپلز پارٹی جنرل ضیاء الحق کے گیارہ سالہ آمرانہ دور کے بعد برسر اقتدار آئی تھی مولانا نورانی نے فرمایا کہ گیارہ سالہ مارشل لاء کے دور میں بدعنوانیاں عروج پر تھیں مارشل لاء کی گندگی اور غلاظت تھی پیپلز پارٹی کی حکومت کو چاہیئے تھا کہ وہ ان غلاظتوں کو صاف کرتی اس نے اس طرف توجہ نہیں کی اور اس سے غفلت برتی اور غالباً اب وہ اسی دلدل میں خود پھنس گئی ہے۔

درحقیقت کرپٹ بیوروکریسی نے پی پی کے وزیروں کو بھی کرپٹ بنادیا جس کا خمیازہ پی پی کی اعلیٰ قیادت کو اب بھگتنا پڑ رہا ہے۔ خود نصرت بھٹو نے لندن پہنچ کر اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ اگر پی پی کے وزیر ایسے نہ ہوتے تو ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ بے نظیر صاحبہ کی کمزوری ہی رہی کہ وہ اس کرپٹ صورت حال کو بدلنے سے قاصر رہیں۔

نگران حکومت کا احتساب فی الحقیقت انتقام کی شکل اختیار کرگیا ہے جیسا کہ مولانا نورانی نے وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے انسانی حقوق کمیشن کے سربراہ جسٹس (ریٹائرڈ) دراب پٹیل نے خیال ظاہر کیا ہے کہ جن مقدمات کی تیاری میں تین ماہ لگے ان کے دفاع کے لئے دو دن کا وقت دینا غیر منصفانہ اقدام ہے اور نگران حکومت کی تشکیل کردہ ٹربیونل مروجہ قانونی تقاضوں سے بالاتر ہوکر تشکیل دیئے گئے ہیں۔

مذکورہ بالا حالات میں غیر جانبدارانہ اور منصفانہ انتخابات کے انعقاد کی توقع معدوم ہوتی جارہی ہے جے یو پی کے مرکزی ڈپٹی سیکریٹری جنرل صاحبزادہ اکرم شاہ نے الزام لگایا ہے کہ آئی جے آئی مخالف متوقع امیدواروں کو انتخابات میں کھڑے نہ ہونے کے لئے دباؤ ڈال رہی ہے نیز یہ کہ نواز شریف کو اب بھی وزیر اعلیٰ کی مراعات حاصل ہیں۔

لوگ پاکستان میں اتنی جلدی جلدی وفاداریاں تبدیل کرتے ہیں کہ چہروں کی پہچان ہی چلی گئی ہے سندھ صوبائی اسمبلی کے سابق رکن غلام رسول اٹھر جو کل تک پیپلز پارٹی کے اہم ممبر اسمبلی تھے انہیں آصف علی زرداری کی قربت کا بھی شرف حاصل تھا اپنے تیرہ سرگرم ساتھیوں کے ساتھ پی پی کو داغ مفارقت دیکر نگران وزیر اعظم غلام مصطفیٰ جتوئی کی نیشنل پیپلز پارٹی میں شامل ہوگئے

پاکستان میں اسوقت جس تیزی سے حالات بدل رہے ہیں، لوگ چہرے بدل بدل کر جس طرح سامنے آرہے ہیں اور ہر کس سیاست کے رخ سے جس طرح نقاب آہستہ آہستہ سرکتی جارہی ہے اسے دیکھتے ہوئے تو بے ساختہ یہ اشعار زبان پر آرہے ہیں ؎

ع ارباب زمانہ کچھ اس طرح کروٹ
جو راہزن تھے کبھی آج راہبر ٹھہرے
جہاں بڑوں کی اتاری گئی ہیں دستاریں
تمہیں بتاؤ وہاں کس طرح سے ہم ٹھہرے

موجودہ حالات میں غیر جانبدارانہ اور منصفانہ انتخابات کے انعقاد کی توقع معدوم ہوتی جارہی ہے

حق شناس کے قلم سے

اگست کے وسطی حصہ میں لندن میں الطاف حسین نے اعلان کیا کہ ان کا زخم تیزی سے بھر رہا ہے اور وہ عنقریب وطن روانہ ہو جائیں گے۔ ان کی خواہش تھی کہ وطن واپسی سے قبل ارض مقدس پر حاضری اور عمرہ کی سعادت حاصل کریں لیکن انکی یہ آرزو پوری نہ ہوئی اور ۲۳ اگست کو ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین سیدھے کراچی پہنچے۔ کراچی پہنچتے ہی ان کی مصروفیت بڑھ گئی۔ کراچی میں آتے ہی انہوں نے اعلان کیا کہ قومی اسمبلی کو توڑنا صدر غلام اسحاق کا اقدام عین آئین کے مطابق تھا۔ ایم کیو ایم سے وابستگی اور تعلق رکھنے والے لوگوں کو انہوں نے نوید سنائی کہ وہ انتخابات کے لئے تیاری کریں۔ انہوں نے برملا یہ بھی اعلان کیا کہ ۲۴ اکتوبر کے انتخابات کسی قیمت پر ملتوی نہیں ہونے چاہئیں۔

لندن میں روانگی سے قبل نواز شریف نے جناب الطاف حسین سے ملاقات کی۔ ملاقات میں ہونے والی تفصیلی بات چیت سے عوام کو مخفی رکھا گیا ہے غالباً نواز شریف نے الطاف حسین سے آئی۔ جے۔ آئی اور مسلم لیگ کے اتحاد کے لئے بھی بات کی ہوگی۔ اس پس منظر کے تحت الطاف حسین نے لندن میں بیان دیا کہ ایم کیو ایم سیاسی قومی دھارے میں شامل ہو کر ملک و قوم کے مفاد میں کلیدی کردار ادا کرنا چاہتی ہے یہ بات انہوں نے لندن میں جنگ کے نمائندے سے باتیں کرتے ہوئے کہی کہ ایم۔ کیو۔ ایم کے خلاف جو پروپیگنڈہ کیا گیا تھا اب وہ دور ہوتا جا رہا ہے اور غریب اور مظلوم عوام کو اب یہ احساس ہو گیا ہے کہ ایم۔ کیو۔ ایم ان کی ترجمان ہے اس بیان کے تناظر میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ایم کیو ایم کے رہنماؤں کے ذہن کے کسی بھی گوشہ میں یہ بات جاگزیں ہے کہ ایم کیو۔ ایم ایک علاقائی جماعت ہے ورنہ اس کی صفائی کی ضرورت انہیں پیش نہ آتی۔

ایم۔ کیو۔ ایم کے قائد الطاف حسین کے اس بیان کے تناظر میں کہ ایم۔ کیو۔ ایم قومی دھارے میں شامل ہونا چاہتی ہے اور سولو فلائٹ کو ترک کرنا چاہتی ہے۔ قومی رہنماؤں نے ان سے ملاقاتیں کرنا شروع کر دی ہیں۔ ملاقاتوں میں سندھ

کے گورنر محمود اے ہارون اور سندھ کے نگران وزیر اعلیٰ جام صادق علی نے ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران الطاف حسین نے یقین دلایا کہ وہ سندھ میں اتحاد، امن، بھائی چارہ اور خوشحالی چاہتے ہیں اور اس مقصد کے لئے ہر ایک سے تعاون کو تیار ہیں۔ انہوں نے ایک بار پھر اس بات کو دہرایا کہ سندھ میں رہنے والوں کو سندھ ہی میں ہی رہنا ہے اور ہم سب کا مفاد اسی میں ہے کہ مستقل ترقی کے لیے افہام و تفہیم اور اتحاد سے کام کیا جائے ایم کیو ایم کے قائد کے ان افکار سے یہی بات ابھر کر سامنے آتی ہے کہ ماضی میں جو خون خرابہ ہوا جو نفرتیں بڑھیں بے گناہ لوگ جو موت کے گھاٹ اتارے گئے وہ لاحاصل تھا حقوق محاذ آرائی سے حاصل نہیں ہوتے۔ البتہ افہام و تفہیم سے بہت حد تک بہت کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہی بات محب وطن قوی رہنما بھی کہتے تھے کہ کوئی دھارے سے الگ رہ کر کراچی اور حیدرآباد کے عوام کو سوائے جانی اور مالی نقصان کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ہم سب پاکستانی ہیں۔ پاکستان میں رہتے ہیں ہم سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ہمارا درد ہمارا دکھ ایک دوسرے کا درد ایک دوسرے کا دکھ ہے

ملاقات کے دوران وزیر اعلیٰ جام صادق علی نے بتایا کہ سندھ میں اغوا اور ڈکیتی کے مجرموں کے خلاف جلد ہی آپریشن شروع ہو جائے گا۔ یہ آپریشن سول ادارے کریں گے تاہم اگر ضرورت پڑی تو فوج کی بھی مدد لی جائے گی۔ جام صادق علی نے یہ باتیں ۲۷ اگست کو کراچی میں عزیز آباد میں الطاف حسین سے گفتگو کے بعد اخباری نمائندوں سے باتیں کرتے ہوئے کہیں۔ وزیر اعلیٰ سندھ نے یہ بھی کہا کہ وہ بکری چوروں کو نہیں بلکہ انسانوں کی زندگیوں سے کھیلنے والوں کے خلاف اور ان کے سرپرستوں کے خلاف کارروائی کریں گے یہ تحریر ۲ ستمبر کو لکھی جا رہی ہے۔ آج ہی کے اخبار میں یہ خبر جلی سرخیوں سے شائع ہوئی ہے کہ ممتاز صنعت کار لشیر جان محمد اور تین دوسرے تاجروں کے بیٹوں کو دن دھاڑے اغوا کر لیا گیا۔ اس سے قبل بھی روزانہ اخبارات میں اغوا کی وارداتوں کی خبریں آ رہی ہیں۔ لیکن روزمرہ کے ہونے والے جرائم جام صادق علی کے دعوے کو منہ چڑھا رہے ہیں۔ اب تک حکومت کی طرف سے نہ کوئی ڈاکو پکڑا گیا اور نہ ہی کسی مغوی کو رہا کرایا گیا۔ البتہ کئی مغوی خاموشی کے ساتھ گھر پہنچ چکے ہیں۔ جام صادق علی نے عزیز آباد میں جس کو کہ وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے وہ تیسری مرتبہ وہاں پہنچے ہیں۔ اور ان کی ایم کیو ایم کے رہنماؤں سے تفصیلی ملاقاتیں ہو چکی ہیں۔ تفصیلی ملاقات کی تفصیل تو عوام تک نہیں پہنچی۔ البتہ یہ بات بعید از قیاس
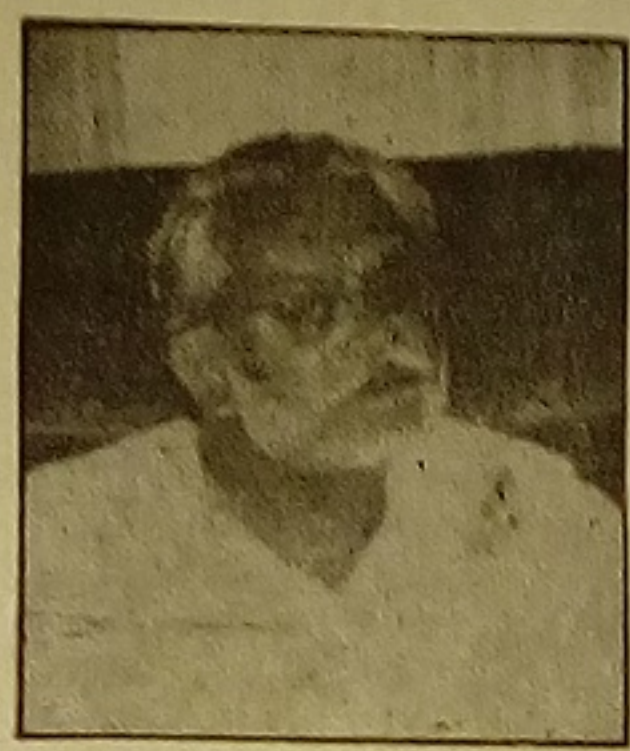
نگران وزیر اعلیٰ جام صادق علی۔ اب تک الطاف حسین سے تین ملاقاتیں کر چکے ہیں

بھی نہیں ہے کہ ہر ملاقات میں آئندہ آنے والے انتخابات کے بارے میں ذکر ضرور چھیڑا ہوگا۔ جو حکمت عملی بنائی جا رہی ہے اس کا مقصد یہی ہے کہ اس طرح لائحہ عمل تیار کیا جائے کہ سندھ کی حکومت میں ایم۔کیو۔ایم کے اشتراک سے آئندہ حکومت بنائی جائے۔ ایم۔کیو۔ایم کو سندھ کی صوبائی سیٹوں میں ۲۷ نشستوں پر کامیابی کا امید ہے۔ اگر اندرون سندھ، جئے سندھ عبدالحفیظ پیرزادہ، حمیدہ کھوڑو، ممتاز بھٹو، عبدالحمید جتوئی، اور پلیجو کے اشتراک سے اسی قدر یا اس سے کچھ زیادہ نشستیں حاصل ہو جائیں تو پھر ان سب کے اشتراک سے سندھ میں اقتدار پر قابض ہوا جا سکتا ہے اور پی پی پی کی حکومت کو حزب اختلاف کا کردار ادا کرنا پڑے گا — انہیں افکار کے پیش نظر الطاف حسین نے بھی اپنا رویہ نرم کر دیا ہے ادھر اندرون سندھ نقل مکانی کرنے والوں کا معاملہ ابھی تصفیہ طلب ہے باوجود اس کے کہ نگران حکومت نے بلند بانگ دعویٰ کیا تھا کہ اندرون سندھ سے نقل مکانی کر جانے والوں کو دوبارہ بسایا جائے گا اس سلسلے میں ابھی تک کوئی بھی پیش رفت نہیں ہوئی

۲۹ اگست کو نگران وفاقی حکومت کے وزیر داخلہ میاں زاہد سرفراز نے بھی الطاف حسین سے ملاقات کی ملاقات کے بعد قصر ناز میں انہوں نے اخباری پریس کانفرنس کے دوران کہا کہ آئی جے آئی اور ایم کیو ایم نے اتنی مفاہمت کر لی ہے کہ ماضی کی طرح اندرون سندھ مسلم لیگ آئی جے آئی اور ایم کیو ایم کے امیدواروں کے درمیان ووٹ تقسیم نہیں ہوں گے اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ ایم کیو ایم کے ساتھ آئی جے آئی کی مفاہمت صرف اندرون سندھ کی حد تک ہوئی ہے اور جونیجو اور جتوئی کے خلاف ایم کیو ایم کوئی امیدوار کھڑا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی ہے رہا کراچی اور حیدرآباد کا مسئلہ تو ایم کیو ایم اپنے اس موقف پر ڈٹی ہوئی ہے کہ وہ ان شہروں میں کسی اور جماعت کا سیاسی تشخص ابھرنے نہیں دے گی اور نہ ہی کسی کے ساتھ انتخابی اتحاد کرے گی اسی سلسلے میں ایم کیو ایم کے قائدین نے پہلے ہی اعلان کر دیا ہے کہ وہ کراچی اور حیدرآباد میں کسی سے بھی سیاسی اتحاد کرنے کو تیار نہیں، ایم کیو ایم پر آئی جے آئی یہ دباؤ ڈال رہی ہے کہ کم از کم حیدرآباد سے ایک نشست سے دستبردار ہو جائے تاکہ وہاں اعجاز الحق کو انتخابات میں حصہ لینے کا موقع فراہم ہو سکے، لیکن حیدرآباد میں نواز شریف اور اعجاز الحق کے حق میں اب وہ پذیرائی نہیں جو اس سے قبل نظر آ رہی تھی اس کی وجہ پانچ کروڑ روپیہ کا تعطل ہے اسلامی جمہوری اتحاد کے صدر میاں نواز شریف نے حیدرآباد کے فسادات کے سلسلے میں متاثرہ افراد کیلئے پانچ کروڑ روپیہ کی امداد کا اعلان کیا تھا یہ اعلان انہوں نے ایم کیو ایم کے رہنماؤں کے ہمراہ پکا قلعہ گراؤنڈ پر ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کیا تھا تاہم اب تک میاں نواز شریف اور غلام حیدر وائیں کی جانب سے امداد کی رقم دیئے جانے کے سلسلے میں کوئی بھی پیش رفت نہیں ہوئی ہے اس صورتحال کے پیش نظر حیدرآباد کے عوام میں بے چینی بد دلی اور مایوسی پھیلی ہوئی ہے۔ اس لئے خیال ہی ہے کہ یہاں سے ایم کیو ایم کا امیدوار ہی انتخابی میدان میں

باقی صفحہ ۵۰ پر

پنجاب میں بموں کے دھماکے

سیاسی دھماکوں میں جوڑ توڑ

انتخابی شیڈول کا اعلان ہونے میں چند دن باقی ہیں جیسے جیسے الیکشن کی تاریخ قریب آرہی ہے ملک میں ایک طرف سیاسی صورت حال دھماکہ خیز صورت اختیار کرتی جارہی ہے اور دوسری طرف سندھ خصوصاً کراچی اور حیدرآباد کے بعد پنجاب بموں کے دھماکوں کی لپیٹ میں آگیا ہے۔

اس سے پہلے جب پیپلز پارٹی مرکز میں برسر اقتدار تھی اور نواز شریف پنجاب میں حکمرانی کررہے تھے۔ لاہور اور دیگر کئی ایک شہروں میں بموں کے دھماکے ہوئے تھے لیکن موجودہ دھماکے جو کہ پنجاب کے صنعتی مرکز فیصل آباد، مریدکے، اور لاہور کے قریب ریل کار میں ہوئے ہیں جن سے کافی جانی نقصان ہوا ہے اخباروں اور دیگر ذرائع کے مطابق کم ازکم ۱۶ افراد ہلاک اور ۱۰۰ کے قریب زخمی ہوئے ہیں یہ پہلے سے زیادہ زوردار دھماکے ہیں ایک طرف تخریب کار انسانی جانوں سے کھیل رہے ہیں اور دوسری طرف ہمارے سیاست دان سیاسی دھماکوں میں مصروف ہیں اور اپنی اپنی قوت کے مطابق سیاسی سرگرمیوں کو جاری رکھ کر الیکشن مہم چلانے کے ساتھ ساتھ ہر پارٹی دوسری پارٹی کے خلاف دھماکہ کرنے میں مصروف ہے آئے دن نئے نئے اتحاد بن رہے ہیں اور ہر پارٹی کسی نہ کسی اتحاد میں جانے کی کوشش میں مصروف ہے

پاکستان میں جب بھی انتخابات ہوتے ہیں تو کئی نئے اتحاد وجود میں آتے ہیں۔ اور کئی اتحاد ٹوٹتے ہیں ۱۹۷۷ء میں پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں پاکستان قومی اتحاد وجود میں آیا۔ جو الیکشن کے بعد اپنے وجود کو برقرار نہ رکھ سکا۔ اور مارشل لاء کی حکومت میں شامل ہونے یا شامل نہ ہونے کی بنا پر انتشار کا شکار ہوگیا کیونکہ اتحاد میں شامل کچھ پارٹیاں حکومت میں شامل ہونے کے حق میں تھیں اور کچھ نہیں۔

۱۹۸۸ء کے انتخابات میں بھی مختلف پارٹیوں کے درمیان اتحاد ہوا پیپلز پارٹی نے ایم آر ڈی کی پارٹیوں کو چھوڑ کر اکیلے ہی الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا اور اس کے مقابلے میں پاکستانی عوامی اتحاد اور اسلامی جمہوری اتحاد وجود میں آیا۔

اب پھر انتخابات کے موقع پر مختلف گروپوں کے درمیان انتخابی اتحاد وجود میں آرہے ہیں۔ پاکستان پیپلز

> **سندھ میں پیپلز پارٹی کے سابق اراکین اسمبلی کو نگراں حکومت کی حمایت پر مجبور کیا جارہا ہے**

پارٹی جس نے ۱۹۸۸ء کے انتخابات میں [illegible] کو ایک ایک الیکشن [illegible] بنایا ہے۔ اور دوسری طرف [illegible] کی [illegible] کے دوران [illegible] کر رہی ہے۔ بے نظیر بھٹو [illegible] کے حالات نے مجبور کر دیا ہے جبکہ وہ اپنے پرانے اتحادیوں کے علاوہ نئے اتحادی کی تلاش کررہی ہے۔

بے نظیر بھٹو نے اپنے پنجاب کے حالیہ دورے کے دوران مختلف گروپوں کے سربراہوں سے ملاقات کی اور ان کو پیپلز پارٹی کے ساتھ اشتراک عمل کی دعوت دی جس میں کافی حد تک کامیاب رہی ہیں۔ اب تک پیپلز پارٹی نے تحریک استقلال، تحریک نفاذ فقہ جعفریہ اور عوامی نیشنل پارٹی (ولی خان گروپ) سے اتحاد کا اعلان کر دیا ہے۔ اور دیگر پارٹیوں مثلاً جمعیت علماء پاکستان، جمعیت علماء اسلام، عوامی نیشنل پارٹی [illegible] سے بھی رابطہ کر رہی ہے۔

دوسری طرف اسلامی جمہوری اتحاد میں ابھی شامل جماعتیں [illegible] اتحاد کو [illegible] کی کوشش کر رہی ہیں۔ وہ پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں اپنا متفقہ امیدوار [illegible] لانا چاہتے ہیں۔ آئی جے آئی کے سربراہ نواز شریف اور سابق وزیر اعظم غلام مصطفی جتوئی بھی یہ کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اسلامی جمہوری اتحاد میں اپنے [illegible]

موجودہ حالات نے
پیپلز پارٹی کو نئے اتحادی بنانے پر مجبور کر دیا
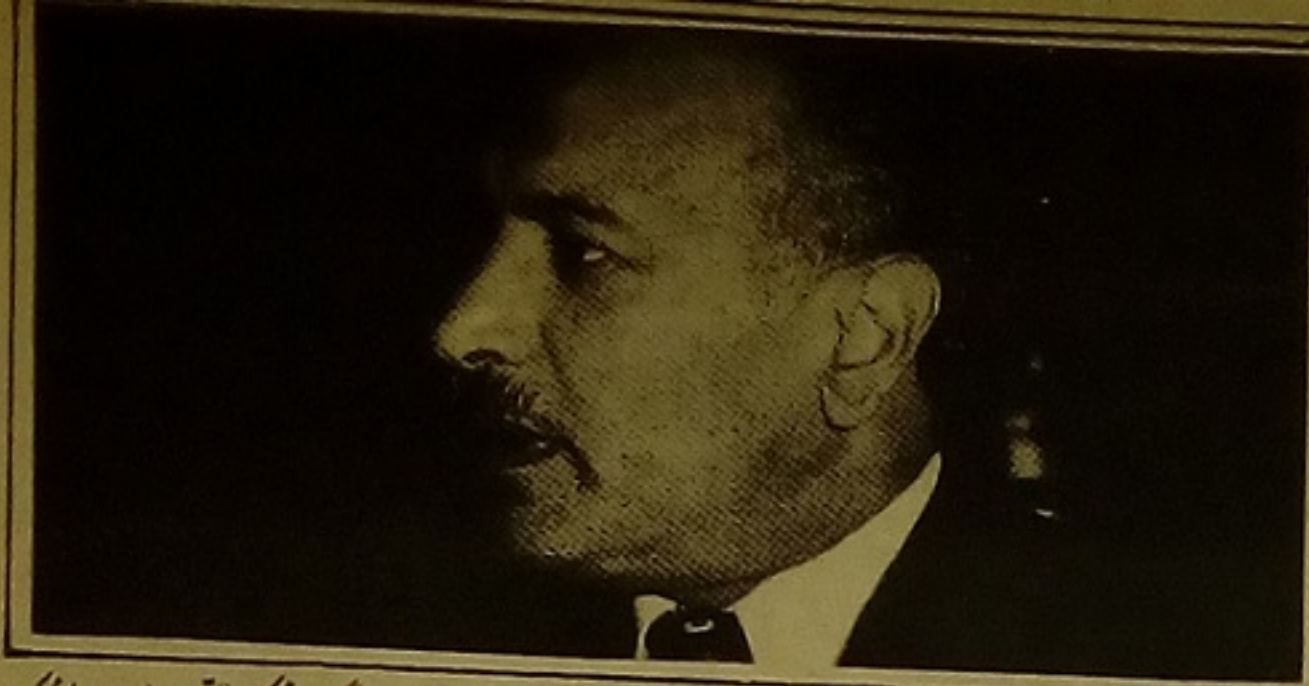
کو اسلامی جمہوری اتحاد میں شامل ہو کر الیکشن لڑنے پر رضامند کریں۔ اب تک وہ صرف جمعیت علماء پاکستان (نیازی گروپ) کو ہی اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہو سکے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن، ولی خان اور نوابزادہ نصراللہ خان کو بھی اس اتحاد میں شامل کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ لیکن جے یو آئی (فضل الرحمٰن گروپ) عوامی نیشنل پارٹی (ولی خان گروپ) اور اکبر بگٹی ابھی تک متفقہ امیدوار کھڑا کرنے پر رضامند نہیں ہوئے۔ اور اعلان کر رہے ہیں کہ وہ اپنے علیحدہ علیحدہ امیدوار کھڑے کریں گے۔

جمعیت علماء اسلام (فضل الرحمٰن گروپ) کی طرف سے جس قسم کا سیاسی مؤقف اپنایا جا رہا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مستقبل قریب میں یہ جماعت اپنا الگ راستہ اختیار کرے گی۔ دوسری طرف عوامی نیشنل پارٹی
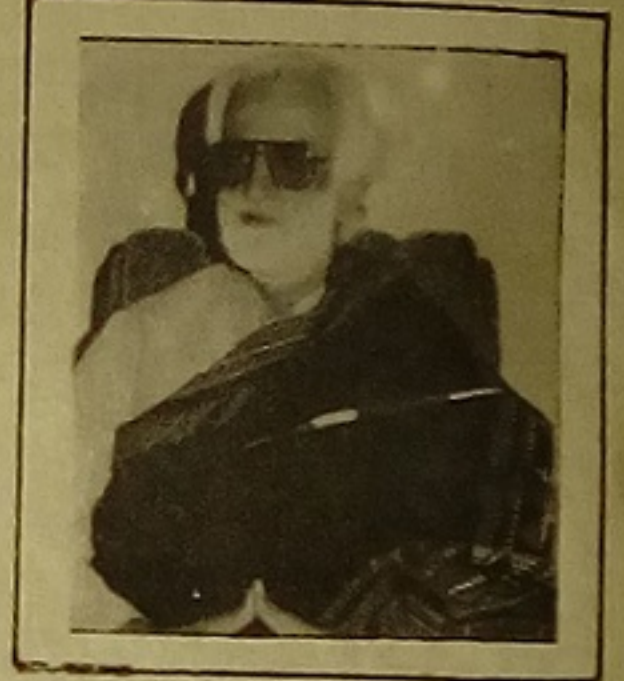
کی مرکزی کمیٹی نے پیپلز پارٹی سے کسی قسم کا اتحاد نہ کرنے کا فیصلہ کر کے اپنے آپ کو آئی جے آئی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ ایم کیو ایم جو کہ سی او پی میں شامل ہے اس نے بھی اب تک یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ کراچی اور حیدرآباد میں ان تمام سیٹوں پر انتخابات میں حصہ لے گی جن پر انہوں نے پہلے انتخاب لڑا تھا۔

موجودہ صورت حال پیپلز پارٹی کے لئے بہت زیادہ پیچیدہ ہے اور پیپلز پارٹی کو ان حالات میں بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سرحد میں پیپلز پارٹی نے عوامی نیشنل پارٹی (فضل کریم گروپ) قومی انقلاب پارٹی اور دوسری ترقی پسند اور جمہوریت پسند جماعتوں کو اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گئی ہے۔

دوسری طرف اگر اسلامی جمہوری اتحاد نے اپنے متفقہ امیدوار کھڑے کرنے کے لئے سی او پی کی پارٹیوں کو رضامند کر لیا، جو کہ اب تک کی اطلاع کے مطابق ہو بھی گیا ہے پہلے ٹکٹوں کی تقسیم پر ہی اس میں اختلافات کا خطرہ ہے۔ اگر ٹکٹوں کی تقسیم کے مسئلہ پر اسلامی جمہوری

اتحاد انتشار کا شکار ہونے سے بچ گیا اور حکومت بنانے میں کامیاب ہو گیا تو وزیر اعظم کے مسئلہ پر یہ اتحاد انتشار کا شکار ہو جائے گا۔ کیونکہ سی او پی کی جماعتوں کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو گا کہ ان میں سے آئندہ وزیر اعظم کون ہو گا۔ کیونکہ سی او پی میں موجودہ وزیر اعظم غلام مصطفےٰ جتوئی۔ نواز شریف، محمد خان جونیجو، چوہدری شجاعت حسین نواب اکبر بگٹی، اعجاز الحق سمیت غلام مصطفےٰ کھر بھی مستقبل کے وزیر اعظم کے امیدوار ہیں۔

تیسرا اتحاد جس کے لئے کوششیں جاری ہیں وہ گرانڈ دینی الائنس ہے جس کے لئے پروفیسر طاہر القادری رابطہ کر رہے ہیں۔ اب تک پروفیسر طاہر القادری نے جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی سے ملاقات کر کے ان کو اس اتحاد میں شرکت کی دعوت دی ہے۔ جو کہ کافی حوصلہ افزا ملاقات ہے۔ دوسری طرف جمعیت (نیازی گروپ) سے بھی رابطہ کیا ہے۔ اور جمعیت علماء اسلام (فضل الرحمٰن گروپ) کو بھی اس اتحاد میں دعوت کی شرکت دی ہے۔ پروفیسر طاہر القادری دوسری مذہبی جماعتوں سے بھی رابطہ کر رہے ہیں۔ اس اتحاد کے امکانات

بھی روشن ہیں۔ اگر یہ اتحاد بن گیا تو وہ پیپلز پارٹی اور اسلامی جمہوری اتحاد دونوں کے لئے مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔

دوسری طرف غلام مصطفےٰ کھر بھی ایک نیا پلیٹ فارم تشکیل دے کر پنجاب میں اپنا گروپ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں جس میں ابھی تک ان کو کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ پنجاب کے وہ علاقے جن میں سرائیکی بولی جاتی ہے۔ وہاں پر تاج محمد لنگاہ بھی سرائیکی گروپ کو منظم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اپنے ہی پلیٹ فارم سے انتخابات

لڑنے کی کوشش میں ہیں۔ اگر سرائیکی علاقوں میں سرائیکی تحریک اپنے نمائندے کھڑا کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو یہ پیپلز پارٹی کے لئے مشکلات پیدا کریں گے اگر اس نے پیپلز پارٹی کا ساتھ نہ دیا تو پیپلز پارٹی کو سرائیکی علاقوں میں اپنی جیتی ہوئی سیٹیں برقرار رکھنے میں مشکلات پیش آئیں گی۔ کیونکہ مرکز اور چاروں صوبوں میں سی او پی کی حکومت ہے اور سی او پی کی سیاسی سرگرمیاں نجی اور سرکاری دونوں سطح پر جاری ہیں۔ اور موجودہ نگران حکومت مختلف سیاسی پارٹیوں میں جوڑ توڑ کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہے۔

پنجاب میں غلام حیدر وائیں وزیر اعلیٰ ہیں جو مسلم لیگ پنجاب کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں۔ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب نواز شریف اسلامی جمہوری اتحاد کے صدر ہیں جن کو حکومت پنجاب نے وہ تمام سہولتیں جو حکومت کی طرف سے فراہم کی جا سکتی تھیں۔ دے کر پنجاب میں انتخابی مہم چلانے کے لئے میدان میں اتارا ہے۔ پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن اور سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے چاروں صوبائی دارالحکومتوں اور ملتان ڈویژن کے دورہ کے بعد نواز شریف

بھی پنجاب کا دورہ کر رہے ہیں اس سے پہلے جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی بھی پنجاب کے اکثر اضلاع کا دورہ کر چکے ہیں۔ اور پچھلے ہفتہ انہوں نے ملتان ڈویژن کا کامیاب دورہ کیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی کے کامیاب دورے اور کامیاب جلسوں سے بوکھلا کر پنجاب کے نگران وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں نے پنجاب کے تمام ڈپٹی کمشنروں کو یہ حکم نامہ جاری کیا ہے کہ وہ جمعیت علماء پاکستان

باقی صفحہ ۱۷ پر

سرزمین سعودیہ میں

نجدی حکومت کے زیر سایہ فحاشی اور حرام کاری

امریکی افواج کو خوش کرنے کے لئے پانچ ہزار مصری دوشیزاؤں کی بھرتی

امریکی فوج کے سپاہی جن میں لڑکیاں بھی شامل ہیں سعودی عرب کی سرزمین پر بیٹھے ناشتے سے لطف اندوز ہو رہے ہیں

اخبار نو دہلی کی چونکا دینے والی رپورٹ

انگریزی روزنامہ "ٹائمز آف انڈیا" نے لندن کے حوالے سے ایک ایسی خبر شائع کی ہے جس کو پڑھ کر دل اور دماغ دونوں معطل سے محسوس ہونے لگے اور ساتھ ہی ایکم سے یہ خیال بھی دل میں آیا کہ بس اب سعودی حکمران خاندان بھی چند دن کا مہمان رہ گیا ہے اس لئے کہ خدا اپنے گھر کی حفاظت اس کی آرائش اور زیبائش کے لیے کسی حکمران خاندان کا محتاج نہیں ہے اسے کسی خادم حرمین شریفین کی ضرورت نہیں ہے وہ تو اپنے گھر کی حفاظت کے لئے معمولی سی ابابیلوں سے بھی کام لینے پر قادر ہے

عربی اخبارات کے حوالے سے لندن سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مصر کی ایک مزدور برآمد کرنے والی کمپنی (امین پاور ایکسپورٹر جو لوگوں کو باہر بھیجنے کا دھندہ کرتے ہیں) نے امریکہ کی ایک تعلق نہ علا کا کام کرنے والی کمپنی سے چند روز قبل یہ معاہدہ کیا ہے کہ وہ پانچ ہزار لڑکیاں مزدور سعودی عربیہ بھیجنے کے لئے فراہم کرے یہ مزدور سعودی عربیہ میں پڑاؤ ڈالنے والی امریکی فوج کی "امدادی خدمات" انجام دیں گے۔

ظاہر ہے یہ کوئی خاص بات نہیں ہوئی جہاں بھی امریکی فوجی کسی بھی مہم پر جاتے ہیں وہاں وہ مقامی زبان جاننے والے عملے کی خدمات حاصل کرتے ہیں اب امریکی فوجی چونکہ سعودی عرب میں ہیں اس لئے انہیں عربی جاننے والے عملے کی ضرورت ہے اس کے لئے انہوں نے مصری کمپنی سے معاہدہ کرلیا ہے مگر خاص بات یہ ہے کہ ان پانچ ہزار مزدوروں میں جو فوراً سعودی عرب روانہ کئے جائیں گے مردوں کی تعداد صرف پچاس ہے جو کہ سپروائزروں کی خدمات انجام دیں گے بقیہ ۴۹۵۰ مزدور نوجوان لڑکیاں اور عورتیں ہونگی جو کہ سعودی عربیہ میں امریکی فوجیوں کے قیام کے دوران "امدادی خدمات" انجام دیگی مزید پانچ ہزار خواتین کیلئے ایک اور معاہدہ ہوا ہے جس کے تحت اگست کے آخر تک اس دوسرے گروپ کو بھی سعودیہ روانہ کردیا جائے گا اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ اپنے فوجیوں کو ہر قسم کا "آرام" پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔

امریکی فوجیوں کی حرام کاریوں سے کون واقف نہیں ہے کوریا کی جنگ، ویت نام کی جنگ، کمبوڈیا کی

سعودیہ میں مقیم امریکہ کی خواتین سپاہی امریکی پرچم لہرا کر خوش ہو رہی ہیں —

جنگ، ایشیا میں جہاں جہاں امریکی فوجی لڑنے گئے ہزاروں ناجائز بچے اپنے پیچھے چھوڑ کر واپس لوٹے ہیں جو کہ وہاں کے غریب معاشرے میں جنگ کی بدولت اس قدر افراتفری اور غربت پھیل گئی تھی کہ گھر گھر چکلے کھل گئے تھے جہاں امریکی بہت سستے داموں میں روز داد عیش دیتے تھے لیکن چونکہ سعودیہ عربیہ ایک ایسا ملک ہے جہاں ابھی تک عربی اور اسلامی روایات پر بڑی سختی کے ساتھ عمل ہوتا ہے اور جہاں آج بھی زنا کی سزا میں سنگسار کر دیا جاتا ہے اسلئے وہاں کے معاشرے میں ان امریکی سورماؤں کی دلبستگی کے لیے وہ سامان مہیا نہیں ہو سکتا جو ویٹ نام، تھائی لینڈ اور کوریا میں بکھرے پڑے تھے چنانچہ "امدادی خدمات" کی آڑ میں مصری دوشیزاؤں کو بھرتی کرنے کی اسکیم بنائی گئی۔

حالانکہ یہ بات ساری دنیا جانتی ہے کہ امریکہ فوج سے متعلق خدمات کے لیے آج تک صرف امریکیوں کو ہی بھرتی کرتا آیا ہے مگر اب پہلی مرتبہ اس نے غیر امریکیوں کو بھی فوج کی امدادی خدمات کے بہانے بھرتی کرنے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ یہ "مخصوص خدمات" سعودی عرب میں دستیاب نہیں ہو سکتیں۔

اسی اخبار کی اطلاع کے مطابق مشرق وسطیٰ پر منڈلاتے ہوئے طوفان کے نتیجے میں آئندہ چند ماہ میں امریکہ کو لگ بھگ ڈھائی لاکھ فوجی سعودی عرب میں تعینات کرنے پڑیں گے، اسی تناسب سے امدادی خدمات انجام دینے والیوں کی تعداد لگ بھگ ایک لاکھ تک پہنچ جائے گی تاکہ فوجیوں کو خدمات کے حصول میں کسی قسم کی دقت یا طویل انتظار کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اس اخبار کی اطلاع کے مطابق ان امدادی خدمات انجام دینے والیوں کو سعودی عرب پہنچنے کیلئے کسی ویزا کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ امریکی فوج کا ایک حصہ بن کر وہاں جائیں گی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکی تعلقات عامہ کی کمپنی دراصل "پنٹاگون" (امریکہ کے فوجی محکمے) کی ایک فرضی کمپنی ہے۔

مصر جو تیل کی دولت سے محروم ہے، اندرونی معاشی بحران سے دوچار ہے، اسکے علاوہ مصری خواتین دوسرے عرب ممالک کے مقابلے میں زیادہ جدید خیال کی حامل اور فیشن ایبل ہیں اس لیے مصری کمپنی کو بھرتی میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

مگر افسوس اس بات کا ہے کہ خادمین حرمین شریفین حجاز مقدس کی پاک سرزمین پر امریکیوں کو بلا کر ان کی ایسی ناپاک حرکتوں کو برداشت کرنے کیلئے تیار ہیں کیا وہ بھول گئے کہ اس پاک سرزمین پر امریکی فوجیوں کے گناہوں کی ذمہ داری میں وہ بھی برابر کے شریک ہونگے۔ یقیناً اس پاک اور مقدس سرزمین پر گناہ کرنے والوں کی جلد ہی اس دنیا میں پکڑ ہوگی اور ایسے عبرت ناک انجام کا انہیں سامنا کرنا پڑے گا جو ساری دنیا کے لیے ایک مثال بن جائے گا۔

بقیہ : بموں کے دھماکے

کو پنجاب میں جلسوں کی اجازت نہ دے صرف جے یو پی کو ہی نہیں بلکہ ان تمام جماعتوں کو جو سی او پی میں شامل نہیں ہیں عام جلسے نہ کرنے دیئے جائیں، جس کی مثال مولانا شاہ احمد نورانی کے ساہیوال، میلسی خانیوال وغیرہ کے جلسے ہیں ان تمام شہروں کی جمعیت کی تنظیموں نے تحریری طور پر ڈی۔ سی اور اے سی کو درخواستیں دیں مگر ان کو جلسوں کی اجازت نہیں دی گئی یہی نہیں بلکہ مخالف امیدواروں کے خلاف ایم پی او کے تحت مقدمات بھی درج کئے جا رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ مخالف امیدواروں کو جنکی پوزیشن مضبوط ہے یا تو سی او پی میں شامل ہونے یا پھر انتخابات نہ لڑنے پر مجبور کیا جا رہا ہے اسی طرح دوسرے صوبوں یعنی سندھ، بلوچستان اور سرحد میں بھی نگران حکومتیں اپنے سرکاری وسائل کو استعمال کرکے اپنے مخالف امیدواروں کو ہراساں کر رہی ہیں۔ سندھ کی نگران حکومت بھی جوڑ توڑ میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہے قوم پرست تنظیموں کو پیپلز پارٹی کے مقابلے میں اکٹھا کرکے الیکشن لڑوانے کی کوشش کے ساتھ ساتھ پیپلز پارٹی کے سابق اراکین کو توڑنے اور نگران حکومت کے لیے حمایت حاصل کرنے کی مہم زوروں پر ہے نگران وزیر اعلیٰ سے ملاقات کرکے نگراں حکومت کی حمایت کرنے اور وزارتیں قبول کرنے والوں کا تانتا بندھا ہوا ہے اب تک سردار غوث بخش (؟) بزنجو، الٰہ ڈنو سایا الغاری، قاضی عابد، منیرہ شاکر علی حسن منگی اور مخدوم شفیق الزماں وغیرہ حکومت میں شامل ہو چکے ہیں اور مخدوم رفیق الزماں، احترام الحق تھانوی، پیار علی الانہ، محمد حسین کھنجی، اسلم راہو وغیرہ بھی نگران وزیر اعظم غلام مصطفیٰ جتوئی سے ملاقاتیں کر چکے ہیں اسکے ساتھ ساتھ سندھ میں پیپلز پارٹی کے سابق وزراء اور اراکین اسمبلی کی گرفتاریاں بھی جاری ہیں اب تک سابق صوبائی وزیر قانون، پیر مظہر الحق، عبدالستار بچانی، سینیٹر شفقت شیرازی، ایم پی اے اعجاز شیرازی، بچن خان، شوکت حسین وغیرہ کو گرفتار کیا جا چکا ہے اور دیگر رہنماؤں کی گرفتاریوں کے لیے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔

بلوچستان کی نگراں حکومت بھی مخالفین کو دبانے کیلئے میدان میں آ گئی ہے اب تک پیپلز پارٹی کے سابق وزیر اکبر لاسی کو گرفتار کیا جا چکا ہے بلوچستان میں بھی پیپلز پارٹی، پشتون خواہ ملی پارٹی، بی ایم این کے درمیان اتحاد کی کوششیں جاری ہیں آئی جے آئی سی او پی کی جماعتوں، جمہوری وطن پارٹی اور جمعیت علماء اسلام کے ساتھ مل کر اتحاد بنانے میں مصروف ہے۔ اس طرح تمام صوبوں میں جوڑ توڑ کی سیاست عروج پر ہے نگران حکومتوں کے ان اتحادوں میں مداخلت اور مخالف پارٹیوں میں توڑ جوڑ کے سبب انتخابات کے انعقاد کے سلسلے میں مختلف خدشات پیدا ہو رہے ہیں۔

گورنر جنرل بن کر قائد اعظمؒ نے معیار زندگی کو گھٹا دیا مگر......

جیسا کہ مشہور ہے قائد اعظمؒ کے مزاج میں بلا کی نفاست تھی
حالانکہ معیار زندگی ہمیشہ بلند ... بات غلط ہے جس کو تاریخ ... مشکل
یقین کرے گی۔ محترمہ ایک مرتبہ مجھ سے قائد اعظمؒ کے ساتھ
اپنے قیام بمبئی کے بارے میں کچھ ذکر فرما رہی تھیں جس کے
دوران فرمایا۔

"بمبئی میں ہم سب سے اعلیٰ ہوٹل میں مقیم تھے کیونکہ
اعلیٰ ترین سے کم کوئی چیز بھی قائد اعظمؒ کو پسند نہ آتی تھی۔

ایک اور موقع پر فرمایا۔

"جب ہم پاکستان آئے تو بحیثیت گورنر جنرل قائد اعظمؒ
کو اپنے معیار زندگی کو گھٹانا پڑا کیونکہ اس کا بار پاکستان کے
عوام پر پڑتا جو اس شاہ خرچی کا بار برداشت نہ کر سکتے تھے
جس کے قائد اعظمؒ شروع سے عادی تھے دوسری طرف اپنے
سابقہ معیار کو برقرار رکھ کر اپنے جانشینوں کے لئے ایک غلط نظیر
قائم کرنا بھی ہرگز ان کے پیش نظر نہ تھا۔"

قائد اعظمؒ کی نفاست طبع کی ایک جھلک مجھے ان کی
اکلوتی صاحبزادی مسز ڈینا واڈیا کے ہاں بمبئی میں نظر آئی۔ ہوا
یوں کہ ۱۹۶۰ء میں صاحبزادی موصوفہ سے اس وقت تعارف
ہوا تھا۔ جب قائد اعظمؒ کی وصیت کے مطابق ان کے ترکہ
میں سے اپنے بچوں کے حصہ کی رقم کے حصول کے سلسلہ میں
کراچی آئی تھیں اور محترمہ کے ہاں کوئی دو ہفتہ قیام کیا تھا
جبکہ محترمہ نے نوابزادہ لیاقت علی خاں وزیر اعظم پاکستان اور
مسٹر غلام محمد وزیر خزانہ کی ایک میٹنگ اپنی قیام گاہ پر طلب
کی تھی جس میں طے پایا تھا کہ پاکستان اس وقت کے زر مبادلہ
کی پابندی کے پیش نظر اصل رقم [illegible] روپیہ پاکستان
ہی میں محفوظ رکھا [illegible] کی صورت میں
سال بہ سال لندن منتقل کیا جاتا رہے گا۔ تاکہ قائد اعظمؒ کے
نواسے جو اس وقت لندن میں زیر تعلیم تھے [illegible] ان کے
کام آسکے خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا کہنا یہ تھا کہ قائد اعظمؒ
کی بیگم [illegible] کی [illegible] چند رنگین
تصویریں جو کہ [illegible] قائد اعظمؒ کے سامان کی صفائی کے وقت
مجھے ہاتھ لگ گئی تھیں انہیں میں نے جب بھی موقع ملا ان کی
صاحبزادی کو پیش کرنے کے لئے اپنے پاس محفوظ رکھا ہوا تھا۔

اس خیال سے کہ جب کبھی اپنے وطن حیدرآباد دکن جاؤں
تو بمبئی میں انہیں پیش کر دوں پھر جب ۱۹۶۰ء میں ایک موقع
نکل آیا تو بمبئی میں دوران قیام میں نے اپنے میزبان حسن صاحب
سے ان تصویروں کا تذکرہ کیا اتفاق سے اس وقت ہم لوگ
قائد اعظمؒ کی صاحبزادی کی رہائش گاہ سے زیادہ دور نہ تھے

تحریر غلام احمد

حسن صاحب اسی وقت مجھے ان کے دولت کدے پر لے گئے
ہماری ٹیکسی جب ان کے گیٹ میں داخل ہوئی تو دیکھا کہ بمبئی
جیسے شہر کے وسط میں ان کی کوٹھی کوئی ایک ایکڑ کے رقبہ
میں پھیلی ہوئی تھی جس میں کم از کم پانچ سو مربع گز کا تو صحن
ہی تھا جب پورٹیکو میں پہنچے تو صاف سفید یونیفارم میں ملبوس
چار بیرے ہماری پیشوائی کو موجود تھے اطلاع کروائی اگرچہ میں
بغیر کسی پیشگی اطلاع کے پہنچا تھا اور میری ملاقات کی غرض بھی
صاحبزادی کے وہم و گمان میں نہ ہو سکتی تھی اس کے باوجود انہوں
نے فوراً بلوایا۔ محترمہ کی خیر و عافیت اور دیگر احوال پوچھا
میں نے ان کی والدہ صاحبہ مرحومہ کی تصاویر کی پیشکش والی
بات کا ذکر کیا تو پوچھا۔

"کس طرح کیا قیمتاً؟"

میں نے کہا "جی نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں یہ تو
فوٹو آپ کی امانت تھے سو آپ کو پہنچنے چاہئیں۔"

میرے اس طرز عمل سے بہت خوش ہوئیں اور فرمایا کہ

Act No. XII of 1948.

[As passed by the Constituent Assembly (Legislature)]

BILL

to provide for the regulation and control of the recruitment and conditions of service of the Pakistan Armed Forces.

Whereas it is necessary to provide for the regulation and control of the recruitment and conditions of service of the Pakistan Armed Forces;

It is hereby enacted as follows:—

1. *Short title, extent and commencement.*—(1) This Act may be called the Pakistan Armed Forces (Recruitment and Conditions of Service) Act, 1948.

(2) It extends to all the territories of Pakistan.

(3) It shall come into force at once.

2. *Power to make rules for recruitment.*—The recruitment to the Armed Forces of Pakistan including the Army, the Navy and the Air Force shall be governed by Rules framed by the Central Government.

3. *Power to make rules for conditions of service.*—The Central Government shall make Rules for the regulation and control of the conditions of service in respect of pay, leave, pensions and general rights of the services mentioned in Section 2.

4. *Saving as to Sections 12 and 13 of the Independence Act.*—The provisions of this Act shall not affect the rights of persons to whom the provisions of Sections 12 and 13 of the Indian Independence Act apply.

This Bill was passed by the Constituent Assembly (Legislature) on the [illegible] May, 1948.

[signature]

Deputy President.

KARACHI;
The [illegible] May, 1948.

I assent to this Bill.

[signature: M. A. Jinnah]

[illegible]

Karachi,
the 9th June 1948.

[illegible]

قیام پاکستان کے بعد افواج پاکستان کی شرائط ملازمت کے بارے میں منظور ہونے والے اسمبلی کے بل کی منظوری کی دستاویز جس پر قائد اعظم محمد علی جناح کے دستخط ہیں

"اتفاق سے میرے پاس اپنی ماں کی ایک بھی فوٹو موجود نہیں تھی جس کی میں بڑی کمی محسوس کر رہی تھی پھر جب انہوں نے میرے جذبات کا اندازہ کر لیا تو مجھے اور میرے میزبان کو دوسرے روز شام باقاعدہ چائے پر مدعو کرکے ہماری عزت افزائی کی انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اسی رات ان کے ہاں پاکستان نٹ ہالیٹم کی ڈنر پارٹی ہے جسے پاکستانی ہائی کمشنر راجہ علی خان اپنے ہمراہ لا رہے ہیں۔

بعد میں میرے میزبان نے بتایا کہ ہم لوگ جو بمبئی میں رہتے ہیں لیکن کبھی قیاس بھی نہیں کر سکتے تھے کہ قائداعظمؒ کی بیٹی ہمارے شہر میں اس شان سے رہتی ہیں۔

۱۸ دسمبر ۷۶ء کے اخبار جنگ میں (اے پی پی) کی ۱۶ دسمبر کی نیویارک کی ایک خبر میں قائداعظمؒ کی صاحبزادی مسز ڈینا کے ایک انٹرویو کا تذکرہ شائع ہوا جس میں دوسری باتیں تو خیر درست ہیں مگر انہیں کم گو کہا گیا ہے ممکن ہے سرسری ملاقات میں ایسا تاثر قائم ہوا ہو مگر حقیقت چونکہ اس کے بالکل برعکس ہے اس لئے قارئین کی دلچسپی کی خاطر موصوفہ کے بارے میں چند مزید باتیں تحریر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے مسز ڈینا کے شوہر مسٹر نیول واڈیا ان کے حقیقی کزن ہیں جو اس وقت یعنی ۱۹۶۰ء میں آل انڈیا مل اونرز ایسوسی ایشن کے صدر تھے۔ مسز ڈینا ایک خوبصورت، نازک اندام اور ذہین و فطین خاتون ہیں عمر مسز اندرا گاندھی کے لگ بھگ ہی ہوگی۔ جب پنڈت نہرو وزیراعظم ہند، لیاقت علی خان صاحب وزیراعظم پاکستان سے بات چیت کے لئے پاکستان آئے تھے تو انہوں نے مادر ملت سے بھی ملاقات کی تھی جبکہ ان کی اکلوتی صاحبزادی مسز اندرا گاندھی ان کے ہمراہ تھیں ان کی واپسی کے بعد محترمہ نے خاص طور پر ان کی شخصیت کی توصیف کرتے ہوئے مجھ سے سوال کیا تھا کہ

کیا پاکستانی خواتین میں ایسی ..... اور یکی خواتین موجود ہیں؟

اس کے بعد جب قائداعظمؒ کی صاحبزادی سے میری ملاقات ہوئی ہے تو میں نے ان کی شخصیت کو بھی کم و بیش ویسا ہی جاذب نظر پایا۔

مادر ملت کو اپنی تہذیب و ثقافت کتنی عزیز تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ چونکہ قائداعظمؒ کی صاحبزادی پاکستانی ہی تھیں اس لئے جب وہ کراچی تشریف لا رہی تھیں تو محترمہ نے ان کے قیام کراچی کے دوران استعمال کے لئے بطور خاص شلوار قمیص اور ڈوپٹے تیار کرا لئے۔

جہاں تک کہ کراچی ایئرپورٹ سے ہی انہیں پاکستانی لباس پہنا کے اپنے ہمراہ گھر لائیں محترمہ اپنی برادر زادی کو کس قدر عزیز

باقی صہ ۵۰ پر

ہم مزارِ قائد پر عہد کرتے ہیں

رئیس امروہوی

کہ کبھی نہ مصائب سے تنگ دل ہوں گے
ہجوم یاس سے ہرگز نہ مضمحل ہوں گے
دفاع قوم و وطن سے نہ جی چرائیں گے
بلائیں جتنی پڑیں گی وہ جھیل جائیں گے

شکست کھا کے پلٹنا ہمارا کام نہیں
کہ جوئے تند ہیں موجِ سُبک خرام نہیں
ہمیں جہاد کی توفیق اگر خدا دے گا
سلف کا خون نہ ہرگز ہمیں دغا دے گا

کہ ہم نہ غیر کی قوت کا آسرا لیں گے
خود اپنے ہاتھ میں تیغ و علم اٹھا لیں گے
جہاں جہاں بھی شہادت ہمیں پکارے گی
ہماری قوم بصد عزم جاں وا دے گی

جہانِ امن و اخوت کے پاسباں ہم ہیں
جہان میں امن و اخوت کے ترجمان ہم ہیں
نقوش عہدِ غلامی کے یوں مٹا دیں گے
اس جہاں کو بہشت بریں بنا دیں گے

بپا ہے حشر قدامت کے قید خانے میں
کہ ارتقاء کے ہراول ہیں ہم زمانے میں
جو تیغ برق صفت ہاتھ میں اٹھا لیں گے
نظام جبر و تشدد کو پھونک ڈالیں گے

وطن کے در در سیدوں کو بھول سکتے ہیں؟
ہم اپنے لاکھوں شہیدوں کو بھول سکتے ہیں؟
کشادہ دست کبھی مٹھیاں نہ بھینچیں گے
ہم اپنے خون سے اپنے وطن کو سینچیں گے

بشکریہ ہفت روزہ "رابطہ"

قائداعظمؒ کا سوانحی خاکہ

بشیر احمد

۱۸۷۶ء کراچی میں ولادت

۱۸۸۲ء ابتدائی تعلیم کا آغاز

۱۸۹۳ء انگلستان روانگی

۱۸۹۶ء بیرسٹری میں کامیابی

۱۸۹۶ء وطن واپسی

۱۸۹۷ء وکالت کا آغاز

۱۹۰۰ء بحیثیت پریذیڈنسی مجسٹریٹ کے تقرر

۱۹۰۵ء دادا بھائی نوروجی کے پرائیویٹ سکریٹری مقرر ہوئے

۱۹۰۵ء کانگرس میں شرکت

۱۹۰۶ء بمبئی ہائیکورٹ میں بحیثیت ایڈووکیٹ

۱۹۰۹ء سپریم امپیریل کونسل میں بلا مقابلہ منتخب ہوئے۔

۱۹۱۰ء قانون ساز کونسل کے رکن بنے۔

۱۹۱۱ء وقف علی الاولاد کے ضمن میں مسودہ قانون کونسل میں پیش کیا۔

۱۹۱۲ء مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ کلکتہ میں شرکت

۱۹۱۳ء مسٹر گوکھلے کے ساتھ برطانیہ روانگی۔

۱۹۱۳ء وطن واپسی

۱۹۱۳ء مسلم لیگ میں شرکت

۱۹۱۴ء کانگریس کے وفد کے ایک رکن کی حیثیت سے برطانیہ روانہ ہوئے۔

۱۹۱۶ء مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس لکھنؤ کے صدر مقرر ہوئے۔

۱۹۱۷ء ہوم رول تحریک میں شرکت کی۔

۱۹۱۸ء شادی کی۔

۱۹۱۸ء لارڈ ولنگڈن کے خلاف مظاہرے کی رہنمائی کی۔

۱۹۱۹ء رولٹ ایکٹ کے خلاف بطور احتجاج امپیریل کونسل سے استعفیٰ دے دیا۔

۱۹۲۰ء کانگرس سے علیحدگی اختیار کرلی۔

۱۹۲۱ء گاندھی جی کی حکمت عملی سے اختلاف

۱۹۲۷ء آل پارٹیز کانفرنس میں شرکت

۱۹۲۸ء نہرو رپورٹ کی ابتداء

۱۹۲۹ء چودہ نکات کا اعلان

۱۹۳۰ء مسلمانوں کے نمائندے کی حیثیت سے گول میز کانفرنس میں شرکت اور انگلستان میں مستقل سکونت۔

۱۹۳۱ء دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت اور ہندوستانی سیاست سے عارضی کنارہ کشی

۱۹۳۴ء بمبئی کے شہری حلقے سے مرکزی اسمبلی کے انتخاب میں کامیابی۔

۱۹۳۷ء آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے پہلے سالانہ اجلاس کلکتہ کی صدارت کی۔

۱۹۳۸ء کراچی مسلم لیگ کی صدارت۔

۱۹۳۹ء یکم نومبر، وائسرائے کی خواہش پر ان سے ملاقات کی۔

۱۹۴۰ء ۲۴ رمارچ لاہور میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں "قرارداد لاہور" کی منظوری وکالت ترک کر کے مسلمانوں کی خدمت کو نصب العین بنایا حکومت برطانیہ کو انتباہ

۱۹۴۲ء ہندوستان میں کرپس مشن کی آمد قائداعظمؒ سے ملاقاتیں اور پاکستان کے اصول کو تسلیم کرلیا

۱۹۴۳ء ۲۶ رجولائی ایک خاکسار کا ان پر قاتلانہ حملہ۔

۱۹۴۴ء ۱۸ رمارچ لاہور مسلم اسٹوڈنٹس کانفرنس کا افتتاح ۹ رستمبر ۴۴ء کو گاندھی سے ملاقات۔

۱۹۴۵ء ۲۸ رجون لارڈ ویول کی شملہ کانفرنس میں شرکت

۱۹۴۵ء اکتوبر میں بلوچستان کا دورہ۔

۱۹۴۶ء ۲۹ رجولائی وزارتی مشن کو مسترد کرنے بعد راست اقدام کا اعلان کیا۔ جس پر تمام خطاب یافتہ ممبروں نے خطابات واپس کردیئے

۱۹۴۶ء ۱۴ راگست لارڈ ویول کی طرف سے عبوری حکومت کے قیام کا اعلان۔ قائداعظم کا وائسرائے کی اس عیاری پر احتجاج اور عبوری حکومت میں مسلم لیگ کی شمولیت۔

۱۹۴۶ء دسمبر میں برطانوی حکومت کے دعوت پر لندن کو روانگی واپسی پر مفتی اعظم فلسطین امین حسینی، نحاس پاشا اور عزام پاشا سے ملاقاتیں۔

۱۹۴۷ء مارچ میں ماؤنٹ بیٹن کی بطور وائسرائے اور گورنر جنرل ہندوستان میں آمد، وائسرائے سے ملاقاتیں اور پاکستان کا مطالبہ۔

۱۹۴۷ء ۱۲ راپریل کو کانگرس کی طرف سے بنگال اور پنجاب کی تقسیم کا مطالبہ

۱۹۴۷ء ۲ رجون مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا اجلاس

۱۹۴۷ء ۴ رجولائی کو دارالعوام میں قانون آزادی ہند کی منظوری۔

۱۹۴۷ء ۱۱ راگست پاکستان کی مجلس دستور ساز میں خطبہ استقبالیہ۔

۱۹۴۷ء ۱۴ راگست کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے اعزاز میں کراچی میں دعوت

۱۹۴۷ء ۱۴ راگست قیام پاکستان

۱۹۴۷ء ۱۸ راگست بحیثیت گورنر جنرل قوم کے نام عید کا پیغام۔

۱۹۴۷ء ۲۴ راکتوبر عیدالاضحیٰ کے موقع پر قوم کے نام پیغام

۱۹۴۷ء ۳۰ راکتوبر کو پنجاب یونیورسٹی کے کھلے میدان میں قوم سے خطاب اور مہاجرین کو صبر و ضبط کی تلقین۔

۱۹۴۸ء ۲۳ رجنوری کو بحری ادارہ "دلاور" کی رسم افتتاح

۱۹۴۸ء ۱۴ رفروری کو سبی کے دربار میں شرکت۔

۱۹۴۸ء ۲۱ رمارچ کو ڈھاکہ میں تین لاکھ کے مجمع سے خطاب۔

۱۹۴۸ء یکم جولائی کو اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی رسم افتتاح۔

۱۹۴۸ء ۱۴ رجولائی کو بغرض صحت زیارت (بلوچستان) کو روانگی۔

۱۱ رستمبر ۹ بجے رات کو کراچی میں بذریعہ ہوائی جہاز آمد، شب کو دس بج کر پینتالیس منٹ پر انتقال۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

وطن کی فریاد

صغیر انجم

مجھ میں بسنے والو! کبھی بے وطنوں سے بھی پوچھو کہ وطن کی محبت کیا ہے لیکن تمہیں کیا پڑی اتنی فرصت ہی نہیں کیونکہ مصروفیات بہت ہیں خواہشات بہت ہیں لیکن لسانیات بھی اب کچھ کم نہیں تمہیں ان سے چھٹکارا ملے تو بے وطنوں سے ضرور معلوم کرنا۔

تمہارے حال سے تو میں باخبر ہوں لیکن میرے احوال تم نے معلوم نہیں کئے، کیا بتاؤں اپنا ماضی جب مجھے فرنگیوں نے اپنا غلام بنالیا تھا غلامی کی زنجیروں میں، میں ایک صدی تک جکڑا ہوا کراہتا رہا لیکن آزادی کے متوالوں نے غلامی کی زنجیریں توڑنے کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ کیسے پیارے پیارے جیالے جوان بنگالی، پنجابی، سندھی اور بلوچ، پٹھان ایک خدا ایک نبی ایک قرآن سب نے بنائی ایک ہی پہچان۔

میری دھرتی کی مٹی اٹھاکر دیکھو تو پتہ چلے گا کہ شہیدوں کے لہو کی خوشبو اس میں کیسے بسی ہوئی ہے جیسے پھول سے خوشبو جدا نہیں ہوتی اسی طرح سے شہیدوں کے لہو کی خوشبو بھی مجھ سے جدا نہیں ہوتی، کتنی سہاگنوں نے اپنے سہاگ کے لہو سے میری مانگ سجائی کتنی ماؤں نے اپنی گودیں میری وجہ سے اجڑوائیں کتنے معصوموں کو سکھوں کی کرپانوں نے دولخت کیا خاک وخون میں لپٹی ہوئی بے گور کفن لاشوں کا صلہ ۱۴ اگست کو آزادی کی صورت میں ملا، مہاجروں کے لٹے پٹے قافلے میری آغوش میں آئے عجیب حال ہے گرداب میں اٹے پھٹے کپڑے کوئی باپ کی شفقت سے محروم تو کوئی ماں کی محبت سے دور کسی کا لخت جگر ضعیفی میں اس کی آنکھوں کے سامنے ذبح کردیا گیا تو کسی کی بیٹی کی عصمت سر راہ لوٹ گئی یہ برباد بے خانماں اپنے آبا واجداد کی قبروں کو خیرباد کرکے میری ہی محبت میں یہاں آئے، آنے والوں کو تو یاد ہے کہ اس وقت مالک الملک سے کیا عہد کیا تھا کہ اے رب قدیر تو ہمیں ایک خطہ زمین دے دے جس پر تیرا اور تیرے پیارے محبوبؐ کا نظام نافذ کرسکیں لیکن نسل جدید نے نسل قدیم کے عہد کو پورا کرنا تو کیا اسے توڑ ڈالا آج میں زخموں سے چور ہوں مجھ پر تم نے بڑے ظلم ڈھائے جو کسان میرے حسن کو اپنے پسینے سے نکھارتا ہے اسے قید کررکھا ہے وہ جاگیرداروں اور وڈیروں کے زیر عتاب غلاموں سے بدتر زندگی بسر کررہے ہیں زرداروں نے مزدور سے اس کی حیات کے سامان چھین لیے ہیں۔ میرے سپوتوں پر جب یہ ظلم ڈھائے جارہے ہوں اور میں گھائل نہ ہوں کیسے ممکن ہے ان کو تم نے اپنے شکنجے میں ایسا کسا ہوا ہے کہ لب کشائی تو درکنار حق رائے دہی بھی آزادانہ طور پر استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ تمہارے قہر سے یہ واقف ہیں۔ بجھو کرتے مجھے آزادی دلانے والے لیکن زندگی نے ان کا ساتھ نہ دیا ان کی روحیں میری یہ حالت دیکھ کر ضرور بے چین و بیقرار ہوں گی پھر بھی ہر دور میں میرے چاہنے والوں نے میری حرمت و آبرو کے لیے کچھ نہ کچھ کیا ان میں منبر رسولؐ پر بیٹھنے والوں نے میرے مقاصد کو اقتدار میں نہ ہوتے ہوئے قرار داد کی شکل میں منوایا۔

مجھے معلوم ہے کہ میری عمر چوالیس سال کی ہوگئی ہے ان چوالیس برسوں میں اٹھتیس سال ایسے ہیں

> **جدید نسل نے قدیم نسل کے عہد کو توڑ ڈالا**
> **اور زرداروں نے مزدور سے اس کی حیات کے سامان چھین لئے ہیں۔**

[illegible]

آمر نے اسلام کے لفظ کو لبوں سے نیچے نہیں اتارا اور نہ اسلام کو اسلام آباد تک لایا

تحریک پاکستان کے مقاصد کا ایک اجمالی خاکہ

قسط نمبر ۲

تحریر۔ اللہ بخش رضا

مگر "تحریک نظام مصطفیٰ" کے عظیم قائد، ملت اسلامیہ کے دل کی دھڑکن پیکر صدق و صفا قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی صدر جمعیت علمائے پاکستان وہ واحد سیاسی و مذہبی اور قومی رہنما ہیں۔ جنہوں نے جنرل ضیاءالحق کے ارادوں کو بروقت بھانپ لیا تھا اور "قومی اتحاد" کے لیڈران کرام سے کہا کہ آپ لوگ "تحریک نظام مصطفیٰ" سے عوام سے اور شہدائے "تحریک نظام مصطفیٰ" سے غداری نہ کریں۔ مارشل لاء کے سائے میں وزارتیں قبول نہ کریں بلکہ جنرل صاحب پر مل کر دباؤ ڈالیں تاکہ وہ "نظام مصطفیٰ" نافذ کریں اور اپنے وعدے پر قائم رہ کر نوے دن کے اندر اندر انتخابات کرائیں۔ مگر وہ لیڈران کرام نشہ اقتدار میں ایسے بدمست و مدہوش ہو چکے تھے کہ مارشل لاء کے تحت حکومت میں شامل ہو گئے۔ البتہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے جنرل ضیاءالحق کی تمام پیشکشوں کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا اور برملا اعلان کیا کہ ہمیں ذاتی اقتدار نہیں چاہئے اور نہ ہی ہمیں وزارتوں کی ضرورت ہے بلکہ ہماری تمام تر جدوجہد اور قربانیوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ اقتدار "نظام مصطفیٰ" کو مل جائے۔

ادھر جنرل محمد ضیاءالحق نے بھی پوری طرح بھانپ لیا تھا کہ اگر "قومی اتحاد" کی جماعتیں الگ الگ نہ کی گئیں تو پھر یہ لوگ میرے خلاف کوئی گڑبڑ نہ کر بیٹھیں اور دوسری طرف ان کی خفیہ ایجنسیوں نے بھی انہیں بتایا کہ ان لوگوں کو اقتدار میں شریک کر کے وزارتیں دی جائیں "پاکستان قومی اتحاد" خود بخود تتر بتر ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ جنرل ضیاءالحق ان لوگوں کے اسلام سے مخلص ہونے کے تمام بلند بانگ دعوے بھی دیکھ چکے تھے اور انہوں نے بخوبی اندازہ کر لیا تھا کہ یہ جماعتیں اسلام کے مقابلے میں "اسلام آباد" کے زیادہ دلدادہ ہیں۔ چنانچہ یہی کچھ ہوا۔ ان جماعتوں کے "بزرجمہر" لنگوٹ کس کر وزارتوں میں گھس گئے۔ اور اسلام کے نفاذ کے مطالبے کو پس پشت ڈال کر بے اختیار اور باتنخواہ وزارتیں لے کر بیٹھ گئے اور اسلام کے ان "بہی خواہوں" کو اتنی جرأت بھی نہ ہوئی کہ وہ اس "مرد حق" کے سامنے "کلمۂ حق" کہہ کر اسلامی نظام (نظام مصطفیٰ) کے نفاذ کا مطالبہ کرتے۔ دراصل ان جماعتوں (جماعت اسلامی، مسلم لیگ اور جمعیت علمائے اسلام وغیرہ) کا مقصود و منتہا ہمیشہ حصول اقتدار رہا ہے۔ حالات و شواہد موجود ہیں کہ ان جماعتوں نے ہمیشہ ذاتی اقتدار کو اسلام پر ترجیح دی۔ پاکستان کے عوام کو دھوکہ اور فریب دینے کیلئے اسلام اسلام کی رٹ لگانے ہمیشہ عیاری کرتے رہتے ہیں۔

کاش! پاکستانی قوم دانشمندی اور دیانتداری سے کام لے کر ان جماعتوں کی چالبازیوں اور فریب کاریوں سے خبردار رہتی۔ اور ان کی ضرر اور مفاد پرستیوں سے ملک و ملت اور خود کو بچا لیتی۔ پاکستان میں موجود اور سابقہ تمام پارٹیوں کے اصل کردار پر ہم آگے چل کر تفصیل سے تاریخی شواہد کے حوالے سے مکمل تبصرہ کریں گے تاکہ عوام کے سامنے وہ تمام حقائق منکشف ہو سکیں کہ جن کی منافقت کی وجہ سے آج تک ملک میں نظام مصطفیٰ نافذ نہ ہو سکا۔ ایک مرتبہ پھر آپ کو ہم "تحریک نظام مصطفیٰ" کے بعد آنے والی حکومت کے ان کارناموں کی طرف —— لے چلتے ہیں۔ جن پر جناب جنرل محمد ضیاءالحق کے باقیات اور سیاسی جانشیں اتراتے ہیں اور فخر کرتے ہیں۔

ملک میں غیر جماعتی انتخابات کرائے گئے۔ جبکہ پاکستان کے تمام دساتیر میں کہیں بھی غیر جماعتی انتخابات کا تصور تک نہیں ملتا!

ذیل میں ترتیب وار اور اختصار کے ساتھ ان "کارناموں" کی فہرست پیش خدمت ہے۔ اگرچہ یہ سب کچھ آپ (عوام و خواص) کے سامنے ہوتا رہا ہے مگر آپ نے ان امور کو یا تو بھلا دیا۔ یا پھر غیر اہم سمجھ کر نظر انداز کیا۔ لیکن ملکی و ملی مفاد کے پیش نظر یہ تمام امور آپ سے مخفی نہیں رہنے چاہئیں۔

۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو بعد دوپہر چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جناب جنرل محمد ضیاءالحق نے تلاوت کلام مجید کے بعد بذریعہ ریڈیو، ٹی وی قوم سے خطاب فرمایا۔ اپنی اس نشری تقریر میں انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ایک تو ملک میں امن بحال کرنے آئے ہیں دوسرا یہ کہ نوے دن کے اندر منصفانہ انتخابات کرا کے اقتدار عوام کے صحیح اور منتخب نمائندوں کے حوالے کر دیں گے چنانچہ

۱۔ وہ نوے دن کا وعدہ پورا نہ کر سکے (۲) انہوں نے اپنی عیاریوں اور مکاریوں کے ساتھ سیاسی جماعتوں میں توڑ پھوڑ کا عمل بڑی تیزی کے ساتھ شروع کیا تاکہ یہ لوگ پھر "نظام مصطفیٰ" پر متفق نہ ہو سکیں۔ (۳) مجلس شوریٰ قائم کی اور "قومی اتحاد" کی جماعتوں کے "جید" افراد کو توڑا اور بھرتی کیا (۴) غیر نمائندہ افراد پر مشتمل وزارتوں کی بندر بانٹ شروع کی (۵) اسلامی

سالاری کونسل قائم کر کے اس میں کچھ ڈگ کھپا دیئے گئے

(۶) شریعت کورٹ کے نام پر کچھ دانشوروں کو ملازم رکھا گیا۔ یہ تمام ادارے اور ان کے ارکان بالکل بے بس اور قطعی بے اختیار تھے یہاں تک کہ شریعت کورٹس کے فیصلوں کو بھی پسند ناپسند کی صورت دیکر در خود اعتنا نہ سمجھا جاتا رہا۔ جنرل صاحب مرحوم کے دور مبارک" میں تین قسم کی عدالتیں قائم تھیں ——

(۱) مارشل لاء عدالتیں (۲) سول عدالتیں (۳) شرعی عدالتیں۔ مگر سارے مفلوج۔ اس لئے کہ ریاست کے تمام اداروں اور شعبوں کے اختیارات کا مالک فرد واحد' صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جناب الحاج جنرل محمد ضیاء الحق تھے۔ ان کی مرضی و منشاء کے خلاف کوئی پتا بھی نہیں ہل سکتا تھا۔ یہاں تک کوئی وزیر و مشیر" واسکٹ" بھی نہیں بدل سکتا تھا۔ کچھ عرصہ تک اسی طرح کا نظام اپنایا گیا تاکہ محب وطن لوگوں اور جماعتوں کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو۔

(۷) ان کے دور میں پہلی بار ملک میں غیر جماعتی انتخابات کرائے گئے جبکہ پاکستان کے تمام دساتیر میں کہیں بھی غیر جماعتی انتخابات کا تصور تک نہیں تھا ان غیر جماعتی انتخابات سے مختلف قومیتوں' برادریوں قبائل اور گروہوں کو سر اٹھانے کا موقع ملا۔ علاقائی اور لسانی بنیاد پر تنظیمیں ابھریں۔ جس سے ملک بری طرح خانہ جنگی کی لپیٹ میں آگیا۔ جس کی مثال صوبہ سندھ۔ خصوصاً حیدرآباد اور کراچی ہیں جہاں زور رکھنے والے فسادات نے پورے ملک کو ہلا کے رکھ دیا۔

(۸) اپنی کرسی اقتدار کو بچانے کے لئے صدارتی ریفرنڈم کا اعلان کیا اور اس ریفرنڈم کا انداز اس قدر مضحکہ خیز تھا کہ دین پرست اور محب وطن لوگ سر پیٹ کے رہ گئے

(۹) ۱۹۷۳ء کے دستور میں من مانی ترامیم کی گئیں جن سے ان لوگوں کے لئے راستہ ہموار ہو گیا۔ جنہیں قوم نے ۱۹۷۷ء میں " تحریک نظام مصطفیٰ" چلا کر مسترد کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جنرل ضیاء الحق کی غلط پالیسیوں کے نتیجے میں ملک میں پہلی بار عورت کی حکمرانی قائم ہوئی جو کہ ایک قومی و ملی المیہ ہے انہوں نے آئین میں ذاتی اقتدار کی حفاظت و طوالت کے لئے ترمیمیں کی تھیں مگر اس معاملے میں انہوں نے ترمیم نہ کی جبکہ صاف نظر آ رہا تھا کہ حکمران کے طور پر عورت اقتدار پر آسکتی ہے۔ لیکن انہوں نے اس طرف توجہ نہ دی۔

(۱۰) انہوں نے دہشت گردوں کی سرپرستی کی۔ علیحدگی پسندوں' علاقائی فسادی اور لسانی تنظیموں کی مکمل حوصلہ افزائی کی۔ وطن دشمن عناصر اور دشمنان دین کو گلدستے پیش کئے۔ اہل وطن کو اچھی طرح یاد ہو گا کہ جب جی ایم سید کے حواریوں نے صدر ضیاء الحق کی کراچی میں موجودگی کے باوجود نعرے لگائے کہ " پاکستان توڑ دو " " پاکستان نہیں چاہئے" (خاکش بدہن) تو ان وطن دشمن عناصر کی انہوں نے جواب طلبی نہ کی ورنہ ایسے لوگ تو گردن زنی کے قابل تھے۔ اہل وطن کو یقیناً یاد ہو گا جناب صدر صدر ضیاء الحق' جی ایم سید کی طبع پرسی کے لئے تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے انہیں گلدستے پیش کئے تھے اور ان کی دلجوئی و حوصلہ افزائی بھی کی چنانچہ اس پر جی ایم سید نے اس وقت بھی اور اس کے علاوہ بھی کئی مرتبہ یہ کہا کہ صدر ضیاء الحق میری مرضی و منشاء کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ یہ بات قومی پریس اور اخبارات میں بھی آچکی ہے۔ صدر ضیاء الحق ہی کی شہ پر ایم۔ کیو۔ ایم اور دیگر علاقائی' لسانی فسادی گروپ معرض وجود میں آئے اور غیر جماعتی انتخابات میں انہیں کامیابی کا موقع فراہم کیا' محب وطن اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کو ختم کرنے کے لئے ان دہشت گرد گروہوں کی مکمل سرپرستی کی۔

صدر ضیاء کی شہ پر علاقائی اور لسانی گروپ معرض وجود میں آئے اور
مذہبی سیاسی جماعتوں کو ختم کرنے کے لئے ان کی سرپرستی کی گئی

جماعت کے " صالحین" نے
جے یو پی کی مرکزی قیادت
کے خلاف ایک زبردست
پروپیگنڈہ مہم
کا آغاز کیا

(۱۱) وہ آئندہ بھی غیر جماعتی انتخابات کرانا چاہتے تھے اور انہوں نے اسی سلسلے میں اعلان بھی کیا کہ چار پانچ الیکشن مزید غیر جماعتی کراؤں گا۔ مگر وہ اس ارادے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے سے پہلے اپنے انجام کو پہنچے ہاں! اگر وہ ایک آدھ اور غیر جماعتی انتخابات کرا لیتے تو جی۔ ایم سید کا مقصد واقعی پورا ہو جاتا اور پاکستان میں کئی "دیش" بن جاتے (بہرحال ان کی موت باعث عبرت ہے ہم ایسی موت سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں)

(۱۲) انہوں نے غیر جماعتی انتخابات میں منتخب ہونے والے ممبران اسمبلی کو خرید خرید کر ایک جماعتی " گروہ " تشکیل دیا۔ یک جماعتی " حکومت بنالی۔ اسی طرح انہوں نے من پسند اسمبلی اور من پسند وزیر اعظم کو منتخب کرایا۔ پھر جب ان " خدام " کی سرگرمیاں خلاف طبع محسوس ہوئیں کو جلال شاہی کو کھلتے ہوئے: بیک جنبش قلم' اسمبلی اور وزیر اعظم کی " ایسی تیسی" کر دی اور اس شریف " وزیر اعظم کو واپس سندھڑی بھیج دیا اور واپسی کا " خرچہ" بھی دینا گوارا نہ فرمایا۔ یوں عنان خطر کو رفع فرما کر ذاتی اقتدار کے لئے پیدا ہونے والی مشکلات کو بڑی خوبصورتی سے دور فرمایا۔ آپ کو یہ بھی یاد ہو گا کہ اس غیر جماعتی اسمبلی کے ممبران کو وزیر اعظم کے مشورے سے پچاس پچاس لاکھ روپے بھی دیئے گئے تھے جو کہ ضیاء الحق مرحوم کے باقیات کے لئے " قابل فخر کارنامہ " ہے۔

(۱۳) دیکھا آپ نے؟ انہوں نے کس طرح جمہوری اداروں کو یکسر تباہ کیا۔ محب وطن جماعتوں کی دھجیاں اڑائیں ملک میں خون خرابہ کی راہیں ہموار کیں۔ قوم و ملت کے اتحاد کو داؤ پر لگا دیا۔ صوبائی اور علاقائی تعصبات کو ابھارا۔ اسلام کا نام لے کر سستی شہرت حاصل کی۔

(۱۴) تحریک نظام مصطفیٰ میں اہم موثر اور مرکزی کردار جمعیت علماء پاکستان ہی نے ادا کیا۔ انہیں خطرہ تھا کہ یہ لوگ پھر میرے خلاف مشکلات پیدا نہ کریں اس لئے بڑی چالاکی کے بعد انہوں نے جمعیت کے کچھ افراد کو شوریٰ میں لیا۔ کچھ افراد کو غیر جماعتی وزارتیں عطا کیں۔ اور بعض افراد کو دوسرے حربوں سے جمعیت علمائے پاکستان سے الگ کرنے کے لئے کوششیں کیں اس کے علاوہ جمعیت کی مرکزی قیادت کو بھی مختلف حیلے بہانوں سے ساتھ ملانے کی زبردست جدوجہد

کی۔ مگر جمعیت علمائے پاکستان کی مرکزی قیادت نے ان کی تمام ترغیب و تحریص کو حقارت سے ٹھکرا دیا تھا۔ کیونکہ وہ نظام مصطفیٰ کے بدلے میں ذاتی اقتدار اور وزارتوں کی حیثیت پرکاہ کے برابر بھی نہیں سمجھتے تھے۔ اس زمانے میں بھی ایک خاص " لابی " اور جنرل محمد ضیاء الحق کے "گماشتوں" اور جنرل ضیاء الحق کی پسندیدہ جماعت کے "صالحین" نے جمعیت علمائے پاکستان کی مرکزی قیادت کے خلاف ایک زبردست پروپیگنڈہ مہم کا آغاز کیا اور عوام میں خصوصاً جمعیت علمائے پاکستان اور اہلسنت کے حلقوں میں اپنے قائدین کے خلاف نفرت اور بے اعتمادی کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی علماء و مشائخ کو جمعیت سے بدظن کرنے کی ترکیبیں سوچیں۔ اور کہا گیا کہ دیکھیئے! مولانا شاہ احمد نورانی اسلام کی خاطر ضیاء الحق سے تعاون نہیں کر رہے ہیں اور برملا صدر ضیاء الحق کی مخالفت کرتے رہے ہیں جو کہ نامناسب ہے۔ وغیرہ وغیرہ جمعیت علمائے پاکستان اور اس کے قائدین کے خلاف کیا کچھ نہیں کیا گیا۔ ملتان سنی کانفرنس اور راولپنڈی میں نظام مصطفیٰ کانفرنس میں جمعیت اور اہلسنت کی عظیم الشان طاقت کے مظاہرے جب حکومتِ وقت نے دیکھے تو جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے سیاسی اتحادیوں نے دیکھا کہ اگر یہ بکھرے ہوئے سنی اسی طرح متحد رہے۔ تو یہاں کسی بھی وقت کوئی انقلاب آسکتا ہے چنانچہ انہوں نے اپنی تمام تر توانائیاں اسلام کی اس متحدہ قوت کو ختم کرنے پر صرف کیں اور نظام مصطفیٰ کی داعی جماعت کو تتر بتر کرنے کی بھونڈی ترکیبیں اختیار کیں (اس پر تفصیلی نوٹ آرہا ہے) چند سطور بالا میں کہا گیا کہ مولانا احمد شاہ نورانی اسلام کی خاطر صدر ضیاء الحق سے تعاون نہیں کر رہے ہیں۔ اس تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے ہم آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ ان مفاد پرستوں کا یہ پروپیگنڈہ سراسر بے بنیاد، تعصب اور صرف مخالفت برائے مخالفت پر مبنی تھا۔ قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کی صدر ضیاء الحق سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں تھی بلکہ ان کے اصولی اختلافات تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ صدر جنرل ضیاء الحق نوے دن کا وعدہ پورا کریں یا وسیع تر اختیارات کے ہوتے ہوئے مکمل نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا اعلان کریں۔ قوم و ملک سے منافقت نہ کریں مگر جناب صدر جنرل ضیاء الحق آخر دم تک مذکورہ تینوں باتوں کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اور وہ اپنے تمام مذہبی و سیاسی دعووں میں اپنی صداقت عملی طور پر ثابت نہ کر سکے البتہ وہ نیک تو تھے لیکن نیک نیت نہ تھے۔ ان کے تمام کارنامے اسی محور کے گرد گھومتے رہے۔

اس سلسلے میں دیگر شواہد و حقائق کے علاوہ پاکستان کی ایک عظیم روحانی شخصیت، تحریک پاکستان کے مقتدر رہنما۔ جمعیت علمائے پاکستان کے سابق صدر شیخ الاسلام حضرت خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی ؒ اپنے وصال مبارک سے چار ماہ قبل ملتان تشریف لائے اور انہوں نے قطب الاقطاب، آفتاب چشتیاں حضرت خواجہ حافظ محمد جمال ؒ کی خانقاہ مبارک پر حاضری دی آپ ملتان میں جب بھی تشریف لاتے حضرت خواجہ صاحب ؒ کے مزار پر حاضری آپ کے معمولات میں شامل تھی۔ ادھر نماز ظہر کا وقت ہو چکا تھا حضرت صاحب قبلہ ؒ نے راقم الحروف کی اقتداء میں نماز ظہر ادا کی نماز کے بعد بیدی میں بیٹھ گئے۔ نمازی حضرات نے حضرت کی

> **جن لوگوں کو اسلامی مشاورتی کونسل میں شامل کیا گیا ان میں اسلام اور اس کی جزئیات کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں تھی**
>
> (خواجہ قمر الدین سیالوی)

زیارت کی اور راقم بھی آداب بجا لایا اور حضرت ؒ نے شفقت فرمائی احقر کو قریب بلایا۔ اپنی سعادت ابدی سمجھتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام کے قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ مختلف امور و معاملات کے بارے میں بات چیت ہوتی رہی۔ فقیر نے حضرت صاحب قبلہ ؒ سے مؤدبانہ سوال کیا کہ حضور! آپ اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن بنائے گئے ہیں بڑی خوش آئند بات ہے مگر اسلامی آئین یا نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے بارے میں کس حد تک پرامید ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ فی الحال میں مایوس ہوں کیونکہ جنرل ضیاء الحق نے جن جن لوگوں کو اسلامی مشاورتی کونسل میں شامل کیا ہے ان میں آئین اسلام اور اس کے جزئیات کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے بعض علماء کے نام میں نے انہیں بتائے ہیں لیکن ان علماء کو رکن بنانے کے لئے وہ تیار نہیں ہیں۔

فرمایا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے کچھ سفارشات مرتب کر کے انہیں دی ہیں مگر وہ ان سفارشات پر عملدرآمد کے لئے آمادہ نظر نہیں آتے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جنرل ضیاء الحق پر نجدیت کا تعبدت سوار ہے۔ ان کا عقیدہ بھی درست نہیں ہے ایسے لگتا ہے کہ وہ نجدی بھی ہے اور نجدی نواز بھی کیونکہ وہ کہہ چکے ہیں کہ میں سعودی عرب سے ماہرین شریعت عنقریب بلوا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا میں نے انہیں کہہ دیا کہ وہاں کے ماہرین شریعت فقہی معاملات میں ہمارے علماء سے زیادہ قابل نہیں ہیں حضرت قبلہ نے فرمایا جیسے سنا تھا قریب جا کر دیکھا تو انہیں ویسے نہیں پایا کیونکہ ان میں صحیح اسلامی خلوص کا فقدان ہے ان کے طریق کار اور طرز عمل سے یوں لگتا ہے کہ وہ اس بہلنے وقت کو طول دینا چاہتے ہیں ورنہ یہ کام تو چند مہینوں میں آسانی سے ہو سکتا تھا۔ فرمایا ان حالات میں نہ تو ہمیں خوش فہمی ہے اور نہ ہی توقع ہے کہ وہ واقعی ملک میں نظام مصطفیٰ نافذ کریں گے۔

احقر نے عرض کیا حضور! پھر آخر آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا میں جائزہ لے رہا ہوں اگر ان کا رویہ یہی رہا تو۔ رمضان المبارک کے بعد میں کونسل کی رکنیت سے استعفیٰ دیدوں گا۔ ویسے بھی میں نے کسی دنیاوی منفعت کے لئے اسلامی مشاورتی کونسل کی رکنیت قبول نہیں کی ہے۔ بلکہ تمام حجت کے لئے رکنیت قبول کی ہے تاکہ "کل کلاں" وہ یہ نہ کہیں کہ میرے ساتھ اسلام کے لئے تعاون نہ کیا گیا۔ اب اس صورت میں ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور قوم کے سامنے سرخرو ہوں گے کہ ہم نے تو تعاون کیا تھا مگر وہ نیک نیت نہ تھے حضرت نے فرمایا باقی رہی یہ بات کہ ہم ان سے کوئی تنخواہ معاوضہ یا کوئی مادی مفاد ان سے حاصل کریں تو یہ قطعاً نہیں ہے میں تو بغیر تنخواہ کے کام کر رہا ہوں بلکہ میں نے تو سیال شریف سے ذاتی کتب خانے سے بعض اہم فتاویٰ اور کتابیں اسلام آباد منتقل کی ہیں تاکہ ارکان کونسل شرعی آئین کی تیاری و تدوین میں ان کتب سے استفادہ کر سکیں۔

نمازی حضرات میں موجود محترم مخدوم محمد شفیع نے حضرت شیخ الاسلام قبلہ سے دریافت کیا کہ سنا ہے آپ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے ہیں؟ حضرت قبلہ ؒ نے فوراً ان سے پوچھا "مسلم لیگ کہتے" (مسلم لیگ ہے کہاں؟) فرمایا۔ اب تو مسلم لیگ کو لیڈرز لیگ کہنا مناسب ہو گا۔ کیونکہ اس وقت مختلف لیڈران نے گھر کی لیگیں بنا رکھی ہیں اور وہ سارے اقتدار پرستوں اور ٹھگوں کے گروہ ہیں مزید فرمایا " اونہاں کولوں ملک یا دین واسطے خیر دی توقع نئی کی جا سکدی" ان لوگوں

باقی صـ ۵۰ پر

دنیا میں وہی قومیں باقی رہتی ہیں جو اپنی سرزمین وطن کو دشمنوں سے محفوظ رکھنا جانتی ہوں اس کے برعکس وہ ملک صفحۂ ہستی پر کبھی قائم نہیں رہ سکتا جس کے باسی اس کے گوشے گوشے بلکہ ذرّے ذرّے سے محبت اور دل بستگی کا ثبوت نہ دیں جو لوگ وطن عزیز کے لئے قربانی دینے سے گریز کرتے ہیں وہ تاریخ کے اوراق میں سے حرف غلط کی طرح مٹ جاتے ہیں اور جو لوگ وطن عزیز کی طرف انگلی اٹھانے والے کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اور وطن کی آن کو ہمیشہ مقدم رکھتے ہیں ان کا ذکر تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جاتا ہے ماہ ستمبر ہمارے قومی کیلنڈر میں دفاعی نقطۂ نظر سے مخصوص اہمیت رکھتا ہے۔ یہ مہینہ ہمیں ان ایام کی یاد دلاتا ہے جب ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہندوستان نے لاہور پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا لیکن پاکستان کی غیور افواج نے اس کا منہ توڑ جواب دیا مقام اطمینان ہے کہ مسلح افواج نے یہ جنگ قابل رشک مردانگی اور جذبۂ ایثار کے ساتھ لڑی اور اپنے خون پسینے کا ہدیہ پیش کر کے وطن عزیز کو ایک کڑی آزمائش میں کامیاب و کامران کیا۔

اے وطن تو نے پکارا تو لہو کھول اٹھا
تیرے بیٹے تیرے جانباز چلے آتے ہیں

ذرا تصور میں جنگ ستمبر ۱۹۶۵ کا منظر لایئے وہ دیکھیں میجر عزیز بھٹی لاہور سیکٹر میں بی آر بی نہر کے کنارے چھ سو گز کے فاصلے پر مورچے سنبھالے ہوئے ہے یہ ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر ہندوستان کے قبضے میں چلی جاتی تو لاہور پہنچنے کی امید نہ تھی اس جگہ پر بھارت نے ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو چھ مرتبہ حملہ کیا اور ہر مرتبہ منہ کی کھا کر واپس ہو جاتا عزیز بھٹی ملک کی خاطر میدان جنگ میں چار دنوں اور راتوں سے نہ صرف مسلسل جاگ رہے ہیں بلکہ کھانا تو کجا چائے کا ایک گھونٹ تک حلق سے نہیں اتارا بلاشبہ آپ نے اپنی جرات اور استقامت سے قرون اولیٰ کے بہادر مسلمانوں کی یاد تازہ کر دی۔

آج اگر ہم کیپٹن محمد سرور شہید، میجر محمد طفیل شہید میجر راجہ عزیز بھٹی شہید، پائلٹ افسر راشد منہاس شہید میجر محمد اکرام شہید، سوار محمد حسین شہید، میجر شبیر شریف شہید اور لانس نائیک محمد محفوظ شہید کی شہادتوں کو دیکھیں تو ہمیں یہ اندازہ ہو جائے گا کہ انہوں نے بانی پاکستان کی امنگوں کے مطابق نہ صرف اپنے اسکارڈن یا رجمنٹ کے ساتھ وفاداری کی بلکہ رجمنٹ کی طرف سے پوری قوم کی نمائندگی کی بالکل

> ۱۹۶۵ء کی جنگ میں قوم، افواج پاکستان کے پیچھے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئی۔

اے وطن، تو نے پکارا تو لہو کھول اٹھا

تحریر: مقبولہ احمد ماجد

اسی طرح جس طرح قائداعظم نے ۱۵ اپریل ۱۹۴۸ء کو فرمایا "میں آپ کو ان صفات کا لب لباب ایک سیدھے سادے فقرے میں بتا دوں۔ اپنی رجمنٹ کے ساتھ وفاداری اور آپ کا نشان ایک علامت ہے ایک یاد دہانی ہے اس بات کی کہ آپ کی رجمنٹ کس چیز کی نمائندگی کرتی ہے بالکل اسی طرح جیسے آپ اپنی قوم کی نمائندگی کرتے ہیں۔"

جب ہمارے فوجی جوان پوری قوم کی نمائندگی کرتے ہیں تو اس سلسلے میں یہ خیال کہ فوج ہی دفاع کی ذمہ دار ہوتی ہے درست نہیں ہے جب تک پوری قوم ساتھ نہ دے دفاع ممکن نہیں ہے اب ٹوٹل وار ہوتی ہے وہ دن گئے جب اسکندر اعظم فوج لے کر چلا اور علاقے فتح کرتا چلا گیا راستے میں ضرورت پڑی تو لوگ بھرتی کر لئے اب یہ صورتحال نہیں ہے۔ ملکی دفاع ایک فرد، ایک گروہ، ایک طبقے اور

ملت اسلامیہ کا فرض ہے ۱۹۶۵ء کی جنگ کی مثال ہمارے سامنے ہے پوری قوم نے بھرپور کردار ادا کیا کھانا پکا کر لائے، پانی ڈھویا۔ سامان اٹھایا۔ کتنے ہی چھوٹے بڑے کام کئے ہر طرح اپنی فوج کی مدد کی اور دشمنوں کو منہ توڑ جواب دیا کیونکہ جب پوری قوم فوج کے پیچھے ہو تو فوج کے سپاہیوں کا حوصلہ بڑھتا ہے اس کے برعکس چھ سال بعد مشرقی پاکستان کا حوالہ ہمارے سامنے ہے جب سیاسی بحران کے باعث پیچھے ہٹ گئے ادھر مغربی پاکستان کے لوگوں نے خصوصاً سیاستدانوں نے بے حسی کا مظاہرہ کیا جبکہ بھارتی قیادت نے ایک منصوبے کے تحت کام کیا وہاں کے ہندوؤں کی پیٹھ تھپکی بنگالیوں کو مغربی پاکستان کے خلاف بھڑکایا اقتصادی ناہمواریوں کا ذکر کر کے مغربی پاکستان سے بدظن کیا اور اپنا اثر و رسوخ بڑھا کر کھلی جارحیت کر کے پاکستان کو دولخت کر دیا ہم اپنی

جو لوگ وطن عزیز کی
خاطر قربانی دیتے ہیں، وہ تاریخ
کے صفحات پر ہمیشہ جگمگاتے رہتے ہیں

کوتاہیوں کا خمیازہ اب تک بھگت رہے ہیں۔

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

وطن کے دفاع کا اہتمام کرنے کے لئے ہمیں اپنے اردگرد کے موجودہ حالات کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا آج کل پاکستان کے گرد پیش کلبلانے والے خطرات کچھ اور قریب آ گئے ہیں۔ افغانستان کی طرف سے پاکستانی علاقوں پر بمباری اور دوسری خلاف ورزیاں دوسرے محاذ پر لگھر انڈیا بھی اپنی فوجیں سرحدوں کے پاس لانے میں تاخیر نہیں کرتا۔ اس کا مطلب یہ کہ روس اور بھارت وقت کے ایک خاص نقطے پر پہنچ کر پاکستان کے گرد گھیرا تنگ کرنے کے لئے فوجی اقدامات کرنے

تیرے بیٹے تیرے جانباز چلے آتے ہیں

بابائے قوم محمد علی جناح ستمبر ۱۹۴۷ء میں گارڈ آف آنر کا معائنہ کر رہے ہیں

ارادوں میں ہیں یہ جنگی جنون بھارتی اور پاکستانی عوام کے لئے بے حد تباہ کن ثابت ہوگا اس آگ پر پانی ڈالنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ پاکستان فوجی اعتبار سے اس قدر مضبوط ہو کر ہمارے دشمن شبخون مارنے سے پہلے ہزار بار سوچیں کہ کہیں منہ کی کھا کر واپس نہ ہونا پڑے بھارت ہو یا روس جس کسی نے بھی ہماری مقدس سرزمین پر قدم رکھنے کی کوشش کی وہ ہو بہاں ہوگا۔ سخت مزاحمت سے دو چار ہوگا انشاء اللہ وقت آنے پر وہ ہماری اجتماعی قوت کے آگے سر پٹ بھاگے گا اور پھر زندگی ستعار کی مانند خاموش ہو جائے گا ہم اپنے دفاع کے لئے تیار ہیں ہم اپنے وطن کا دفاع بڑی طاقت کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑیں گے ہم اپنی آزادی اور خود مختاری کی حفاظت خود کریں گے کوئی ہماری جنگ لڑنے نہیں آئے گا ہمارے اندر اتنا دم خم ہے کہ ہم پر کسی کو حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہوگی اور اگر کسی نے ایسی غلطی کر بھی لی تو پاکستان کا ایک ایک فرد افواج پاکستان کے ساتھ مل کر دشمن کو ملیا میٹ کر دے گا۔

اے وطن تو نے پکارا تو لہو کھول اٹھا
تیرے بیٹے، تیرے جانباز چلے آتے ہیں

آؤ آج مل کر اس یوم دفاع پر یہ عہد کریں کہ جب بھی پاکستان کو دفاع کی ضرورت پڑے گی تو پاکستان کا بچہ بچہ افواج پاکستان کے ساتھ مل کر وطن عزیز کا پورا دفاع کرے گا۔ افواج پاکستان زندہ باد، قوم پاکستان پائندہ باد۔

بقیہ : لیزر شعاعیں

Non - Radiative State کی طرف ٹرانزیشن کرتے ہیں Non- Radiative Transition میں زائد توانائی (Electro - magnatic Radiations) کی شکل میں ظاہر نہیں ہوتی بلکہ جذب ہو جاتی ہے) چونکہ Mota Stable State کا (Life) بہت زیادہ ہے (Life Time اس اوسط ٹائم کو ظاہر کرتا ہے جتنی دیر Time) ایک ایٹم کسی اسٹیٹ Excited میں رہتا ہے) لہٰذا ایٹموں کی تعداد اس State میں بڑھتی جاتی ہے اور نتیجتاً اس state میں ایٹموں کی تعداد Ground State کے مقابلے میں زیادہ ہو جاتی ہے اور Population Inversion کی حالت حاصل ہو جاتی ہے جب ایک مرتبہ Population Inversion کا عمل شروع ہو جائے تو پھر Light Amplific - ation کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ Flash کے سیٹ اپ میں Miaman ایک Lamb سے Capacitor سے جڑا ہوا تھا۔ جو کہ چند کلو وولٹ تک چارج تھا Capacitor میں اسٹور ہونے والی توانائی جو کہ چند ہزار جول تک ہوتی تھی Xenon Lamb کے ذریعے چند ملی سیکنڈز میں ڈسچارج (Discharge) ہو جاتی تھی جس کے نتیجے میں چند میگا واٹ کی پاور حاصل ہوتی تھی اس توانائی کا کچھ حصہ کرومیم آئن میں جذب ہو جاتا تھا جو کہ اس کی Excitation کا سبب بنتا تھا اور اس کے بعد Lasing Action شروع ہو جاتا تھا۔

Solid لیزر سے حاصل ہونے والی شعاعیں عام روشنی کے منبع سے پیدا ہونے والی شعاعوں کے مقابلے میں زیادہ Monchromatic ہوتی ہیں اور ان کے Band Specturm کی چوڑائی گیس لیزر کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے Solid Laser کی اور بھی اقسام ہیں جیسے Neodimium Na^{++} لیزر جو کہ Four Level لیزر ہیں جبکہ Ruby لیزر Three Level لیزر ہے۔

GAS LASER

سب سے پہلی گیس لیزر ۱۹۶۰ء میں تیار کی گئیں گیس لیزر میں Excitation مختلف پیچیدہ طریقوں سے ہوتی ہے جو کہ برقی ڈسچارج (Electric Discharge) کے ذریعے ہوتے ہیں اس کے لیے گیس کو ایک گلاس یا Quartz کی ٹیوب میں بند کیا جاتا ہے جو کہ عام طور سے 50 CM لمبی ہوتی ہے اور اسکا اندرونی قطر تقریباً 0.5 CM ہوتا ہے برقی ڈسچارج ریڈیو فریکوئنسی کرنٹ کے ذریعے عمل میں لایا جاتا ہے اس کے لئے الیکٹروڈز استعمال ہوتے ہیں جو کہ ٹیوب میں باہر کی طرف موجود ہوتے ہیں اندرونی الیکٹروڈز بھی مہیا کیے جا سکتے ہیں اس گیس میں ڈسچارج کو کم فریکوئنسی کی Alltrenating current (A-C) یا ڈائریکٹ کرنٹ (DC) کے ذریعے بڑھایا جا سکتا ہے Feed Back کے لیے بیرونی آئینے استعمال ہوتے ہیں جن کی "Orientation" کو نہایت احتیاط کیساتھ ٹیوب کے Axis کے ساتھ Align کیا جاتا ہے۔

(جاری ہے)

نظامِ مصطفیٰؐ سے دوری بحران در بحران کا سبب ہے

اقتدار کا حصول اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امانت ہے اور امانت کا اس کے حق دار تک پہنچانا انتہائی ضروری ہے ارشاد خداوندی ہے کہ :-

ترجمہ :- بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلے کرو تو انصاف کے ساتھ کرو بے شک اللہ تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ سنتا ، دیکھتا ہے۔

(پ۵۔ النساء آیت ۵۸)

آیت مذکورہ میں صاحب اقتدار کو ان کی منصبی داریاں یاد دلائی جا رہی ہیں کہ اگر آپ کو اقتدار اور حکومت حاصل ہے تو پھر بلاتفریق امیر و غریب ، قوی و ضعیف میں مساوات قائم کرنا۔ ترازوِ عدل کو تمام تر مخالف رجحانات کے باوجود برابر رکھنا ، حکومتی عہدوں پر تقرری کے لئے کنبہ پروری اور دوست نوازی کی بجائے صرف اہلیت و قابلیت کو معیار قرار دینا سب اسی حکم کی تعمیل میں داخل ہی نہیں ہیں بلکہ حکام کو بتایا جا رہا ہے کہ تمہارے اوپر بھی ایک حاکم اعلیٰ موجود ہے جو تمہارے اعمال کو دیکھ اور گفتگو کو سن رہا ہے مگر کتنی ستم ظریفی ہے کہ جب کسی شخص کو اقتدار ملتا ہے تو تقریب حلف وفاداری اور نشری تقریر سے قبل منتخب شدہ جن آیات قرآنی کا ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر جب اظہار ہوتا ہے تو سن کر یہی معلوم ہوتا ہے کہ جیسے قرآن کی یہ آیات ان ہی لوگوں کی تعریف میں نازل ہوئی ہیں مگر چند ہی دن گذرنے کے بعد پھر ارباب اختیار فرمان خداوندی کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں۔ دنیاوی مفادات ، ہوس و لالچ سے اندھے ہو کر وہ اس قدر آگے بڑھ جاتے ہیں کہ پھر انہیں نہ تو اپنے اٹھائے ہوئے حلف وفاداری کا پاس رہتا ہے اور نہ احکام الٰہی و ارشادات نبوی کی پرواہ کی جاتی ہے اور پھر وہی کچھ ہوتا ہے جو پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے لے کر تا حال ہو رہا ہے ایک اور مقام پر فرمان ربانی ہے کہ :-

ترجمہ :- پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین کیا کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو۔

(پ۱۱۔ یونس آیت ۱۴)

صاحبزادہ ابو یاسر اظہر فاروقی

اس فرمان باری تعالیٰ سے واضح ہوتا ہے کہ سرکش افراد کے بعد پھر دوسرے لوگوں کو اقتدار کا موقع محض اس لئے فراہم کیا جاتا ہے کہ کیا وہ پہلے کی ہی تقلید کرتا ہے یا اپنی بخشش و نجات کا سامان بھی پیدا کرتا ہے کہ نہیں ؟ دیکھیں اسے اپنی منصبی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے کس کی ضرورت ہے آیا اس کے نزدیک بدعنوانیاں ہی زیادہ اہم ہیں یا کہ احکام شرعیہ پر عمل اور دیانتداری اس کا شعار اول اور مطمع نظر ہے۔ لیکن قدرت کے قانون اٹل اور یکساں ہیں جب تک کوئی قوم اپنی افادیت اور نفع رسانی کا ثبوت بہم پہنچاتی رہتی ہیں تو وہ زندہ سلامت رہتی ہے لیکن جب وہ اقتدار اور طاقت کو لذت کوشی اور عیش طلبی کے لئے وقف کر دیتی ہے اور اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے میں غفلت برتتی ہے تو پھر اسے راہ سے ہٹا دیا جاتا ہے مقام غور ہے کہ ارباب اقتدار کو یاد دلایا جا رہا ہے کہ تم گزرے ہوئے حکمرانوں کے جانشین ہو اور نگاہ قدرت ہر وقت تمہاری کڑی نگرانی کر رہی ہے تمہارے کرتوتوں کو دیکھ رہی ہے کہ تم کیا کر رہے ہو۔ انسان اس حقیقت کو بالکل فراموش کر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ :-

ترجمہ :- اور وہ رب تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو اور اللہ ان اعمال کو دیکھ رہا ہے جو تم کرتے ہو۔

(قرآن حکیم)

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے رحمٰن اور رحیم بھی اس کی صفتیں ہیں۔ جبکہ جباری اور قہاری بھی اس کی صفات میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مومنین کے ساتھ صفت رحمٰن اور رحیم کے ساتھ ہے۔ جبکہ منکرین کے ساتھ ذات باری تعالیٰ صفت جباری اور قہاری کے ساتھ۔ رب العالمین نمرود کے ساتھ بھی تھا۔ اور حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ بھی ، فرعون کے ساتھ بھی تھا اور حضرت موسیٰؑ کے ساتھ بھی۔ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابو جہل وغیرہ کے ساتھ بھی۔ یزید کے ساتھ بھی تھا اور شہزادہ کونین حضرت امام حسینؓ کے ساتھ بھی۔ مگر باطل قوتوں اور ان کے پیروکاروں کے ساتھ صفت جبار اور قہار کے ساتھ اور حق پرستوں کے ساتھ وہ صفت رحمٰن اور رحیم کے ساتھ بالآخر حق پرست کامیاب ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔ جب کہ باطل طاقتوں کے پرچے ہمیشہ سرنگوں ہوئے اور کباڑیوں کی دوکان پر بھی ان کی کوئی قدر و منزلت نہ ہوئی ہے نہ ہوگی بلکہ وہ سڑکوں پر لوگوں کے قدموں کی ٹھوکروں سے گندی نالیوں میں چلے جاتے ہیں۔ اور وہیں ختم ہو جاتے ہیں اور حزب اللہ ہی والے حزب الشیطان کے مقابلے میں غالب آتے ہیں۔ آج لوگوں میں اس وبا کو ابن الوقت افراد نے عام کر دیا ہے کہ فلاں لوگ تو اتنی سیٹیں بھی حاصل نہیں کر سکے ہیں بلکہ

جب تک کوئی قوم اپنی افادیت اور نفع رسانی کا ثبوت بہم پہنچاتی رہتی ہے وہ زندہ سلامت رہتی ہے!

علامہ شاہ احمد نورانی تو خود دو جگہ سے الیکشن ہار چکے ہیں وہ نظام مصطفےٰؐ کیا نافذ کر سکتے ہیں جبکہ ہمارے پاس آڑھ دولت اور عہدوں کے علاوہ مالی اعانت بھی کی جائے گی جسے سن کر بڑے بڑے سربلند صاحب جبہ و دستار و دخیل بزعم خویش مفتی و پیر بھاگ پڑتے ہیں اور آخرکار وہی ہوتا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وعدہ رہے تیرا وعدہ نظام مصطفےٰؐ اسٹیٹ کے لیے راستی کی فراہمی ہوتی ہے اور نہ ہی سینیٹ کی ممبرشپ چند ٹکوں سے سفید چادر کو داغدار کر کے لوگ بیٹھ جاتے ہیں اور پھر اپنی انا اور ہٹ دھرمی کی خاطر اپنے ہی بزرگوں اور رفقاء پر الزام تراشیوں کے تیر پھینکنے شروع کر دیتے ہیں اقبالؒ نے خوب کہا کہ

مرید سادہ تو رو رو کر ہو گیا تائب
خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق

خود کو بزعم خویش مولوی اور مفتی کہلانے والوں سے زیادہ کون جانتا ہے کہ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال دعوت حق دی مگر اس طویل عرصہ میں صرف اسّی لوگوں نے اس دعوت حق کو قبول کیا آج کون شخص ہے جو یہ جرأت کرے اور کہے کہ حضرت نوح علیہ السلام (معاذ اللہ) ناکام ہو گئے تھے ۔ اور منکرین کامیاب ہوئے تھے ۔ اللہ تعالیٰ افرادی قوت کی طرف نہیں بلکہ بندگان خدا کی قلبی کیفیت ، نیتوں اور مشن کو دیکھتا ہے حضرت نوح علیہ السلام کا مشن پاکیزہ تھا لہٰذا وہ بظاہر طویل مدت میں قلیل رفقاء کے ساتھ بھی بارگاہ الوہیت میں کامیاب و کامران ہوئے یہی صورت حال جمعیت علمائے پاکستان اور اس کے سربراہ امام ربانی علامہ شاہ احمد نورانی کی ہے کہ وہ نظام مصطفےٰؐ کے نفاذ کے لیے مخلصانہ کوششیں جاری رکھ کر الحمد بھی جیتے ہوئے ہیں اور انشاء اللہ بروز قیامت وہ ذات باری تعالیٰ کے حضور اپنے رفقاء اور کارکنان جمعیت کے ساتھ یہ کہہ کر سرخرو ہو جائیں گے کہ ہم نے تو نظام مصطفےٰؐ کے نفاذ کے لیے خلوص نیت سے اپنی کوششیں جاری رکھیں اگر داعیان نظام مصطفےٰؐ کے نفاذ کے لیے خلوص نیت سے اپنی کوششیں جاری رکھیں اگر باغیان نظام مصطفےٰؐ نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا ہے تو لے انتخاب قوانسے پوچھ اس وقت [illegible] و دیگر [illegible] کے مقتدیں اور سرکاری مولوی و مفتی کیا جواب دیں گے ! پاکستان میں مسلسل گیارہ سال تک جمہوری موقف کا شکار ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو ہوا تھا کہ بعد مارشل لاء اقتدار کی باگ ڈور موجودہ صدر مملکت جناب غلام اسحاق خان کے ہاتھ میں [illegible]

کی مہربانی سے اپنے آپ کو مسلمہ و مصدقہ صدر تسلیم کرانے میں کامیاب ہوئے آئی جے آئی اور پیپلز پارٹی دونوں نے اپنے اپنے ووٹ جناب غلام اسحاق خان کو دے کر انہیں کرسی صدارت پر جلوہ فرما ہونے کی پانچ سال کی مدت و سند فراہم کر دی لیکن اس کے بہت جلد بعد بیگم نصرت بھٹو نے واضح اور دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ جنرل ضیاء الحق کی جگہ اب صدر غلام اسحاق خان نے لے لی ہے اور ہمارے ہاتھ اور پاؤں باندھ دیئے گئے ہیں یہ الگ بات ہے کہ اگر پیپلز پارٹی کے ہاتھ اور پاؤں کھول دیئے جاتے تو نہ جانے وہ کیا گل کھلاتی لیکن چھ اگست ۱۹۹۰ء کو جناب صدر مملکت نے جنرل ضیاء الحق کی تقلید کرتے ہوئے ملک

بیگم نصرت بھٹو نے واضح اور دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ جنرل ضیاء الحق کی جگہ اب غلام اسحٰق خان نے لے لی ہے !

بھر میں سنسنی پھیلا دی ۔ ۲۹ مئی ۱۹۸۸ء کو جو الزامات جنرل ضیاء الحق نے جونیجو حکومت پر عائد کر کے اسے برطرف کیا اور اسمبلیاں توڑ دیں ۔ ۶ اگست ۱۹۹۰ء کو وہی کاپی صدر مملکت غلام اسحاق خان نے پڑھ کر عوام کو سنا دی ۔ جس سے بے نظیر بھٹو کی حکومت ختم اور اسمبلیاں ٹوٹ گئیں ۔ صدر مملکت نے جتنے الزامات پیپلز پارٹی کی حکومت پر عائد کئے ہیں اس سے زیادہ الزامات ان لوگوں پہ خود جنرل ضیاء الحق نے لگا کر انہیں بین الاقوامی سطح پہ رسوا کیا ہوا ہے وہ فائل کا حصہ میں شامل ہیں اور اگر ان الزامات کو دہرایا جائے تو وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ علماء و پیر جناب غلام مصطفےٰؐ جتوئی اور صدر مملکت کے رفقاء [illegible]

کی کھلی نشانی بھی یہی ہوگی آئیے دیکھتے ہیں کہ جونیجو اور بے نظیر کی حکومت کا خاتمہ اور اسمبلیاں اتنی جلدی کیوں ٹوٹیں ؟ اس کے اصل اسباب کیا ہیں ؟

پاکستان کی اسمبلیاں ٹوٹنے سے تین روز قبل متحدہ اپوزیشن کے لیڈر اور موجودہ نگران وزیراعظم کا یہ بیان قومی پریس میں آ چکا تھا ۔ ۶ اگست کو شروع ہونے والے قومی اسمبلی کے اجلاس میں اپوزیشن ساتھی وزیراعظم بے نظیر بھٹو کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کریں گے اور جاری کامیابی کی امید ہے ۔ جمہوری نظام میں کسی بھی عہدیدار کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کرنا ارکان کا جمہوری حق ہوتا ہے جسے کسی بھی طرح روکنا اچھی روایات نہیں ہے جب تحریک عدم اعتماد پیش ہو جائے تو اس کی ناکامی کی صورت میں حکومت کرنے کا حق آئینی و دستوری طور پر صرف حزب اقتدار کو ہوتا ہے اور کامیابی کی صورت میں یہ حق تحریک کے محرکین یعنی حزب اختلاف کو حاصل ہو جاتا ہے ۔ جب دونوں کی نااہلیت ثابت ہو جائے تو پھر پارلیمنٹ توڑ کر مڈٹرم الیکشن کرا دیئے جاتے ہیں جیسا کہ وزیراعظم جونیجو کی حکومت کے وقت ہوا ۔ اور اب دوسری مرتبہ دوبارہ برسر اقتدار آگئی ۔ صدر مملکت جناب غلام اسحاق خان کے حالیہ اقدام سے اسلامی جمہوری اتحاد کے سربراہ نواز شریف اور سیکرٹری جنرل پروفیسر غفور احمد وغیرہ آئینی قرار دے رہے ہیں کہ جانی یا جائے تو صدر مملکت کے عمل سے پیپلز پارٹی اور آئی جے آئی دونوں نااہل ثابت ہوتے ہیں اور دونوں کو حکومت کرنے کا حق باقی نہیں رہتا ہے لیکن صدر مملکت نے انتہائی عجلت سے کام کیا جس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ تحریک عدم اعتماد پیش ہوتی تو پیپلز پارٹی پھر کامیاب ہو جاتی اور متحدہ اپوزیشن کو اس بار بھی منہ کی کھانی پڑتی لہٰذا صدر مملکت نے آئی جے آئی کو دوبارہ اس ناکامی سے بچانے کے لیے اسمبلیاں ہی توڑ دیں ۔ کہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری ۔

ملکی حالات پر اگر عمیق النظر ایک نگاہ ڈالی جائے تو یہ وقت نہ تو اسمبلیاں توڑنے کا ہے اور نہ ہی مڈٹرم انتخابات کرانے کا ۔ کیونکہ بھارت پاکستان کو مسلسل دھمکیاں دے رہا ہے ۔ راجستھان بارڈر پر بھارتی فوج موجود ہے افغانستان کا مسئلہ ابھی جوں کا توں ہے ۔ مقبوضہ کشمیر میں خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے ۔ کراچی اور حیدرآباد میں قتل و غارت کا بازار گرم ہے سندھ سے لوگ نقل مکانی کر رہے ہیں اور یہی حالات اسمبلیاں توڑنا اور پھر بیک وقت [illegible]
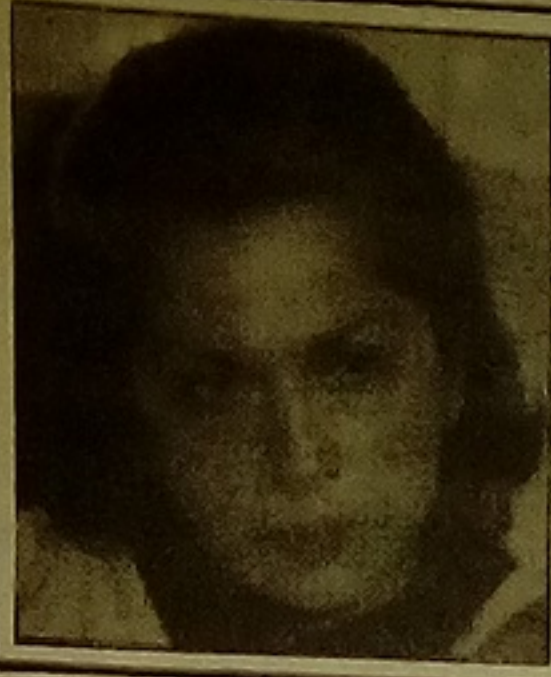
کل تک بے نظیر بھٹو کی وزارت عظمیٰ کو حرام قرار دینے اور اس کے خلاف جہاد کرنے والے اسٹیمپ یافتہ مولوی، مفتی، اب عابدہ حسین کی وزارت پر کیوں خاموش ہیں؟

کا اعلان کرنا ملک و قوم کے مفاد میں نہیں ہے۔ پھر ستم ظریفی یہ ہے کہ جس شخص کو وزارت اعظمیٰ کا قلمدان سونپا گیا ہے اس کی ناکامی اور نااہلیت کا ثبوت خود صدر مملکت نے تحریک عدم اعتماد پیش ہونے سے قبل اسمبلیاں توڑ کر عملاً فراہم کردیا ہے اگر وہ اتنے ہی بااثر اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک تھے تو پھر صدر مملکت تحریک عدم اعتماد کا انتظار کرتے اور آئینی و قانونی طور پر پیپلز پارٹی کو رنگ سے باہر پھینکتے جس سے ایک تو حکومت مضبوط ہوتی دوسرا مڈٹرم انتخابات پر جو دولت اور وقت صرف ہوگا۔ یہ بچ جاتا اور یوں ملک جو پہلے ہی غیر ملکی قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے مزید مقروض نہ ہوتا جب کہ صدر مملکت کے اس اقدام نے ملک و قوم کو مزید امتحانات و مشکلات میں ڈال دیا ہے پاکستان کی عدالت عظمیٰ ایسے اقدامات کو پہلے ہی غیر آئینی قرار دے کر مسترد کرچکی ہے مگر عدالت عالیہ نے انتخابات کی تاریخ مقرر ہوجانے اور قلت وقت کی وجہ سے کالعدم قرار نہیں دیا اور یہی وجہ ہے کہ اس مرتبہ صدر مملکت نے بھی فوراً نئے انتخابات کی تاریخ کا اعلان کرکے نگران وزیر اعظم اور وفاقی کابینہ کا عبوری ڈھانچہ تشکیل دے کر وزراء سے حلف بھی لے لیا تاکہ پیپلز پارٹی عدالت کی طرف رجوع کرے تو اسے وہاں سے یہی جواب ملے کہ اب انتخابات کی تاریخ کا اعلان ہوچکا ہے اگرچہ صدر کا فیصلہ غیر آئینی ہے مگر حلقہ بندیاں اور دیگر کاموں کی وجہ سے مڈٹرم انتخابات کو روک کر دوبارہ اسمبلیاں بحال نہیں کی جا سکتی ہیں۔ مگر مقام غور ہے کہ اگر پیپلز پارٹی عدالت سے رجوع کرکے یہی پروف حاصل کرلیتی ہے تو وہ عوام کے سامنے اپنی مظلومیت کا اظہار عدالت عالیہ کے اسی طرح کے فیصلے کی روشنی میں کرے گی اور عوام کی ہمدردیاں دوبارہ حاصل کرنے میں دوبارہ کامیاب ہوجائے گی کیا صدر مملکت اور اتحادی پارٹی والوں کے پاس اس کا کوئی مثبت جواب ہے!

لیکن سیاسی مبصرین و ماہرین اسمبلیاں توڑنے کا اصل سبب پاکستان پیپلز پارٹی کی بدعنوانیوں کو قرار نہیں دے رہے۔ کیونکہ جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں اس سے بھی زیادہ بدعنوانیاں اور لوٹ کھسوٹ ہوچکی ہے جہاں تک احتساب کا تعلق ہے تو یہ نگران حکومت کا کام نہیں ہے بلکہ منتخب حکومت کا کام ہے اگر اس موقع پہ احتسابی عمل کو جاری کیا گیا تو لوگ اسے انتقامی کارروائی قرار دیں گے جب کہ ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ احتسابی عمل کے لئے ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ ججوں پر مشتمل ایک ٹریبونل کا قیام عمل میں لایا جائے جو بقول قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی ۵ جولائی ۱۹۷۷ء سے لے کر اب تک کے ارکان اسمبلی حکومتی عہدیداروں اور دیگر ارباب بست و کشاد کا احتساب کرے۔ جنرل ضیاء الحق کی طرح ایسا نہ کیا جائے کہ چند جماعتوں سے پہلے احتساب اور پھر انتخابات کا نعرہ لگوا کر انتخابات ہی ملتوی کرا دیئے جائیں۔

صدر مملکت جناب غلام اسحاق خان کے لئے ضروری تھا کہ وہ اسمبلیاں توڑنے سے قبل ملک کی تمام محب وطن سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کی گول میز کانفرنس بلاتے یا ان سے مشورہ لیتے کہ حالات یہ رخ اختیار کرچکے ہیں کیا مڈٹرم انتخابات کرا دیئے جائیں اور اس میں ارکان پارلیمنٹ سے بھی مشورہ لیا جاسکتا تھا مگر صدر مملکت نے تو خود منتخب وزیر اعظم سے مشورہ تو کیا اسے اس کا علم بھی نہیں ہونے دیا حالانکہ اگر مشورہ کرلیتے تو احکام الہٰیہ، سنت نبویؐ اور طریقہ خلفاء راشدین پر عمل بھی ہوجاتا اور مسئلہ کا

مثبت حل بھی سامنے آجاتا۔ اسمبلیاں توڑنے کے بعد بھی صدر مملکت نے عبوری حکومت کے قیام کے وقت کسی دوسری سیاسی جماعت سے سوائے آئی جے آئی کی بات نہیں کی اور نہ ہی مخلوط قومی حکومت بنانے کی ضرورت محسوس کی حالانکہ ملک و قوم کے مفاد میں یہی تھا کہ قومی حکومت بن جاتی جس سے ایک تو ایک دوسرے پہ غیر جانبداری کا الزام عائد نہ ہوتا اور دوسرا الیکشن پرامن اور منصفانہ ہوتے اب اگرچہ حکومت کا دعویٰ ہے انتخابات فوج اور عدلیہ کی نگرانی میں ہوں گے مگر اس کی کیا ضمانت دی جاسکتی ہے کہ واقعی انتخابات منصفانہ اور غیر جانبدارانہ ہوں گے کیونکہ جناب غلام مصطفےٰ جتوئی کی بطور وزیر اعظم نامزدگی چاروں صوبوں میں ایک ہی کنبے سے تعلق رکھنے والے گورنروں اور وزراء اعلیٰ کی تقرریوں نے صدر مملکت کے غیر جانبدار ہونے کو مشکوک بنا دیا ہے۔ دوسری بات اس وقت یہ ناقابل فہم ہے کہ کل تک بے نظیر بھٹو کی وزارت عظمیٰ کو حرام قرار دینے اور اس کے خلاف جہاد کرنے والے اسٹیمپ یافتہ درباری مولوی، مفتی، عابدہ حسین کی وزارت پر اب خاموش کیوں ہیں؟ بے نظیر بھٹو کے ماتحت تمام وزارتیں تھیں جب کہ عابدہ حسین کے زیر سایہ کم از کم ایک منسٹری کے لوگ تو ہیں کیا وہاں ساری عورتیں ہی ہیں کوئی مرد نہیں ہے اگر مرد ہیں تو پھر آئی جے آئی اور صدر مملکت اور نگراں وزیر اعظم نے بہت بڑا غیر شرعی فعل کیا ہے کہ ایک عورت کو مردوں پہ حاکم مقرر کر دیا ہے۔ زہر تولہ ہو یا ماشہ بالآخر زہر ہی ہے موت تو دونوں مقداروں میں واقع ہوسکتی ہے مجھے امید ہے کہ ہمارے واجب الاحترام علامہ مولانا عبدالستار خاں نیازی، مفتی محمد حسین نعیمی، صاحبزادہ فضل کریم، مولوی سمیع الحق نواز شریف اور قاضی حسین احمد اس بات پہ غور فرمائیں گے اور آئندہ کے لئے یہ کوشش کریں گے کہ کوئی عورت قومی یا صوبائی اسمبلی کا الیکشن نہیں لڑ سکتی ہے اس سے کم از کم ایک مسئلہ تو طے ہوسکتا ہے کہ آئندہ مستقل طور پہ عورت کی حکمرانی کا مسئلہ ہی ختم ہوجائے گا۔ ٭٭

اسمبلی کی ممبر ہو اور نہ کسی سطح پر منسٹر بن سکے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے بھی اسی حد تک بے نظیر بھٹو کی حکومت کو تسلیم کیا تھا جس حد تک اسلامی جمہوری اتحاد اور اس کے اتحادیوں نے بیگم عابدہ حسین کی وزارت کو قبول کیا ہے۔ جس طرح عابدہ حسین کی دستور میں کوئی آئینی و اختیاراتی پوزیشن نہیں ہے بالکل اسی طرح جنرل ضیاء الحق کے خود ساختہ ۸۵ء کے آئین میں وزیر اعظم کی حیثیت صدر مملکت کے ذاتی ملازم سے کم نہیں ہے۔ اور حالات و واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو سربراہ مملکت یا حکمران وطن نہیں تھیں وہ تو صدر مملکت کے تابع تھیں جو اصل سربراہ مملکت ہیں جنہوں نے ایک ہی آرڈر سے اسے تخت سے فرش پر لا کھڑا کیا ہے۔ اس سے ان لوگوں کے دماغی شعور کا بھی لوگوں کو علم ہو گیا ہے کہ یہ لوگ کتنے عالم ہیں یا ان کی کتنی تحقیق ہے کہ نگران کو حکمران کا درجہ دے کر عوام کو گمراہ کر رہے ہیں اگر متحدہ علماء کونسل میں مذہبی غیرت ہے تو پھر وہ ایک اسٹیج شو بیگم عابدہ حسین کی وزارت کے خلاف بھی لگائیں تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ یہ لوگ دین کے ہمدرد اور نفاذ اسلام کے خواہاں ہیں۔

اب آئیے اصل اسباب کی طرف کہ قبل از وقت اسمبلیاں کیوں ٹوٹی ہیں؟ جیسا کہ میں پہلے سیاسی ماہرین و مبصرین کا اظہار کر چکا ہوں کہ ان کی رائے میں اصل ڈرامہ امریکہ کے حکم پر ہوا ہے۔ اس کی پہلی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو امریکہ نے جنرل ضیاء الحق کو ہدایت دے کر مسٹر بھٹو کی حکومت کا خاتمہ کیا تھا بالکل وہی عمل اس مرتبہ دہرایا گیا ہے اگر اس وقت پیپلز پارٹی اور قومی اتحاد کے راہنماؤں میں مذاکرات کے معاہدے پر دستخط ہو جاتے تو امریکہ کی خواہشات پوری ہونا ناممکن تھیں۔ لہٰذا امریکہ کے حکم پر مارشل لاء کے ذریعے امریکی غلام خانہ زادوں کی ٹیم بھی تیار ہو گئی اور مسٹر بھٹو کے اقتدار کا خاتمہ بھی ہو گیا۔ اسی طرح اگست ۱۹۹۰ء میں شریعت بل پر بحث شروع ہونے والی تھی اور باوجود اختلاف رائے کے اور کسی نہ کسی نتیجے پر بات پہنچ جاتی مگر امریکہ پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنتے ہوئے برداشت نہیں کر سکتا ہے لہٰذا پہلے تحریک عدم اعتماد کا شوشہ چھوڑا گیا اور آخر میں اسمبلیاں اور حکومت توڑ دی گئی تاکہ پاکستان میں شریعت محمدیؐ کی بالادستی قائم نہ ہو سکے۔ اور نہ ہی نظام مصطفےٰؐ کی روشنی میں پاکستانی قوم اپنی قسمت کے فیصلے کر سکے اس طرح امریکہ نے اپنے تابع مہمل افراد کے ذریعے ایک تیر سے دو شکار کئے کہ پارلیمنٹ میں شریعت بل کا مسئلہ بھی حل نہ ہونے دیا اور بے نظیر بھٹو کی حکومت کا خاتمہ بھی کرا دیا۔
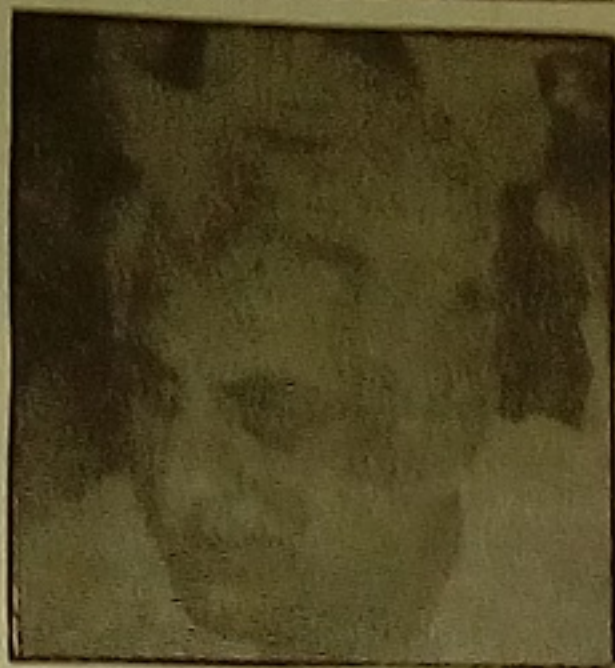
جہاں تک احتساب کا تعلق ہے تو یہ نگران حکومت کا کام نہیں بلکہ منتخب حکومت کا کام ہے

دوسری سب سے اہم بات سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کی وہ پریس کانفرنس ہے جس میں انہوں نے انکشاف کیا کہ میری حکومت کے خاتمے کا پلان جی ایچ کیو میں تیار ہوا اگر کویت پر عراقی قبضے سے خلیج میں پیدا ہونے والی صورت حال پر ایک نظر ڈالی جائے تو یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ پارلیمنٹ اور پیپلز پارٹی کی حکومت کا خاتمہ غیر ملکی آقا کے حکم کی تعمیل ہے۔ پاکستانی قوم کی ہمیشہ سے یہ بدقسمتی رہی ہے کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد بھی تا حال اس کی قسمت کے فیصلے ملک سے باہر وائٹ ہاؤس میں ہو رہے ہیں۔ کویت پر عراقی حملے کے فوراً بعد امریکہ نے جہاں کویتی اور عراقی اثاثے منجمد کرنے کا اعلان کیا اس کے ساتھ ہی صدر بش نے برملا کہا کہ سعودی عرب ہمارا اتحادی ملک ہے امریکہ اس کا دفاع کرے گا۔ اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے امریکہ نے اپنی فوج اور اسلحے کے انبار سعودی عرب میں اتار دیئے پاکستان میں یک دم حالات کا بدلنا اور ایک ہی پارٹی سے تعلق رکھنے والے احباب کو حکومت سونپ دینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وقت پڑنے پر امریکہ پاکستانی حکومت اور افواج پاکستان کو بھی اپنے مفادات کی خاطر استعمال کرنے سے گریز نہیں کرے گا۔ اور شاید بے نظیر بھٹو کی حکومت میں یہ سب کچھ اتنی جلدی نہ ہو سکتا جتنی جلدی امریکہ چاہتا ہے۔

صدر مملکت نے جتنے الزامات پیپلز پارٹی کی حکومت پر عائد کئے اس سے زیادہ الزامات ان لوگوں پر خود جنرل ضیاء نے لگا کر انہیں رسوا کیا تھا

سعودی عرب میں امریکن اور برطانوی افواج کا داخلہ نہ صرف مسلم ممالک پر عدم اعتماد کا برملا اظہار ہے بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے منہ پر ایک طمانچہ سے کم نہیں ہے سعودی عرب جسے خادم الحرمین ہونے کا شرف حاصل ہے اس نے قرآن حکیم کے حکم سے صریحاً انحراف کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ یہود و نصاریٰ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے ہیں تو سعودی عرب نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے بجائے یہود و نصاریٰ پر بھروسہ کیا ہے یہی وہ عمل ہے جس نے سعودی حکمرانوں کو پوری مسلم دنیا میں رسوا کر دیا ہے۔ اور احکام الٰہی سے منحرف ہونے والوں کا اللہ تعالیٰ بھی مددگار نہیں ہوتا ہے۔ سعودی عرب نے غیر مسلموں کو اپنے ہاں بلا کر اور انہیں فوجی اڈے دے کر اپنی ذلت و شکست کا سامان مہیا کر لیا ہے سعودی عرب میں انگریز وہی طریقہ واردات اختیار کرے گا جو اس نے ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام پر اختیار کیا تھا اور بالآخر وہ پورے ہندوستان پر قابض ہو گیا۔ اور سونے کی چڑیا کو جاتے ہوئے اپنے ساتھ لے گیا۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن ہے امریکی فوجوں کی آمد سے مسلمانوں کے اندر یہ اضطراب دن بدن بڑھ رہا ہے کہ کہیں ۶۳ ہجری کے واقعات پھر نہ دہرائے جائیں اور آنے والے حاجی دفعتاً اپنی نشانیاں یہاں چھوڑ جائیں اور ہمیں حرم کعبہ اور حرم نبویؐ کی بے حرمتی اپنے ہی ہاتھوں سے ہوتی ہوئی ہم نہ دیکھ سکیں۔۔۔۔۔

سعودی عرب کے لئے بہتر تھا کہ امریکہ کو المدد یا امریکہ کہنے سے قبل تمام مسلم ممالک کے سربراہوں سے سفارتی سطح پر رابطے قائم کر کے انہیں عراقی حملے اور کویت پر قبضے سے پیدا ہونے والی صورت حال سے آگاہ کرتا اور باہمی طور پر اس کا کوئی مثبت حل تلاش کیا جاتا۔ مگر سعودی حکمرانوں نے اسلامی حکمرانوں کی بجائے امریکہ پر بھروسہ کیا۔ اور امریکی فوج کے سعودی عرب داخلے پر اور اس کی نقل و حرکت پر اکثر مسلم ممالک نے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے عراقی حکومت

باقی ص ۵۰ پر

مرحبا صدام حسین

محمد عارف محمود ہجوری رضوی، گجرات

ظلمت ہے ہر سو مسلط کفر کی یلغار ہے
ایسے میں اٹھا کوئی حق کا علمبردار ہے

پھر صلاح الدین ایوبی نے کی کروٹ نئی
پھر سے اک پیدا ہوا اسلام کا معمار ہے

جذبہ غیرت سے آیا پھر سر میداں کوئی
باندھ کر سر پہ کفن نکلا کوئی جرار ہے

پھر سے اک مرد مجاہد کا ہوا ہے ظہور
کفر کے سر پر جو اک لٹکی ہوئی تلوار ہے

پھر سے اک مرد مسلماں بعد مدت کے ملا
جس کے آگے سرنگوں ہر دشمن مکار ہے

پھر سے اک مرد قلندر کی اٹھی نگہ غضب
جبر کی راہوں میں حائل ہو کر اک دیوار ہے

کون ہے وہ مرد غازی جز ترے صدام حق!
حامیان کفر سے جو برسر پیکار ہے

تیری عظمت تیری جرأت تیری سطوت کو سلام
تجھ سے زندہ دبدبہ حیدر کرارؓ ہے

تو نے کیا بخشی ہے تازہ زندگی اسلام کو
دشمنان دین کا جینا ہوا دشوار ہے

خاک میں تو نے ملایا جذبہ باطل کا غرور
لرزہ براندام تجھ سے آج استعمار ہے

تھر تھراتی ہے تری ہیبت سے دنیائے یہود
تیری ٹھوکر میں شکوہ و شوکت کفار ہے

شیوۂ مردانگی کو جس نے بخشی ہے حیات
وہ ترا عزم و عمل ہے وہ تری للکار ہے

تجھ سے خائف اہل باطل کیوں نہ ہوں مرد جری
روح غوث پاکؒ تیری مونس و غمخوار ہے

تو مٹانے کو چلا ہے نام اسرائیل کا
مضطرب اس بات پر ہر ایک ناہنجار ہے

دہر سے نام و نشاں تک تو مٹا دے کفر کا
ساتھ اے صدام تیرے رحمت غفار ہے

ندائے حق

[illegible]

حق بات تو کہہ [illegible]
کچھ خوف نہ کر [illegible] کا

لب لوگ خدا سے ڈرتے ہیں
لالچ ہے خوف وزیروں کا

[illegible]

کیا سنگ دلوں پہ ہوگا اثر
مجبور [illegible] کا

ہر قوم کی
جائز ضروریات کو
نظامِ شریعت
نے
پورا کیا ہے،

ہے دشمنوں کے واسطے تشویش کا سبب
اللہ کی زمیں پہ حکومت رسولؐ کی
برسی ہے رحمتوں کی گھٹا اسی دیار پہ
نافذ جہاں ہوئی ہے شریعت رسولؐ کی

نظامِ شریعت ہر گھنٹ گو دلت کا تقاضا ہے اس لیے اسی عنوان سے ایک مضمون "احوال" کے محترم قارئین کی نذر کرتا ہوں۔

آج جس دین کے ہم پیروکار ہیں جس نظام کے ہم ماننے والے ہیں یا شریعت کے سنہری اصولوں سے مربوط جو ضابطۂ اخلاق ہمیں تفویض کیا گیا ہے وہ ضابطۂ اخلاق مکمل ضابطۂ حیات بھی ہے۔ یہی دین، یہی ضابطۂ اخلاق اللہ ربّ جلیل کا پسندیدہ دین ہے۔ ہماری خوش بختی ہے کہ ہمارے خالق و مالک نے جس دین کا ہمارے لئے انتخاب فرمایا وہ اسے خود بھی پسند ہے ارشادِ ربانی ہے۔

ان الدین عند اللہ الاسلام (سورہ آل عمران ۱۹)

"بے شک دین اللہ تعالےٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے"

چونکہ اس دین کا امتیاز یہ ہے کہ اسے پوری دنیا پر غالب کرنے کے لیے اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ مبعوث فرمایا ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ھُوَ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ ۔ (سورۃ الفتح آیت ۲۸)

"وہ اللہ ہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسولؐ کو (کتاب) ہدایت اور دینِ حق دیکر تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے"

یعنی جو دین نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں وہ باطل سے مغلوب نہیں رہے گا بلکہ میری تعلیمات اور اپنی فطری توانائیوں سے ساری طاغوتی طاقتوں کو سرنگوں کر دے گا۔ یہ غاروں میں چھپ کر اور خانقاہوں میں دبک کر رہنے والوں کا دین نہیں، کسی مصلحت کے پیشِ نظر باطل سے مفاہمت و

حافظ عبدالخالق انجم

مصالحت کرنے والوں کا دین نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے شیروں کا دین ہے جو گرجتے ہیں تو باطل کے دو ٹکڑے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ ان عقابوں اور

شاہینوں کا دین ہے کہ جب وہ پر کشا ہوتے ہیں تو فضا کی پہنائیاں سمٹ کر رہ جاتی ہیں۔ یہ ان بہادروں اور جوانمردوں کا دین ہے جو زندگی کی کشتی کو حادثات کے طوفانوں میں بھی چلانا جانتے ہیں۔ بقول شاعر ؎

اسلام کے جھنڈے کو جب غازی اٹھالیں گے
تکبیر کے نعروں سے دنیا کو ہلا دیں گے
اسلام زمانے میں دبنے کو نہیں آیا
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے
مسلم کو حقیقت میں کمزور نہ تم سمجھو
یہ مٹتے مٹاتے بھی دنیا کو مٹا دیں گے

دینِ اسلام ہی یہ ایک ایسا عالمگیر مذہب ہے جس کی مقدس کتاب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ ایک مکمل دین ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔ (سورۃ المائدہ آیت ۳)

"آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لیے تمہارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کر لیا ہے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین"

اسلام کے مکمل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ انسانی زندگی کے ہر شعبے میں اس کی رہنمائی کرتا ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ
(سورۃ الانعام آیت ۳۸)

"یعنی نوعِ انسان کی ضرورت کی کوئی چیز ایسی نہیں جو اس میں بیان نہ کی گئی ہو"

پھر فرمایا

"کوئی خشک و تر چیز ایسی نہیں جو اس کتاب میں نہ لکھی گئی ہو" (سورۃ الانعام آیت ۵۹)

اسلام ایسا مکمل نظامِ زندگی ہے جو حیاتِ انسانی

کے ہر پہلو کے لیے ہدایت دیتا ہے۔ اس مجید میں ہدایت اور اکمل کتاب کے نزول کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"بے شک ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں میں اس کے مطابق فیصلہ کریں جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے دکھایا۔"
(سورۃ النساء آیت ۱۰۵)

جب ایک مکمل دین اور اکمل ضابطہ حیات ہمارے پاس موجود ہے۔ پھر ایسا دین جس کی سنہری کرنیں زندگی کے ہر شعبے کو منور کرتی ہوں اس ضابطہ کو چھوڑ کر اسلام دشمنوں کا خود ساختہ ناقص نظام اپنانا مسلم قوم کا شیوہ نہیں ہے۔ بدقسمتی سے یہ مغرب کا ناقص نظام ہمارے ملک پاکستان میں بھی رائج ہے اور ہمارے حکمران اپنے اعلیٰ نظام کو چھوڑ کر یورپ کے من گھڑت نظام کے دلدادہ ہیں بقول شاعر مشرق علامہ اقبال ؒ

یورپ کی غلامی پہ رضامند ہوا تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں ہے

بعض مغرب تہذیب کے دلدادہ اور خام خیال افراد یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ دین اسلام میں نظام ریاست کے خدوخال معدوم ہیں وہ اسلام کو صدیوں پرانا اور فرسودہ نظام کہہ کر سوشلزم کی راہ ہموار کرنے کی کوشش کرتے ہیں گزشتہ دنوں لاہور ایئرپورٹ پر پاکستان کی سابقہ وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے اخبار نویسوں سے باتیں کرتے ہوئے ہاتھ پاؤں کاٹنے کی سزا کو نامناسب قرار دیا۔ فی الحقیقت اس نے قرآن حکیم کی اس آیت کا انکار کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"چور مرد اور چور عورت کا ہاتھ کاٹ دیا جائے"
(سورۃ المائدہ آیت ۳۸)

اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے چوری کی ایک مجرمہ کی سزا یہ فرما کر معاف نہ کی کہ "اگر فاطمہؓ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی جرم کرتیں تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔"

چنانچہ بے نظیر بھٹو کے یہ ناشائستہ الفاظ نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے داعی قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کے قلب میں کانٹے کی طرح کھٹکے تو انہوں نے فوراً اخباری بیان کے ذریعے کہا کہ بے نظیر اللہ کے حضور مغفرت کریں۔

مقام غور ہے کہ وہ دین جو زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کرتا ہے حتیٰ کہ نظام ریاست ہو یا طرز سیاست، انفرادی منفعت ہو یا اجتماعی افادیت طہارت سے لیکر جہاد تک اور رخت سفر سے لیکر قیام منزل تک زندگی کے ہر میدان کے لیے مشعل راہ ہے بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ زندگی کا ایک ایک گوشہ مہد سے لیکر لحد تک ہمارے لیے قابل تقلید ٹھہرا جیسا کہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

تہذیب کی تلقین رہزن کیں اونٹوں کے چرانے والوں میں
کانٹوں کو کلیوں کی قسمت دی ذروں کے مقدر چمکائے
تلوار بھی دی قرآن بھی دیا دنیا بھی عطا کی عقبیٰ بھی
مرنے کو شہادت فرمایا جینے کے طریقے سمجھائے

اب جو حکمران اس کتاب مقدس کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے وہ اسی کتاب کی زبانی اپنا انجام سن لیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

بے نظیر بھٹو نے ہاتھ،
پاؤں کاٹنے کی سزا کو نامناسب
قرار دیا تو داعی نظام مصطفےٰ ؐ
نے انہیں فوراً ٹوکا کہ بے نظیر
اللہ کے حضور مغفرت طلب کریں

"جو فیصلہ نہ کرے اس کے مطابق جسے اللہ نے اتارا ہے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔"

پھر فرمایا

"اور جو فیصلہ نہ کرے اس کتاب کے مطابق جسے اللہ تعالےٰ نے اتارا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔"

اب دیکھئے قرآن کریم کا اسلوب کس طرح الفاظ کے لیے بدلتا ہے۔ فرمایا

"اور جو فیصلہ نہ کرے اس کتاب کے مطابق جسے اللہ نے اتارا تو وہی لوگ کافر ہیں۔"
(سورۃ المائدہ)

یاد رہے کہ مندرجہ بالا آیات یہود کے ساتھ مختص نہیں ہیں بلکہ عام مفہوم کی حامل ہیں کیونکہ احکام شریعہ کی توہین اور تحقیر کی جرأت وہی کر سکتا ہے جس کا دل ایمان و یقین کے نور سے خالی ہو۔ پاکستان کے سابقہ، موجودہ یا مستقبل کے حکمران ان آیات کو بار بار پڑھ کر اپنے قلب و ذہن سے ہوس اقتدار اور غفلت کے پردے ہٹا کر دیکھیں کہ یہ چند روزہ اقتدار کس عظیم ہستی نے انہیں امانت کے طور پر تفویض کیا ہے اس کا جواب دہ ہونا ہے۔

برصغیر کے مسلمانوں نے برطانوی تسلط کے دوران ایک ایسے الگ خطے کی ضرورت کو محسوس کیا جہاں شریعت محمدی ؐ کا نفاذ ہو تاکہ ہم اپنی زندگیوں کو اسلام کے سنہری اصولوں کے مطابق ڈھال سکیں۔ اس خطۂ زمین جس کا نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" ہے کے حصول کے لیے ہمارے آباؤ اجداد نے کسی بھی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ انہوں نے پرچم اسلام کی سربلندی اور امت مسلمہ کی آزادی و فلاح کے لیے اپنے جسم و جان کی تمام تر توانائیاں وقف کر دیں۔ ماؤں نے اپنے بچوں کو قربان کیا بہنوں نے اپنے بھائیوں کو خون میں لت پت ہوتے ہوئے دیکھا، مسلم دوشیزاؤں کے سہاگ اجڑے بوڑھے والدین نے اپنے مستقبل کے سہارے آزادی کی قربان گاہ پر بطور نذرانہ پیش کر دیئے، نوجوانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی اور ان کی لاشیں برسوں دریائے گنگا اور جمنا کے آب رواں پر تیرتی رہیں۔ غیرت مند والدین کے سامنے ان کی عصمت کو تار تار کیا گیا مگر افسوس کہ اتنی عدیم المثال قربانیوں اور عرش کو ہلا دینے والی رقت انگیز دعاؤں کے صلہ میں حاصل ہونے والا یہ وطن کچھ ہی عرصہ بعد مفاد پرست اور ہوس کے پجاری سیاستدانوں کی بھینٹ چڑھ گیا۔ اور آج بیالیس سال گزر جانے کے بعد اس ملک میں کملی والے آقا ؐ کا نظام رائج نہ ہو سکا ہم نے ایک الگ خطہ تو حاصل کر لیا مگر ذہنی طور پر آزاد نہ ہو سکے بقول شاعر ؎

ہم لوگ نہ خیل نہ عوام ہیں ابھی تک
انگریزی و انگریز کے حامی ہیں ابھی تک
بیالیس برس بیت چکے ہیں مگر افسوس
اس قوم میں آثار غلامی ہیں ابھی تک

وہ زندہ کتاب قرآن حکیم جس کی حکمت لازوال ہے جس کی قوت تاثیر سے بے ثبات بھی دوام حاصل کر سکتے ہیں، ہمارے پاس موجود ہے لیکن اس کی آیات سے ہم لوگ صرف یہ کام لینے کے عادی ہو گئے ہیں کہ جلسوں کے آغاز میں خوش الحان قاریوں سے تلاوت کروا لیں یا کبھی قسم اٹھانے

کہ ضرورت پیش آئے تو قرآن کو چوم لیا ورنہ خوبصورت غلاف زیب تن کر کے مساجد کی الماریوں اور گھر کی طاق کی زینت بنا رہتا ہے جیسا کہ محترمہ تاعزنے کیا خوب کہا ہے ؀

جب قول و قسم لینے کے لیے تکرار کی نوبت آتی ہے
بن قدر ضرورت چوم لیا آنکھوں سے لگایا جاتا ہے

اس وقت پاکستان میں جمہوری حکومت برسر اقتدار ہے جسے حال ہی میں پی پی کی حکومت کے خاتمے کے بعد مسند نشینی حاصل ہوئی۔ اس سے قبل پاکستان کے تمام نہاد اسلامی حکمران پی پی کی حکومت کو اسلامی نظام کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتے تھے اور یہ حقیقت بھی ہے مگر اب اس کا بوریا بستر لپیٹا جا چکا ہے اب حکومت اسلام کے نام لیوا حکمرانوں کے ہاتھوں میں ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ حکومت برسر اقتدار آتے ہی صدارتی آرڈیننس کے ذریعے شریعت بل نافذ کروا دیتی مگر لیا تو ذکر بھی نہ کیا آتے ہی دو شوشے چھوڑ دیئے کہ حکومت کی ترجیحات میں صوبہ سندھ کو امن کا گہوارہ بنانا ہے اور دوسرا سابق حکومت سے احتساب لینا ہے حالانکہ شریعت کا نفاذ امن کا بھی داعی ہے اور حکمرانوں کا احتساب بھی کرتا ہے جہاں تک صوبہ سندھ میں امن و امان کا تعلق ہے تو ۲۲ اگست ۱۹۹۰ء کی شام سے پوچھیئے جو تقریباً تیس انسانوں کی قیمتی جانیں لے کر رخصت ہوئی اور درجنوں زخمی ہوئے۔ بقول شاعر ؀

دیکھو گے تو ہر موڑ پہ مل جائیں گی لاشیں
ڈھونڈو گے تو اس شہر میں قاتل نہ ملے گا۔

امن و امان تو ختم ہو چکا اب احتساب کا جائزہ لیتے ہیں۔ بدقسمتی سے احتساب کا اختیار بھی ان صاحبان اقتدار کو حاصل ہے جو خود بھی احتساب کی زد میں ہیں اور جن کا دامن ہزار قسم کی آلودگیوں سے لتھڑا ہوا ہے۔

شکیل احمد وہ فرماتے ہیں آج
دل طلب میں خود جو کبھی محترم تھے
نیرنگی سیاست دوراں تو دیکھیئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

اگر ان لوگوں کو شریعت نافذ کرنے کی توفیق مل جائے تو شریعت خود احتساب کرے گی جس کی نظر میں ادنیٰ اور اعلیٰ کا کوئی فرق نہ ہو گا۔ اور ہر ظالم اپنے کیفر کردار کو پہنچے گا۔ ورنہ ؏
تو ہی اگر نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

> اور جو فیصلہ نہ کریں اس کتاب کے مطابق جسے اللہ نے اُتارا ہے تو وہی لوگ ظالم ہیں (سورۂ مائدہ)

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ عہد فاروقی میں ان عاملین کا سختی سے احتساب ہوتا تھا جن کی حالت میں تقرری کے بعد سے ترقی اور عیش و تعیش کا رنگ نظر آتا تھا۔ اگر اسی بنیاد پر آج بھی حکمرانوں کا احتساب ہوتا ہے تو لوٹ کھسوٹ کا رجحان یکسر ختم ہو کر رہ جائے۔ اسی طرح جو لوگ حقوق کا علم بلند کرتے ہیں تو ان کے حقوق بھی صرف اور صرف نفاذ شریعت کے دامن سے وابستہ ہیں ہر قوم کی جائز ضروریات کو نظام شریعت نے بہ تمام و کمال پورا کیا ہے۔

ابو عبیدؒ نے کتاب الاحکام میں ایک حدیث نقل کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس حکمران نے شہریوں سے پوری خیر خواہی نہ برتی وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی ذمہ داریاں گنواتے ہوئے ایک عام تقریر میں فرمایا تھا۔

- لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ ذمہ داری ڈال دی ہے کہ میں اس کے حضور کی جانے والی دعاؤں کو روک دوں:

یعنی لوگوں کی ضروریات اس طرح پوری ہوں کہ ان کی کوئی جائز ضرورت اس طرح باقی نہ رہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی تکمیل کی دعا کریں۔

واضح رہے کہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس ملک کا مقدر ہے۔ تحریک پاکستان اور تحریک نظام مصطفیٰ کے شہداء کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ وطن عزیز کا ذرہ ذرہ آفتاب شریعت کی سنہری کرنوں سے جگمگائے گا۔ اس کی راہ روکنے والے اپنی موت آپ مر جائیں گے۔

اس امید کے ساتھ یہ مضمون ختم کر رہا ہوں ؀

شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

عظیم الشان فتح و ظفر

مرسلہ: لعل محمد قادری پریٹ آباد حیدر آباد

بھی اس جنگ میں موجود تھا اور نہایت زور و شور کے ساتھ لڑائی کے انتظامات میں لگا ہوا تھا پرستان توحید بھی قلعہ کے سامنے قیام پذیر تھے چونکہ عیسائی قلعہ بند تھے اس لئے اس محاصرے نے طول کھینچا اور وہ مغلوب نہ ہو سکے۔ ایک دن حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عیسائیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اول تاریخ واقدی میں ہے کہ جب اسلامی لشکر نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے عہد مبارک میں شہر اسکندریہ پر چڑھائی کی تھی اس وقت اسکندریہ کا بادشاہ تھا اس وقت ایسے اللہ کے بندے ہیں کہ اگر وہ قلعہ کو حکم دیں کہ زمین میں دھنس جا تو وہ کبھی بھی تعمیل حکم سے انکار نہیں کر سکتا۔ یہ انوکھی بات سن کر عیسائیوں کو بڑی حیرت ہوئی کہنے لگے کہ اگر ایسے ہی شان والے ہیں تو کچھ کر کے دکھائیں۔ یہ سن کر مسلمانوں کی غیرت کو جوش آ گیا شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً دو رکعت نماز پڑھی اور دونوں ہاتھ بارگاہ الٰہی میں بلند فرما کر قلعہ کی فتح کے واسطے دعا مانگی دعا سے فراغت کے بعد انہوں نے قلعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ تمام دشت و جبل کانپنے لگے اور قلعہ کی فولادی و مستحکم دیواریں ٹوٹ کر زمین پر آ رہیں اس واقعہ سے عیسائیوں کے ہوش اڑ گئے وہ جان بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگنے لگے مسلمانوں نے ان کو تلوار کے آگے رکھ لیا بہت سے عیسائیوں نے خوشی سے مسلمانوں کی اطاعت منظور کر لی اور مسلمان عظیم الشان فتح سے ہمکنار ہوئے۔

تحریک سرائیکی صوبہ اور ناقدین

ہفت روزہ "احوال" کے شمارے
نمبر ۱۷ تا ۲۳ اگست میں ملتان سے جناب
اقبال فارانی صاحب کا مضمون بعنوان "ممتاز لنگاہ
کا دورہ ملتان" پڑھا جس میں جناب فارانی صاحب
نے بڑی باریک بینی سے جائزہ لیا اور جس سے ان
کی سیاسی امور پر عمیق تجربہ کا پتہ چلتا ہے اس
سے اختلاف نہیں کہ ان کے جمع کئے اعداد و شمار غلط
ہیں۔ بلکہ بات تو صرف اتنی ہے کہ آج جس
انداز میں انہوں نے محترم تاج لنگاہ صاحب
کی قیادت کو ہدف تنقید بنایا اور جس طرح ان کی
وافر قیادت کو ناقابل یقین اور ناقابل اعتبار
ثابت کرنے کی جسارت کر کے ہزاروں بلکہ کروڑوں
سرائیکیوں کی دل شکنی کی ہے، جو اپنے کل تک محترم
تاج لنگاہ صاحب کو اپنا لیڈر تسلیم کر چکے
ہیں۔ آپ کے اس انداز بیان پر ایک شعر عرض ہے۔

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا

اس کو دنیا جذباتی پن کا نام دے یا کوئی اور
حقیقت سے انحراف نہیں کر سکتا چاہے کوئی
صاحب یہ بھی ہو کہ محترم لنگاہ صاحب کو
سیاست کا از حد شوق ہے نیز اقتدار کے خواب
دیکھتے ہیں تو کیا یہ ان کیلئے ضروری ہے کہ سرائیکی
کارڈ استعمال کریں؟ محترم فارانی صاحب کے
انداز تحریر سے تو یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جس طرح
انہوں نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ "لنگاہ
صاحب کی یہ خوبی ہے کہ یا تو خود کسی کے ساتھ چلتے
نہیں یا پھر کسی کو اپنے ساتھ چلنے نہیں دیتے" اس
ضمن میں کام کرنے والا ضرور اتنا ہی قریب ہو گا
جتنا لنگاہ صاحب نے بتا تو چلنے نہیں دیا یا پھر
کام نہیں سکے کچھ تو یہ احساس کا انہیں اتنا شدید ہے
ہم ناقابل اعتراض باتوں کا جواب دے کر اپنے اصل
مقصد کی طرف آتا ہوں، محترم فارانی صاحب نے
لنگاہ صاحب کی سیاسی زندگی کا طائرانہ جائزہ
پیش کیا ہے کہ ۱۹۶۷ء میں بھٹو صاحب کے ساتھ
کام شروع کیا وہاں سے نکلے تو [illegible] کی
جمہوری پارٹی میں آگئے اور وہاں سے بھی الگ ہو کر
صوبہ محاذ میں جگہ بنائی اور آخر اس کو سرائیکی پارٹی
میں بدل دیا، پھر اس کے لیڈر بن گئے (شکر ہے
یہاں پر فارانی صاحب نے لیڈر مطلق نہیں لکھا)
لیکن اتنی تبدیلیوں کے باوجود نہ تو ان کی ذات
پر سابقہ پارٹی کی طرف سے الزامات عائد کئے گئے

تحریر: محمد افضل جام

اور نہ ہی انہیں پارٹی سے نکالا گیا، اور نہ ہی خود
کرانٹگ کی جنگ وفاداریاں بدلیں، پھر کیا
جمہوریت میں سیاسی پارٹی بنانا قابل اعتراض ہے؟
یا پھر پارٹی چھوڑنا ایک جرم ہے؟ ہاں اخلاقی تقاضے
اس بات کے منافی ضرور ہیں کہ بار بار پارٹی بدلنے سے
سیاسی ساکھ ختم ہو جاتی ہے ___ لیکن یہاں محترم
تاج لنگاہ صاحب کی وسیب میں ساکھ بڑھتی
جا رہی ہے۔

محترم لنگاہ صاحب کو مجھ سے زیادہ آپ جانتے
ہوں گے کیونکہ زیادہ قرب کا نتیجہ ہی اس قسم کی تنقید
ہوا کرتا ہے کوئی بھی لیڈر جس میں ٹیلنٹ ہوتا ہے
وہ اپنے جذبات کی ترجمانی کے لیے کسی مناسب پلیٹ
فارم کی تلاش میں بے چین رہتا ہے، یہ ایک فطری
عمل ہے کہ جب تک انسان کو اپنی طبیعت پر تسلی نہیں
ہوتی اس میں تبدیلی کا عمل جاری رہتا ہے سیاسی
زندگی کے حوالے سے کسی بھی سیاسی شخصیت کی
سوانح عمری کا مطالعہ کریں۔ تو (Survival of
Fittest) کی تھیوری کا ضرور عمل دخل ملے
گا لیکن جب سے میں نے یہ سنا ہوں لنگاہ صاحب
جس پلیٹ فارم سے مخاطب ہوئے سرائیکی وسیب
کے حقوق کی بات کی۔ اس حقیقت کو اگر مان لیا
جائے کہ یہ ایک سیاسی چال ہے جو ان کو کامیابی تک
دکھ سرائیکیوں کی دکھتی رگوں پر ہاتھ رکھ کر
ہمدردیوں کے عوض اپنی لیڈری چمکانا چاہتے
ہیں آپ کی نظر میں ظالموں کے خلاف آواز اٹھانا اور
غریبوں کے حقوق کی بات کرنے کو سیاسی چالیں
بنا کر ان کے جدوجہد میں کمی کر سکیں گے؟ یہ آپ کی
بھول ہے اس طرح نہ صرف ان کی مقبولیت میں اضافہ
ہو گا بلکہ دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مزید اتحاد کی
کیفیت پیدا ہو گی جو لاتعداد زخموں پر مرہم پٹی کرنے والوں
کو کوئی نمک پاشی کرنے والوں کے برابر سمجھتا
ہے سرائیکی وسیب کو امیر پنجاب اور مفاد پرست
جاگیردار لوٹ رہے ہیں اب اگر ان کی آنکھوں میں
آنکھیں ڈال کر کوئی حق بات کرتا ہے تو ان کی ذات
میں خامیاں بھی نظر آتی ہیں اور ان کے کردار میں
کیڑے بھی نکالے جاتے ہیں بقول شاعر

اپنا شیوہ ہے زمانے میں جلاتے ہیں چراغ
ان کی سازش ہے کہ یونہی رات رہے

انتہائی ادب سے گزارش ہے کہ شاہین
صاحب کی SQM اور اس طرح کی دیگر تنظیمیں
جس طرح صوبے کے قیام کا مطالبہ کرتے ہیں اس سے
سرائیکی پنجابی میں سوائے نفرت کے اور کچھ نہیں مل
رہا اسی طرح پاکستان سرائیکی پارٹی نے شعوری سیا

سرائیکی وسیب کو امیر پنجاب
اور مفاد پرست جاگیردار
لوٹ رہے ہیں۔
بہاولپور کی علیحدہ حیثیت
کو ختم کر دیا گیا۔

> جب یہاں آبادی تھوڑی ہوتی ہے تو ہم سے اکثر کہا جاتا ہے کہ یہاں کے لوگ اہل نہیں ؛

پھولوں کی لڑیاں

سعودی حکمراں ارضِ مقدّس کی حفاظت کے اہل نہیں

تحریر: محمد شکیل اوج

سعودی عرب نے ممکنہ عراقی حملے کے پیش نظر امریکہ سے مدد کی درخواست کی اور امریکہ ان کی درخواست پر دوڑا چلا آیا۔ سعودی فرمانروا اس غلط فہمی کا شکار ہو گئے کہ امریکہ ان کی مدد کو آیا ہے۔ جب کہ خلیج کی بڑھتی ہوئی کشیدہ اور پیچیدہ صورت حال واور کرا رہی ہے کہ وہاں امریکی آمد کے کچھ مذموم مقاصد ہیں۔ جن کی تکمیل کے لئے وہ "عین قلب اسلام" میں اپنی فوجیں اتار رہا ہے۔ خاکم بدہن سعودی حکمرانوں کی یہ غلطی "تاریخی غلطی" بن کر عالم اسلام کے یقینی زوال کا سبب نہ بن جائے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہو گیا تو عالم اسلام کی نشاۃ ثانیہ "ہنوز دلی دور است" کا مصداق بن کر مدتوں مسلمانوں کی جگ ہنسائی کا باعث بنتی رہے گی۔ اور تاریخ، سعودی حکمرانوں کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔

بہرحال سعودی عرب میں امریکی فوج کی مداخلت پر عالم اسلام دو واضح مکاتبِ فکر میں تبدیل ہو گیا ہے ایک مکتب نہ صرف سعودی عرب میں امریکی مداخلت کو قبول کر چکا ہے بلکہ عراق کو جارح قرار دے کر اس کی مذمت کرنے لگا ہے۔ جب کہ دوسرا مکتب اس کے برعکس امریکی مداخلت پر سراپا احتجاج بن گیا ہے نیز موخر الذکر مکتب کے حامیوں نے حرمین شریفین سے جذباتی وابستگی اور روحانی عقیدت کے پیش نظر ان کے متولیوں کی اس حرکت پر نہ صرف برا منایا بلکہ غم و غصے کا اظہار بھی کیا۔

اس مختصر اظہاریئے میں مسئلہ ہذا کو سیاسی تجزیوں اور موشگافیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے اسلامی نقطۂ نظر سے سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سورہ التوبہ کی آیت ۲۸ میں باری تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

ترجمہ:۔ "مشرک ناپاک ہیں۔ انہیں اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آنے دینا ......"

آیت ۹ سنہ ہجری میں پہلے حج کے موقع پر نازل ہوئی۔ جو سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ کی امارت میں ہوا۔ اس موقع پر علی الاعلان مشرکوں کو آئندہ کے لئے حج و زیارت سے منع کر دیا گیا۔ گویا آئندہ سال سے ہونے والے تمام حج صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص کر دیئے گئے اور تاریخ گواہ ہے کہ ۱۰ سنہ ہجری میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کا پہلا اور آخری حج ادا فرمایا تو حج سے قبل نہ صرف مشرکوں کو عملاً روکنے کی تدبیر اختیار کر لی گئی تھی بلکہ انہیں دنیا کی اس اولین و مقدس عبادت گاہ کے قرب و جوار سے بھی نکال دیا گیا تھا کہ مبادا ان کی بداعتقادی کی بو اس مطہر و معطر فضا کو آلودہ کر دے اور شرک و جاہلیت کے اعادہ کا کوئی امکان باقی رہے۔

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہؐ نے مشرکین اور یہود و نصاریٰ کو نہ صرف حج و زیارت سے روکا تھا بلکہ مسجد حرام کی حدود میں ان کا داخلہ بھی بند کر دیا تھا۔ نیز مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ وہ پورے جزیرۂ عرب سے انہیں نکال باہر کریں۔ مؤرخین کے بقول سیدنا عمر فاروق رضؓ نے آپ کے حکم کو عملی جامہ پہنا کر اپنے دورِ خلافت میں مشرکوں، یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دیا تھا۔ تفسیر ماجدی کے مفسر عبدالماجد دریابادی محولہ بالا آیت کے تحت با ایں الفاظ رقمطراز ہیں:۔ "حدیثوں سے تمام جزیرہ عرب کا یہی حکم ثابت ہے۔ مشرکین کے لئے بھی اور یہود و نصاریٰ کے لئے بھی، چنانچہ حسبِ وصیت آپ کے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تمام جزیرہ عرب میں اس قانون کا نفاذ ہو گیا" ..... الخ ــــ گویا چودہ سو سال سے جس سرزمین پر کسی غیر مسلم کو اپنے ناپاک وجود کے ساتھ قدم رکھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ سعودی فرمانروا شاہ فہد کی دعوت پر اب اسی سرزمین کا تقدس، غیر مسلموں کے ناپاک قدموں سے پامال ہو رہا ہے۔ یہ کوئی معمولی حادثہ نہیں بلکہ تاریخ اسلام کا بہت بڑا سانحہ ہے۔ قرآن و سنت اور اجماعِ امت سے ہٹ کر سعودی فرمانرواؤں کا یہ اقدام، خاکم بدہن کسی بڑی آفت کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر سعودی حکمرانوں کو عراقی حملہ کا خوف تھا تب بھی انہیں یہ حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ فقط اپنی بادشاہت کو بچانے کے لئے غیر مسلموں سے مدد طلب کریں اور وہ بھی ایسے غیر مسلموں سے جو نہ صرف اسلام کے دشمن بلکہ اسلام دشمنوں کے دوست ہیں اور جن کی کوششوں سے اسرائیل قائم و آباد ہے۔ حالانکہ عراقی حملہ کی صورت میں اسلامی ممالک کی مشترکہ کونسل میں اس مسئلہ کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ سعودی عرب پر بالفعل عراقی حملہ بھی قرآن و سنت کے منافی نہ ہوتا اور نہ ہی یہ ایسا سنگین مسئلہ ہوتا جبکہ سعودی دعوت پر امریکی یہودیوں کا وہاں پہنچنا قرآن و سنت اور اجماع امت کے یکسر منافی ہونے کے سبب زیادہ سنگین ہے عراق مسلمان ملک ہے۔ وہ حملہ کی صورت میں بھی یقیناً مقامِ

> احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ
> رسول اللہؐ نے یہود و نصاریٰ کو
> نہ صرف مسجد حرام کی حدود
> میں داخلہ سے روکا تھا بلکہ حکم
> دیا تھا کہ
> انہیں پورے جزیرۂ عرب
> سے نکال باہر کیا جائے

مقدسہ کی تحریم و تقدیس کا پورا پورا لحاظ رکھتا۔ بقول مشہور کالمسٹ جمعہ خان کے "عراق کی تمام فوج مسلمانوں پر مشتمل ہے اگر وہ سعودی عرب یا کسی وجہ سے حملہ کرتی ہے تو کیا کوئی مسلمان یہ توقع کر سکتا ہے کہ وہ مقامات مقدسہ کو نقصان پہنچا سکتی ہے ...... جہاں تک مقامات مقدسہ کی حفاظت کا تعلق ہے کیا عراق میں مقدس مقامات نہیں ہیں۔ (۱۸ اگست روزنامہ امن کراچی) جبکہ دوسری طرف سعودی فرمانرواؤں کے آباؤ اجداد نے جب اپنے پیشرؤں سے حکومت چھینی تھی تو ان کا یہ عمل حرمین شریفین کی بے حرمتی پر محمول کیا گیا تھا اور بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان، اہل حدیث ہونے کے باوجود یہ کہنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ ؎

ابن سعود کیا ہے؟ فقط اک حرم فروش
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر
اسلامیوں پہ اس نے برسائیں گولیاں
پھر کیوں نہ کشتنی ہو "زمیندار" کا مدیر

سورۂ حجرات کی آیت نمبر ۹ میں ہدایت دی گئی ہے کہ جب مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان میں صلح کرا دینا۔ آیت کے مطابق مسلمانوں کا مسلمانوں سے مقاتلہ ممکن ہے مگر صلح کے لئے مسلمانوں ہی کو مخاطب کر کے دراصل یہ بتلایا گیا ہے کہ تیسری قوت جو بیچ بچاؤ کا کردار ادا کرے وہ تم میں سے ہو۔ گویا ایسی صورت حال ہے کہ دنیا میں کم و بیش پچاس مملکتیں الگ الگ قائم ہیں اور باہمی جھگڑا کی صورت میں ان میں کوئی ایسی مرکزی حکومت نہیں کہ جو متحارب مملکتوں کے مابین تصفیہ کرا سکے اور نہ ہی کوئی ایسی طاقت موجود ہے کہ جسے عارضی طور پر ہی سہی متحارب حکومتیں اپنا حکم تسلیم کر لیں مگر اس کے باوجود ایسی صورت میں دوسری مسلمان حکومتوں کے لئے محض خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنا ان کا اپنا جھگڑا سمجھ کر دور رہنا اعتقاد سمجھنا بھی جائز نہیں۔ صلح کی کوشش سب مسلمان ملکوں پر یکساں واجب ہے البتہ بالفعل مداخلت کا معاملہ صورت احوال پر منحصر ہے۔ جو وقت کے سیاسی تقاضوں سے متعلق ہے۔ اگر صورت حال متقاضی ہو کہ مبنی بر صواب فریق کا عملی ساتھ دینے سے کسی بین الملکی یا بین الاقوامی پیچیدگی کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہیں تو ضرور مداخلت کی جائے۔ بصورت دیگر عملی مداخلت سے گریز کیا جائے البتہ معاملت سے گریز کسی صورت میں جائز نہیں مگر افسوس کہ سعودی عرب نے امریکہ کو مداخلت کی دعوت دے کر امت مسلمہ کا بھی کھلم کھلا مذاق اڑایا

سعودی حکمرانوں کا مغربی اقوام سے حربی مدد لینا جہاں قرآن و سنت کے خلاف ہے وہیں حرمین شریفین کی تولیت سے ان کی معزولی کا خدائی نشان بھی ہے!

اور رب کی دی ہوئی ہدایت کی خلاف ورزی کا بھی ارتکاب کیا۔

سعودی حکمرانوں کا امریکی اور یورپی اقوام سے حربی مدد لینا۔ جہاں قرآن و سنت اور اجماع امت کے خلاف ہے وہیں حرمین شریفین کی تولیت سے ان کی حقیقی معزولی پر خدائی نشان بھی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے عالم اسلام کو عیاناً دکھا دیا ہے کہ سعودی فرمانروا ہمارے مقدس گھر کی حفاظت کے اہل نہیں رہے۔ انہوں نے ہمارے گھر کی حفاظت کے نام پر اپنی ملوکیت کو تحفظ فراہم کرنے کی جو تدبیر اختیار کی ہے وہ ہمارے گھر کی بے حرمتی کے مترادف ہے جن مشرکوں، یہودیوں اور عیسائیوں کو میرے رسول نے پورے جزیرۂ عرب سے نکال دینے کا حکم دیا تھا۔ ان نااہلوں نے میرے گھر کی حفاظت کا ڈھنڈورا پیٹ کر انہی ناپاکوں کو ایک بار پھر جزیرۂ عرب میں داخل کر لیا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے سعودی عرب میں امریکی مداخلت کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ "ارض مقدس پر امریکی یہودی فوجوں کی موجودگی مسلمانوں کی غیرت ایمانی کے خلاف ایک چیلنج ہے۔ یہ اللہ اور رسول کے فرمان کے خلاف ہے ..... سعودی عرب میں آنے والے امریکی فوجیوں کو ایڈز کی بیماری ہے اس کے علاوہ امریکی فوج میں خواتین بھی شامل ہیں جس کی وجہ سے ارض مقدس کا تقدس مجروح ہوگا ...... امریکہ کے لئے سعودی عرب میں فری سیکس زون بھی بنایا جا رہا ہے۔ (۱۸ اگست روزنامہ امن کراچی) اور پیر طریقت شاہ فرید الحق نے کہا ہے جب عراقی صدر صدام حسین اس امر کی یقین دہانی کرا چکے ہیں کہ سعودی عرب کے خلاف کوئی جارحیت نہیں کی جائے گی اور نہ ہی کسی مسلمان سے اس بات کی توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ حجاز مقدس کی حرمت پر آنچ بھی آنے دے گا تو پھر امریکہ سے مدد طلب کرنے کے کیا معنی؟ جس کی فوج یہودی عورتوں پر مشتمل ہے۔ وہاں پر شراب، سور کے گوشت اور مرد و عورت کے آزادانہ اختلاط جیسی منکرات موجود ہیں۔ (۲۲ اگست روزنامہ امن کراچی)

خلاصۂ کلام یہ کہ سعودی عرب نے امریکی فوج کو خواہ اپنی بادشاہت خواہ مقامات مقدسہ کے تحفظ یا دفاع کے لئے مدعو کیا ہے۔ وہ حرمین شریفین کی تولیت سے صرف ان کی نااہلی کا ثبوت ہے بلکہ حقیقی تولیت سے برطرفی پر خدائی نشان بھی ہے۔ جس پر عنقریب مہر لگنے والی ہے۔

●●

نماز جمعہ کی برکت

سمرقند کے ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ عین نماز جمعہ کے وقت میرا گدھا جنگل کی طرف بھاگ گیا ادھر مجھے اپنے باغ میں آبپاشی کرنے کی ضرورت تھی اور میرا پڑوسی کہہ رہا تھا کہ اگر اس وقت تم نے اپنے باغ کو پانی دیا تو پھر ہفتے کے بعد تمہاری باری آئے گی نیز اسی وقت چکی میں آٹا پسوانے کے لئے اناج بھیج رکھا ہوا تھا جس کا لانا بھی ضروری تھا غرضیکہ عین نماز کے وقت تینوں ضروری کام آ پڑے اب اگر ان کاموں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تو نماز جاتی ہے اگر نماز کے لئے جاتا ہوں تو سب کام رہ جاتے ہیں اور سخت نقصان کا اندیشہ ہے آخر میرے دل نے فیصلہ کیا کہ دنیا کے کام تو ختم ہی نہیں ہوتے نماز قضا نہیں ہونی چاہئے چنانچہ میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد واپس آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ گدھا گھر پر موجود ہے باغ سیراب ہو رہا ہے اور آٹا بھی گوندھا جا رہا ہے میں نے جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ گدھے کے پیچھے بھیڑیے دوڑتے تھے جنہوں نے اسے گھر تک پہنچا دیا ادھر قدرتاً پانی نے اپنا رستہ میرے باغ کی طرف نکال لیا جس کے باعث وہ سیراب ہو گیا اور ایک شخص جو اپنا آٹا پسوانے کے لئے گیا تھا اس نے میرا آٹا بھی پسوا کر میرے گھر پہنچا دیا۔ قدرت خداوندی سے نماز کی برکت سے میرے تینوں کام صحیح ہو گئے

بے نمازو کیا غضب کرتے ہو تم
حق تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو تم

مرسلہ: لعل محمد قادری پریٹ آباد۔ حیدرآباد سندھ

لیزر شعاعیں

تحریر: کوثر فاطمہ

لیزر شعاعیں جو غیر معمولی خواص کی حامل ہوتی ہیں لیزر (Laser) دراصل "Light Amplification by Stimulated Emission of Radiation" کا مخفف ہے لیزر شعاعیں بہت زیادہ Coher-ent یعنی یک ہیئت اور Monochro-matic ہوتی ہے یعنی تمام موجیں یکساں طول موج (Wave Length) کی حامل ہوتی ہیں ان شعاعوں کی (Intensity) بھی عام روشنی کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتی ہے یعنی یہ بہت زیادہ توانائی والی شعاعیں ہوتی ہیں ان شعاعوں کو بہت زیادہ فاصلے سے بھی کسی نقطے پر مرکوز کیا جا سکتا ہے۔

جبکہ (Conventional Light Source) جیسے سوڈیم لیمپ وغیرہ سے خارج ہونے والی روشنی (Incoherent) غیر مربوط ہوتی ہیں کیونکہ مختلف ایٹموں سے خارج ہونے والی شعاعوں میں عام طور سے ایک دوسرے سے کوئی باہمی تعلق (Phase Relation) نہیں ہوتا۔ بہت زیادہ Coherent اور Intense ہونے کی وجہ سے (Laser) کو بہت زیادہ کاموں میں استعمال کیا جا رہا ہے (Laser) حاصل کرنے کیلئے کسی مناسب مادے (ٹھوس، مائع یا گیس) جس سے لیزر حاصل ہو سکتی ہے کو بیرونی توانائی دی جاتی ہے (جو کہ روشنی یا برقی شکل میں ہو سکتی ہے) یہ توانائی مادے کے ایٹموں کو (Excite) کر کے (Ground State) (W0) سے زیادہ توانائی والی حالت میں پہنچا دیتی ہے یہ عمل آپٹیکل پمپنگ کہلاتا ہے زیادہ توانائی والی State سے ایٹم نسبتاً کم توانائی والی State (فرض کریں W1) میں آ کر جمع ہونا شروع ہو جاتے ہیں اس طرح Population Inversion عمل میں آتا ہے اب ایک ایسے Photon کی مدد سے (جس کی توانائی ان دونوں States کی توانائی کے فرق (W0 و W1) کے برابر ہو) کو W1 سے گزارا جاتا ہے جس کی وجہ W1 State سے فوٹون کا Stimulated Emission ہوتا ہے، خارج ہونے والا فوٹون اور پہلا فوٹون ایک ہی PHASE کے ہوتے ہیں اور ایک (Dir-ection) کی طرف سفر کرتے ہیں یہ فوٹونز کسی اور ایٹم سے ٹکرا کر ان سے بھی Photons خارج کراتے ہیں، پھر ان فوٹونز کی مدد سے مزید فوٹونز حاصل کیے جاتے ہیں یہ عمل (Light Amplification) کہلاتا ہے یہ تمام عمل ایک ایسے Device میں ہوتا ہے جس میں انعکاسی آئینے لگے ہوتے ہیں جن میں سے ایک مکمل طور پر انعکاسی (Reflecting) اور دوسرا جزوی انعکاسی Partially Reflecting ہوتا ہے حاصل ہونے والی (Radiations) ان آئینوں سے کئی مرتبہ (Forward & Backword) منعکس ہوتی ہے اس طرح شعاعوں کی ایک ہی قوت بہت زیادہ Inten-se (شدت والی) Beam حاصل ہوتی ہے جسے Partially Reflecting Mirror کے ذریعے باہر نکال لیا جاتا ہے۔

سب سے پہلی لیزر (Amonia Maser) ۱۹۵۸ء میں Tounes، Gorden اور Geigler نے بنائی چونکہ ان کی فریکوئنسی (Microwave) میں تھی اس لیے اس کو (Maser) کا نام دیا گیا یعنی (Microwave Amplification by Stimulated Emission of Radiation)

اس کے بعد ۱۹۶۰ء میں Laser ایجاد ہوئی اس کا Principle بھی وہی تھا جو Maser کا تھا، یہ لیزر یعنی Ruby Laser Maimane نے بنائی، اس سے پہلا قدم ۱۹۵۸ء میں Schaw-low اور Tounes نے لیزر پر ایک تحقیقی پیپر شائع کر کے اٹھایا ۱۹۶۰ء ہی کے اختتام سے پہلے علی جاوان اور اس کے ساتھیوں نے بیل ٹیلیفون لیبارٹریز (امریکہ) میں گیس لیزر (ہیلیم نیون لیزر) کامیابی سے ایجاد کی۔ ایک اور Develop-

آئن سٹائن کے مطابق ایکسائیٹڈ اسٹیٹ میں کسی ایٹم کی گراؤنڈ اسٹیٹ کی طرف ٹرانزیشن دو طریقوں سے ہو سکتی ہے

روبی لیزر نہ صرف یہ کہ دریافت ہونے والی پہلی لیزر ہے بلکہ یہ سالڈ لیزر ہے

آداب دعا اور اسمائے حسنیٰ

تحریر: محمد عبدالقیوم خاں صابری

میرے کرم فرما محترم وجاہت رسول قادری نائب صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے توسل سے مجھے امام شاہ احمد نورانی کے خلیفہ محترم صوفی محمد عبدالہادی القادری سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور میں تعارف کے لمحہ ہی سے ان کا گرویدہ ہو گیا۔

میں نے دیکھا کہ جناب صوفی محمد عبدالہادی القادری صاحب انتہائی متقی، پرہیزگار، عبادت گزار اور صوفی منش انسان ہیں وہ رزق حلال کے بعد شہر کراچی میں پورے مہینے کہیں نہ کہیں جلتے کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ اہل محبت کو باقاعدہ ختم غوثیہ (قادریہ) اور ختم خواجگان چشت کا ورد کرانے کے ساتھ قرآن خوانی اور لوگوں کی روحانی تربیت کا کام سرانجام دیتے ہیں اور صوفیائے کرام کا مخصوص طریقہ دعا سکھاتے ہیں۔

درویش صفت محترم نے مجھے بتایا کہ دعا اور اسمائے حسنیٰ کی ترتیب سے پڑھا جائے تو دعا مانگنے اور پڑھنے اور یاد کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے بیان سے زبردست تاثر پیدا ہوتا ہے میں نے موصوف کے اس خیال سے اتفاق کیا اور گھر واپس آکر اسمائے حسنیٰ کی ترتیب کے ساتھ تمام دعائیں تحریر کیں۔ پھر میں نے اپنے مشفق و مہربان رہبر محترم مولانا منظور علی خان صاحب خطیب جامع مسجد گلزار مدینہ کو دکھایا اور اصلاح لی۔ انہوں نے میری حقیقی رہبری کی اس دعا کی چھپائی کے تمام مراحل میں میرے دوستوں نے میرا بھرپور ساتھ دیا۔ میں نے ان کے نام لکھنا چاہتا تھا مگر میرے دوست نام و نمود سے دور بھاگتے ہیں۔

یہاں یہ تذکرہ بے محل نہ ہوگا کہ جب سے اس خاکسار کو میلاد کمیٹی اسٹیل ٹاؤن و گلشن حدید کا سکریٹری نشر و اشاعت بنایا گیا ہے مجھے اچھے اور بہت اچھے لوگ ملے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے اور محبوب رب العالمین، کشور رسالت اور شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والے ملے اور ان حضرات نے جب بھی ضرورت پڑی میرا بڑا ساتھ دیا نیز ہدایت اور مشورہ دیا کتابیں فراہم کیں ان تمام حضرات نے میلاد کمیٹی کے کار خیر میں ہر موقع پر ہر طرح تعاون کیا مگر کسی غرض اور منافع کے بغیر کیا۔ اگر کوئی معاوضہ طلب کیا ہے تو صرف یہ کہ "جناب ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا"۔

میں آپ تمام اہل محبت سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ بھی اپنی دعاؤں میں ان سب نیک اور صالح افراد کے لیے کلمۂ خیر ادا کیا کریں اور ساتھ ہی ہماری میلاد کمیٹی کے عہدیداروں اور ارکان کے لئے اور ہماری میلاد کمیٹی کی مالی امداد کرنے والوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ہمارے پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم حسب ضرورت موقع بہ موقع دعا مانگتے رہتے تھے اسی طرح آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دعا کرنے کی تاکید فرمائی اور خاص خاص دعائیں بھی سکھائیں خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مختلف مقامات پر دعائیں سکھائی ہیں جو مختصر اور جامع ہونے کے ساتھ نہایت دلآویز اور متاثر کن ہیں ان کو پڑھنے کے دوران بندہ خود زار و قطار رونے لگتا ہے اور سراپا عاجزی بن جاتا ہے۔ گویا دعا عبادت (بندگی) ہی کا ایک لازمی حصہ ہے اس کی اہمیت کا اندازہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد مبارک سے ہو سکتا ہے۔ دعا کے سوا کوئی چیز قضا (تقدیر کے فیصلے) کو رد نہیں کر سکتی اور نیکی (عمل خیر) کے سوا کوئی چیز عمر کو نہیں بڑھا سکتی۔

آداب دعا کیا ہیں؟ اور دعا میں کیا الفاظ ادا کئے جائیں؟ لیکن ایک عام اور آسان بات یہ ہے کہ آپ کو جب بھی فرصت ملے تنہائی میں ہوں یا ہم خیال دوستوں کے ساتھ ہوں، دعا مانگنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے کہ تم دعا مانگا کرو کیونکہ میں دعا قبول کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے ناراض ہو جاتا ہے۔ ایک اور موقع پر آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالےٰ اس کی دعا سختیوں اور مصیبتوں کے وقت قبول فرمائے تو اس کو چاہیئے کہ وہ فراخی اور خوشحالی میں بھی کثرت سے دعا مانگا کرے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے کہ تم دعا مانگا کرو کیونکہ میں دعا قبول کرتا ہوں

دعا کی اہمیت کا اندازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سے زیادہ اور کسی چیز کی وقعت نہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ نماز ایک مکمل دعا ہے اور نماز ادا کرنے والا اللہ تعالیٰ کے حضور سراپا عاجزی سے دعا ہی کرتا ہے یعنی دنیا اور آخرت کی بھلائیاں طلب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرماتا ہے۔ نماز کے علاوہ دعاؤں کے دوسرے طریقے بھی ہیں۔ ان میں ایک مستحسن طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے ساتھ دعا مانگی جائے یعنی اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کے حوالے اور وسیلے سے دعا کرنا۔

اسمائے حسنیٰ

اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ ہی ہے مگر اس کے صفاتی نام بے شمار ہیں لیکن ہمیں ہدایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام جو قرآن پاک میں واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں ان کو پڑھنا بھی دعا ہے اس لیے جو شخص اسماء حسنیٰ (اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء) کا ورد اور احاطہ کرے گا یعنی یاد کرے اور پڑھتا ہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اس سے قبل کہ ہم اسماء حسنیٰ کا ورد کریں اور دعا مانگیں ہمارے لیے آداب دعا کا جاننا ضروری ہے ان میں سے اہم آداب دعا حسب ذیل ہیں۔

- دعا مانگنے سے پہلے کوئی نیک کام کرنا چاہیے یعنی صدقہ دینا، نماز پڑھنا اور تلاوت کلام مجید کرنا وغیرہ وغیرہ۔
- دعا سے پہلے اور آخر میں درود شریف پڑھنا۔
- اللہ تعالیٰ کے شایان شان آداب اور احترام کو اختیار کریں۔
- دعا مانگنے میں عاجزی اور انکساری اختیار کریں اور گڑگڑا کر دعا کے الفاظ ادا کریں۔
- دعا مانگنے کے وقت آسمان کی طرف نگاہ نہ اٹھائیں۔
- اللہ جل شانہ کے اسماء حسنیٰ اور اعلیٰ صفات کا واسطہ دیکر دعا مانگنا۔
- انبیاء علیہم السلام کے وسیلے سے دعا مانگنا
- اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں (اولیاء اللہ) کے وسیلے سے دعا مانگنا
- گناہوں کا اقرار کرنا۔
- دعا اپنی ذات سے شروع کرنا اور پھر اپنے ماں باپ اور تمام مومن بھائیوں کے لیے دعا کرنا۔
- دعا پورے یقین کے ساتھ مانگنا اور قطعی طور پر دعا مانگنا یعنی دعا میں تذبذب و تردد نہ ہو۔
- انتہائی رغبت و شوق کے ساتھ دعا مانگنا۔
- بے دلی سے دعا نہ مانگنا چاہیے بلکہ دل کی گہرائیوں سے پوری کوشش اور لگن سے دعا مانگنا چاہیے۔ دل دعا کی طرف پوری طرح متوجہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھے
- ایک ہی مقصد کے لیے بار بار دعا مانگنا چاہیے۔
- ہم سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اس لئے ہمیں اپنی تمام حاجتیں اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہئیں
- دعا مانگنے والا اور سننے والا دونوں آمین کہیں۔

آداب دعا کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
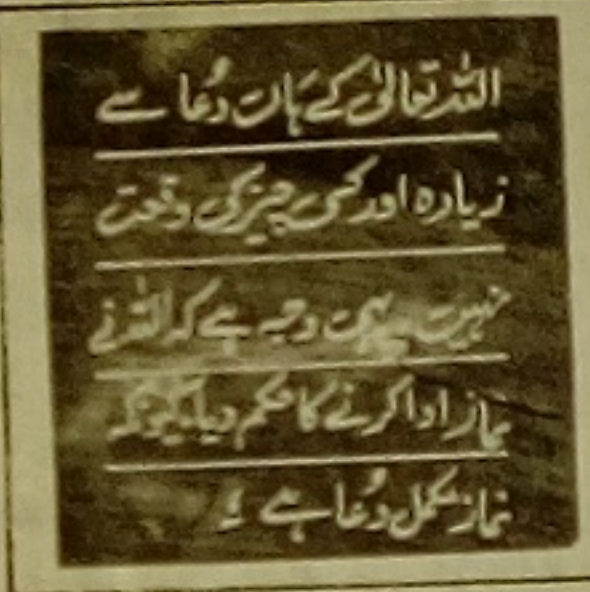
نے صحابہ کرام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے میں عاجز نہ ہو اور کوتاہی نہ کرو اس لیے کہ دعا کرتے رہنے کی صورت میں ہرگز کوئی شخص (کسی ناگہانی آفت سے) ہلاک نہ ہوگا۔

دعا کے لئے اسماء حسنیٰ کی ترتیب

یہاں ہم نے اللہ پاک کے اسماء حسنیٰ کی ترتیب کو قائم رکھتے ہوئے ایسی دعائیں مرتب کر دی ہیں جن کی مدد سے نہ صرف ہماری تمام دعائیں ہماری زبان پر آ جاتی ہیں اور ساتھ اللہ جل جلالہ کے اسماء حسنیٰ بھی زبانی یاد ہو جاتے ہیں۔

- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؛
ہر دعا سے پہلے بسم اللہ شریف ضرور پڑھنی چاہیئے
- یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ !
اے عظمت و جلال اور احسان و اکرام کے مالک
- یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؛
اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے انتہائی خلوص اور گڑگڑا کر تین بار پڑھنا چاہیئے
- لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں تو پاک ذات ہے بے شک میں ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والوں میں سے ہوں تین بار پڑھنا چاہیئے۔

- اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ؕ

میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں، میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں ـــ انتہائی محبت سے تکرار کے ساتھ بار بار پڑھنا چاہیئے۔

- اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ؕ تین بار پڑھنا چاہیئے۔
- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

کم از کم تین بار پڑھنا چاہیئے اور پھر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی اصل دعا پیش کرنی چاہیئے اور دعا میں انتہائی عاجزی، محبت خلوص اور خشوع و خضوع (گڑگڑانا) سے بڑے یقین اور اعتماد کا اظہار کرنا چاہیئے

ان آداب کے بعد اللہ تعالیٰ سے اسماء حسنیٰ کی ترتیب سے دعائیں مانگیں

یَا اَللّٰہُ : ہمیں اسم اعظم کی برکات عطا فرما۔
یَا رَحْمٰنُ : ہم پر اپنا خصوصی رحم فرما۔
یَا رَحِیْمُ : ہم سب کو ایک دوسرے پر رحم کرنے کی توفیق عطا فرما۔
یَا مَلِکُ : ہم سب کو دونوں جہاں کی دولت عطا فرما۔
یَا قُدُّوْسُ : ہمیں جسمانی اور روحانی صحت عطا فرما۔
یَا سَلَامُ : ہمیں سلامتی والا دل، ذکر کرنے والی زبان اور رونے والی آنکھیں عطا فرما۔
یَا مُؤْمِنُ : ہمیں ایمان اور علم کی دولت سے مالا مال کر دے
یَا مُھَیْمِنُ : ہمارے مال اور اولاد کی نگہبانی فرما۔
یَا عَزِیْزُ : ہمیں دین اور دنیا کی عزت عطا فرما اور ہمیں کفار پر غالب فرما۔
یَا جَبَّارُ : ہمیں اپنے قہر و غضب سے بچا۔
یَا مُتَکَبِّرُ : ہمیں ہر قسم کے غرور و تکبر سے محفوظ رکھ۔
یَا خَالِقُ : اپنی تمام مخلوق کو خالق سے ملا دے۔
یَا بَارِئُ : اے اولاد دینے والے نیک اور صالح اولاد عطا فرما۔

یا مصوِّرُ : ہمارے ظاہر و باطن کو یکساں کر دے۔
یا غفّارُ : ہمارے صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو معاف فرما۔
یا قہّارُ : ہمیں دشمنوں پر غلبہ عطا فرما۔
یا وہّابُ : ہمیں حلال روزی عطا فرما۔
یا رزّاقُ : بے روزگاروں کو روزگار عطا فرما۔
یا فتّاحُ : ہمارے مفلس بھائیوں کو غنی کر دے۔
یا علیمُ و خبیرُ : تو ہمارے دل کے ارادوں کو بھی جانتا ہے تو ہمیں قیامت کے دن شرمسار نہ کر۔
یا قابضُ : ہمیں مفلسی و محتاجی سے محفوظ رکھنا۔
یا باسطُ : ہماری روزی میں برکت عطا فرما۔
یا خافضُ : ہمیں عزت دے کر رسوا نہ کرنا۔
یا رافعُ : ہمیں دین و دنیا کے بلند درجات عطا فرما۔
یا معزُّ : ہمیں عزت و وقار کی زندگی عطا فرما۔
یا مذلُّ : ہمیں دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھنا۔
یا سمیعُ : ہماری دعاؤں اور التجاؤں کو قبول فرما۔
یا بصیرُ : ہمیں اپنی معرفت اور بصیرت عطا فرما۔
یا حکمُ : ہمیں ظالم حاکموں کے ظلم سے بچا۔
یا عدلُ : ہمیں عدل و انصاف کرنے اور حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔
یا لطیفُ : ہمیں اپنے الطاف و عنایات سے نواز دے۔
یا خبیرُ : ہمارے عیوب کو چھپا لے۔
یا حلیمُ : ہمیں حلم، بردباری اور اعلیٰ اخلاق عطا فرما۔
یا عظیمُ : ہمیں رفعت و عظمت عطا فرما۔
یا غفورُ : ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے۔
یا شکورُ : ہمیں شکر کرنے والی زبان عطا فرما دے۔
یا علیُّ : ہمیں آخرت میں بلند مقام یعنی جنت الفردوس عطا فرما۔
یا کبیرُ : ہمیں تکبر اور بڑے پن سے بچا۔
یا حفیظُ : ہمارے جملہ اعضاء کو برائیوں سے محفوظ رکھ۔
یا مقیتُ : ہمیں حضرت علیؓ جیسی شجاعت و بہادری عطا فرما۔
یا حسیبُ : روز محشر ہمارے حساب و کتاب کو آسان فرما۔
یا جلیلُ : ہمارے چہرے قیامت کے دن روشن کرنا۔
یا کریمُ : ہمیں روز محشر میں ہمارے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دینا۔
یا رقیبُ : ہمارا ترازو کا پلڑا نیکیوں سے وزنی کرنا۔
یا مجیبُ : ہماری توبہ قبول فرما۔
یا واسعُ : ہمارے لیے پل صراط کا راستہ آسان کرنا۔
یا حکیمُ : ہمیں اپنا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار عطا فرما۔
یا ودودُ : ہمیں دوستی اور محبت عطا فرما۔
یا مجیدُ : ہمیں ہر برائی سے اور برے کاموں سے بچا۔
یا باعثُ : قیامت کے دن ہمیں اہل محبت کے ساتھ اٹھا۔
یا شہیدُ : ہمیں اپنے در کی حضوری عطا فرما۔
یا حقُّ : ہمیں دین اسلام پر استقامت نصیب فرما۔
یا وکیلُ : ہمارے بگڑے کاموں کو بنا دے۔
یا قویُّ : ہمیں صحت و عافیت عطا فرما۔
یا متینُ : ہمیں دین کی رسی مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کی توفیق عطا فرما۔
یا ولیُّ : ہمیں اپنے دوستوں کی محبت عطا فرما۔
یا حمیدُ : ہمیں حمد کرنے والی زبان عطا فرما۔
یا محصیُ : ہمیں اپنی امان عطا فرما۔
یا مبدیُ : ہمیں پناہ دے دیوانگی، جذام اور بدترین بیماریوں سے بچا۔
یا معیدُ : ہمیں پناہ دے فکر، رنج و غم، کنجوسی اور لوگوں کے غلبہ سے بچا۔
یا محیی : ہمیں دین اسلام پر زندہ رکھ۔
یا ممیتُ : ہمیں ایمان پر موت عطا فرما۔
یا حیُّ : ہماری مردہ روحوں کو زندہ کر۔
یا قیّومُ : ہمیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر قائم رکھ۔
یا واجدُ : ہمارے دلوں کو دنیا کی محبت سے بے نیاز اور مستغنی کر دے۔
یا ماجدُ : ہمیں انوار الٰہیہ سے مالا مال کر دے۔
یا واحدُ : ہمیں مخلوق کی محبت اور خوف سے بے نیاز کر دے۔
یا احدُ : ہمیں ایک اور نیک کر دے۔
یا صمدُ : ہمیں پناہ دے بری تقدیر سے اور دشمنوں کے ہم پر خوش ہونے سے بچا۔
یا قادرُ : ہمیں پناہ دے ہم نے اب تک جو کچھ کیا اس کے شر سے اور جو نہیں کیا اس کے بھی شر سے۔
یا مقتدرُ : ہمارے دشمنوں کو ذلیل و رسوا کر۔
یا مقدّمُ : ہمیں کل کے شر سے بچا۔
یا مؤخّرُ : ہمیں مرتے دم توبہ نصیب فرما۔
یا اوّلُ : ہمیں پناہ دے اپنے کانوں، آنکھوں، زبان اور دل کے شر سے۔
یا آخرُ : ہمیں پناہ دے اس سے کہ ہم کسی پر ظلم کریں یا ہم پر ظلم ہو۔
یا ظاہرُ : ہمیں پناہ دے دب کر مرنے سے گر کر مرنے سے۔
یا باطنُ : ہمیں پناہ دے ڈوب کر مرنے سے حد سے زیادہ بڑھاپے سے۔
یا والی : ہمیں پناہ دے کفر اور قرض سے۔
یا متعالی : ہمیں پناہ دے کہ ہم الٹے پاؤں لوٹ جائیں برائیوں سے۔
یا برُّ : ہمیں نیکوکاروں کے دامن میں پناہ دے۔
یا توّابُ : ہمارے تمام گناہ بخش دے خواہ بلاقصور و ارادہ ہوئے ہیں۔

باقی صفحہ

شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ

تحریر: محمد عمران اقبال

حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بیت کا اردو ترجمہ کچھ یوں ہے کہ "سارے لوگ حسین نہیں ہوتے اور نہ ہی ہر پرندہ ہنس ہوتا ہے۔ لیکن کسی کسی انسان کے بدن سے پیاروں کی محبت کی الفت کی خوشبو آتی ہے۔"

درحقیقت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کا یہ شعر خود شاہ صاحبؒ کی پوری زندگی کی مکمل عکاسی کرتا ہے کہ ہر شخص محبت جیسے لازوال جوہر کو پانا اور پھر اسی محبت کی مٹھاس کو دوسرے تشنہ دلوں تک پہنچانا ہر شخص کے بس کی بات نہیں بلکہ یہ تو خداوند قدوس کے کوئی کوئی برگزیدہ بندے ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمت کاملہ کے صدقے اس دولت سے مالا مال کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کی زندہ جاوید شخصیت کی مہک ساری وادی مہران میں رچی بسی ہے۔

شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کے حالات زندگی کی چھان بین کے دوران یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ کی تاریخ پیدائش و وفات کے سلسلے میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں "عبداللطیف آف بھٹ" کے مصنف "سورلے" اس سلسلے میں رقمطراز ہے کہ

"شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کو مغلیہ اور کلہوڑہ دور حکومت دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ شاہ صاحبؒ کی سن پیدائش و وفات سے متعلق اختلاف پائے جاتے ہیں وجہ یہ ہے کہ ان کے دور کی تاریخ اعتماد کے ساتھ نہیں بتائی گئی تاہم ۱۷۵۲ تا ۱۶۸۹ کے سن سے بہت سے لوگ اتفاق کرتے ہیں۔"

ایک اور تاریخی حوالہ یہ بھی ہے کہ شاہ صاحبؒ ۱۶۸۹ء اور ۱۱۰۱ ہجری عالمگیر کے دور اقتدار میں ہرگز ہالہ کے چھوٹے سے قصبے ہالہ حویلی میں پیدا ہوئے اور نسبی سلسلہ شاہ عبداللطیفؒ ابن سید حبیب شاہ ابن عبدالقدوس ابن سید جمال ابن عبدالکریم ابن سید ہاشم تک جا پہنچتا ہے۔ شاہ صاحبؒ کے نسب اور سلسلہ کی معلومات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ ایک معزز گھرانے کے فرزند جلیل تھے۔ شاہ صاحبؒ کا سلسلہ نسب ہرات کے سیدوں سے ملتا ہے۔ آپ کا تعلق مٹیاری کے کاظمی سادات گھرانے سے تھا۔ معزز اور ذی ہوش خاندانوں میں بچپن ہی سے تربیت کے اعلیٰ اصول عملاً پیش نظر رکھے جاتے ہیں۔ یہی کچھ شاہ صاحبؒ کے ساتھ بھی ہوا، کیونکہ شاہ صاحبؒ کے بزرگوں نے بچپن ہی میں شاہ صاحبؒ کے درخشندہ مستقبل کا اندازہ کر لیا تھا۔ شاہ صاحبؒ کی ذہانت و قابلیت اور وہ کام جو انہیں آگے چل کر کرنا تھا، ابتدائی ایام میں ہی ظاہر ہونا شروع ہو گیا تھا۔ "لطیف اللطیف" کے مصنف دین محمد وفائی نے ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہے کہ:

"شاہ صاحبؒ نے جب "الف" کے بعد "ب" پڑھنے سے انکار کر دیا تو ان کے استاد نور محمد ان کو (شاہ صاحبؒ) کے والد محترم سید حبیب صاحب کے پاس لے گئے اور ساری حقیقت سنا دی جسے سن کر آپ نے اپنے بیٹے کی روح میں جلتا ہوا حق پرستی کا چراغ دیکھ لیا۔"

یہی سبب تھا کہ شاہ صاحبؒ کی تربیت اور ماحول کا خصوصی طور پر خیال رکھا گیا پھر شاہ صاحبؒ خود ایسی طبیعت کے مالک تھے جس نے آپ کی تربیت پر سونے پہ سہاگہ کا کام کیا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی چند سطروں کا درج کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

شاہ صاحبؒ کو بچپن ہی میں ایسا ماحول نصیب ہوا جس نے ان کی شخصیت کو فکر کو کافی حد تک متاثر کیا۔ شاہ صاحبؒ کے والد شاہ حبیب متمول ہونے کے باوجود منکسر المزاج واقع ہوئے تھے۔ شاہ صاحبؒ کی ابتدائی زندگی اپنی والدہ کی شفقت اور محبت میں گاؤں ہی میں گزری اس لئے حسب نسب کے بدلے اخلاق اور نیکی دولت کے بدلے عزت سکّہ عزت و شرافت بڑے شہروں کے مقابل گاؤں اور جھونپڑیوں سے محبت خواص کے بدلے عوامی زندگی اور صحبت کو ترجیح دینے کا جذبہ اور احساس شاہ صاحبؒ کی شخصیت میں رچ بس گیا تھا!

شاہ صاحبؒ کا بچپن ہالا حویلی میں گزرا پھر آپ اپنے والد محترم کے ہمراہ کوٹڑی میں آ گئے۔ یہاں رہتے ہوئے آپ نے جوانی میں قدم رکھا۔ ہوش سنبھالتے ہی ذکر و فکر میں مشغول ہو گئے۔ جب اورنگ زیب عالمگیر کا انتقال ہوا تو اس وقت شاہ صاحب کی عمر اٹھارہ سال تھی یہ وہ زمانہ تھا جب شاہ صاحبؒ نے سلطنت مغلیہ کے عروج و زوال، دہلی میں قتل عام، کلہوڑوں کی حکومت، نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کا ہندوستان پر حملے اور لوٹ مار کے بازار گرم ہوتے دیکھے۔ قتل و غارت فسق و فجور افراتفری اور ہر طرف بے چینی بری طرح پھیل چکی تھی نام نہاد سائنسی ترقی کے در پردہ اخلاقی و عملی قدروں کا جنازہ نکل رہا تھا۔ انسانیت سسکیاں لے رہی تھی۔ اخلاقی قدریں دم توڑ رہی تھیں مغربی فلسفہ و حکمت کے نام مسلمانوں کو رب کائنات اور اسلام سے برگشتہ کیا جا رہا تھا۔ خصوصاً اہلیان سندھ ضعیف الاعتقادی کا شکار تھے۔ ابتری بڑھتی جا رہی تھی اور غریب عوام ظلم و استبداد کے شکنجے میں بری طرح جکڑے جا چکے تھے یہ وہ ماحول تھا جس نے شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کے حساس دل کو متاثر کیا۔ لہٰذا ان ہوشربا ہنگاموں سے بیزار ہو کر "بھٹ شاہ" کو مسکن بنایا۔ بھٹ شاہ میں آپ چالیس سال قیام پذیر رہے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاہ صاحبؒ نے ان تمام مسائل کا حل تلاش کر لیا تھا۔ اور یہ کہ اور محبت وہ محبت جو بندے کو خدا سے ملا دے گی۔ ترجمانی کے لئے مستقل جگہ کو اپنا لیا تھا۔

> شاہ صاحب نے جب "الف" کے بعد "ب" پڑھنے سے انکار کر دیا تو ان کے استاد نور محمد شاہ صاحب کو ان کے والد کے پاس لے گئے جنہوں نے اپنے بیٹے کی روح میں جلتا ہوا حق پرستی کا چراغ دیکھ لیا!

خواتین کا صفحہ

ترتیب
محمد نعیم خان

سونیا اکرم اپنی پہلی سالگرہ کے موقع پر

اقوالِ زریں

تحریر: میمونہ خانم حمدانی میانوالی

- مصیبت کی شکایت سے پرہیز کرو اس سے خدا ناراض، دشمن ناخوش اور دوست غمگین ہوتا ہے۔
- مستقبل خواہ کتنا ہی دلفریب ہو اس پر کبھی بھروسہ نہ کرو۔
- محض لباس سے مردم شناسی نہیں ہو سکتی کیونکہ انسان کو بنانے والا خدا ہے اور لباس کو بنانے والا درزی۔
- کچھ کانٹے اپنے پاس رکھ لو یہ پھول کی یادگار ہیں۔ باقی کانٹے دل میں پیوست کر لو تاکہ دوسروں کے دکھ درد کو محسوس کر سکو۔
- سنہری اور زرین عہد جسے گہن لگ چکا ہے اسے یاد نہ کرو اس سے گردن کی ساری رونق اور کوہ شب دفن کر دیتی ہے۔

نمک کے اعجاز

(مرسلہ: ...)

۱۔ نمک سے کاجل اور سیاہی کے داغ دھبے دور ہو جاتے ہیں۔

۲۔ نمک کے پانی سے فرش دھونے سے دیمک، چونٹی دیگر حشرات الارض دور ہو جاتے ہیں۔

۳۔ چقندر کے عرق میں نمک ملا کر سر پر لیپ کرنے سے بفا دور ہو جاتی ہے۔ اور جوئیں مر جاتی ہیں۔

۴۔ کاغذی لیموں کے عرق میں نمک ملا کر ناک میں ڈالنے سے آدھے سر کا درد دور ہو جاتا ہے۔

۵۔ اگر جسم کا کوئی حصہ جل جائے تو فوراً اس پر نمک چھڑک دینا چاہیے۔ تو آبلہ نہیں پڑتا۔

۶۔ پسا ہوا نمک روغن سرسوں میں ملا کر جسم پر مالش کرنے سے خشکی دور ہو جاتی ہے۔

۷۔ نمک اور شہد اور رسکہ ہموزن ملا کر جسم پر مل کر آگ کے سامنے بیٹھنے سے پسینہ آ کر خارش دور ہو جاتی ہے۔

۸۔ اگر نمک ملے پانی سے رخساروں کو دھوتے رہیں تو رنگ نکھر آتا ہے۔

۹۔ نمک اور گھی ملا کر پیٹ پر مالش کرنے سے پیٹ کا درد، اپھارہ وغیرہ دور ہو جاتا ہے۔ اور قبض کھل جاتا ہے۔

جھائیاں

ڈاکٹر شوکت علی میمن

جھائیاں وہ سیاہی مائل داغ ہوتے ہیں جو رخسار، پیشانی، ٹھوڑی، ناک اور بالائی ہونٹ پر پھیلے ہوتے ہیں اور ان سے چہرہ بدنما نظر آتا ہے۔

جھائیاں مرد اور خواتین دونوں کے چہرے پر ہو سکتی ہیں۔ لیکن مردوں کی بہ نسبت خواتین میں یہ زیادہ نظر آتی ہیں۔

جھائیوں کے کئی اسباب ہیں۔ مثلاً

۱۔ تیز دھوپ۔

۲۔ میک اپ کا زائد استعمال۔

۳۔ خون کی کمی۔

۴۔ جگر کی بیماریاں۔

۵۔ مانع حمل گولیاں۔

۶۔ خواتین میں حمل کے زمانے میں جھائیوں کا ظاہر ہونا۔

۷۔ عطر اور آفٹر شیو لوشن کا استعمال۔

عطر اور آفٹر شیو لوشن میں کچھ ایسے اجزاء مثلاً صندل اور برگاموٹ شامل ہوتے ہیں جن کے استعمال کے بعد چہرے پر دھوپ لگنے سے سیاہی مائل داغ پڑ جاتے ہیں۔ یہ سیاہی مائل داغ چہرے، گردن اور خاص طور سے ٹھوڑی والے حصے پر زیادہ نظر آتے ہیں۔

۸۔ جلد پر استعمال ہونے والی بعض کریموں میں بھی کچھ ایسے مرکب (مثلاً کولتار) شامل ہوتے ہیں جن کے استعمال سے چہرے پر سیاہی مائل داغ بن جاتے ہیں۔

ان داغوں سے بچاؤ اور علاج کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ کوشش کریں کہ آپ تیز دھوپ سے محفوظ رہیں لہٰذا دھوپ میں نکلتے وقت چھتری یا ٹوپی کا استعمال کرنا چاہیئے۔ طالب علم اور طالبات کتابوں کے ذریعے بھی چہرے کو تیز دھوپ کے اثرات سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

۲۔ دھوپ کے اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے دھوپ سے بچاؤ والے لوشن مثلاً "اسپکٹرا بان" کا استعمال کرنا چاہیئے۔ لیکن ایسے لوشن جلد کے ماہر ڈاکٹر کے مشورے سے ہی استعمال کرنا چاہئیں۔

۳۔ میک اپ کے سامان کے استعمال میں احتیاط اور کمی کرنی چاہیئے۔

۴۔ آفٹر شیو لوشن کا استعمال احتیاط سے کرنا چاہیئے۔

۵۔ زمانہ حمل میں ظاہر ہونے والی جھائیاں، زچگی کے بعد ختم ہو جاتی ہیں۔ اگر زیادہ فرق محسوس نہ ہو تو اپنے ڈاکٹر سے مشورہ کریں۔

۶۔ مانع حمل گولیوں کے استعمال کو ختم کرنے کے بعد سیاہ داغ بھی آہستہ آہستہ ختم ہو جاتے ہیں۔

۷۔ بلیچنگ کریم مثلاً "ایلڈو کیوین" اور "ایلڈو کوئن" کے استعمال سے بھی جھائیاں آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہیں۔ لیکن ایسی کریمیں کسی ماہر امراض جلد کی نگرانی میں ہی استعمال کرنی چاہئیں۔

مشعلِ راہ

• حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جب مسجد میں داخل ہوئے تو جماعت شروع ہو چکی تھی۔ آپ بھی نیت باندھ کر نماز میں شامل ہو گئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور مختلف قسم کے سوالات کرنے لگے۔ امام بھی ان کے پاس آ پہنچا اور بہت ہی تعجب سے آپ سے کہا "بایزید! تم کوئی کام کاج تو کرتے نہیں پھر گزر بسر کیسے کرتے ہو؟" بایزید نماز کے لئے دوبارہ کھڑے ہو گئے اور کہا "افسوس کہ جو شخص اپنے رازق کو نہ پہچانتا ہو اس کے پیچھے تو نماز ہی جائز نہیں" اس کے بعد آپ نے دوبارہ نماز ادا فرمائی۔

مرسلہ: محمد حسن رضا گوندل۔ اسکول محلہ سرگودھی بہاؤالدین

"دوستی"

دوستی ایک پرخلوص جذبہ ہے اس کا نبھانا یا توڑنا انسان کے باطن یا ظاہریت پر منحصر ہے۔ ریاستوں میں اس جذبہ کی بڑی قدر کی جاتی ہے لیکن بعض اوقات دور سے اچھے نظر آنے والے انسان اندر سے بہت خراب ہوتے ہیں۔ جب انہیں دوستی نبھانے کو کہا جائے تو بہت دور بھاگ جاتے ہیں۔ ایسے لوگ وقت آنے پر بالکل طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔ دوستی ایک ہیرا ہے اگر سچا دوست مل جائے تو وہ ہیرے سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔

کاش! سچے اور پرخلوص دوست کا ملنا اس طرح آسان ہوتا جس طرح آج کل دریا میں پانی ----؟

— عبدالقیوم فتح محمد قریشی حیدرآباد

"بے مثال"

رسولوں میں	حضرت محمدؐ
کتابوں میں	قرآن مجید
فرشتوں میں	حضرت جبرائیلؑ
حسن میں	حضرت یوسفؑ
صبر میں	حضرت ایوبؑ
صداقت اور قربانی میں	حضرت ابوبکر صدیقؓ
شجاعت میں	حضرت علیؓ
عدل و انصاف میں	حضرت عمرؓ
حیاء و سخاوت میں	حضرت عثمانؓ
غلاموں، موذنوں میں	حضرت بلالؓ
فتوحات میں	حضرت خالد بن ولیدؓ
مردودوں اور بدبختوں میں	ابلیس (شیطان)

مرسلہ: عبدالقیوم فتح محمد قریشی۔ حیدرآباد

فاتح اعظم

فاتح اعظم امیر تیمور لنگ اپنی جنگی صلاحیتوں کی بنا پر سمرقند کا فرماں روا بنا۔ پھر پورے وسطی ایشیا پر قابض ہو گیا۔ تیمور نے ترکی کے سلطان کو بھی شکست دی۔ اس کی حکومت دریائے وولگا سے دریائے گنگا تک پھیلی ہوئی تھی۔ صرف چین باقی رہ گیا تھا۔ باقی ساری دنیا کو اس نے فتح کر لیا تھا اس وقت امریکہ، آسٹریلیا اور انٹارکٹکا دریافت نہیں ہوئے تھے۔ چین کی مہم کے دوران چین فتح کرنے اور شہنشاہ اعظم (دنیا کا بادشاہ) ہونے کے ارمان لئے وفات پائی۔ اس کا مقبرہ سمرقند (روس) میں ہے۔

مرسلہ: (سید عرفان الحق فیڈرل بی ایریا۔ کراچی)

مہکتے اقوال

1۔ بری صحبت میں مت بیٹھو بری صحبت بھی برا بنا دیتی ہے۔

2۔ سچ سکون ہے اور جھوٹ اضطراب ہے۔

3۔ نیکی کی راہ دکھانے والے کا مقام وہی ہوتا ہے جو کہ نیکی کرنے والے کا ہوتا ہے۔

4۔ بدی کا جواب نیکی سے دو بدی مٹ جائے گی۔

5۔ انسان کا کردار انسان کی زبان میں پوشیدہ ہوتا ہے

6۔ محبت میں فنا ہو جاؤ کیونکہ محبت ہی سے زندگی ملتی ہے اور خدا محبت کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

7۔ دشمن کے دل کو مہربانی سے جیتو اور دوست کو نیک سلوک سے۔

مرسلہ: سعید احمد ہزاروی، سراج علی کوٹ غلام محمد ضلع تھرپارکر

کراماتِ نماز

نماز خدائے بزرگ و برتر کی وہ مقدس اور خیر و برکت سے معمور عبادت ہے جو نہ صرف یہ کہ طہارت و تقویٰ اور زہد و ورع کی تعلیم دیکر انسانیت عظمیٰ کے بلند درجہ پر فائز کر دیتی ہے بلکہ مشکلات و مصائب کی راہوں میں ایک بہترین رہنما ثابت ہوتی ہے اور اسی کی بدولت ایسی ایسی کرامات ظہور میں آتی ہیں کہ عقل حیران و ششدر رہ جاتی ہے لیکن سخت افسوس ہے کہ اس زمانے میں جوں جوں لوگوں کے پاس دولت بڑھتی ہے یاد خدا کے لئے فرصت کم ہوتی جاتی ہے اور آج کل کا مالدار آدمی حرص و آز میں مبتلا ہو کر مطلق خدا سے غافل ہو جاتا ہے۔ روز و شب دولت کے دھندے میں لگا رہتا ہے نہ جینے نماز ادا کرتا ہے اور نہ ہی کوئی اور شرعی حکم صحیح بجا لاتا ہے نماز پڑھتے بھی دولت ہی کی یاد ستاتی ہے اور سوتے میں خواب بھی اگر دیکھتا ہے تو دولت ہی کے۔ افسوس، صد افسوس! ذیل میں کرامات نماز سے متعلق عبرت انگیز و سبق آموز واقعات اس حقیقت کے ثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں

مرسلہ: لعل محمد قادری۔ پریٹ آباد۔ حیدرآباد

اقوالِ زریں

1۔ کارخانہ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔ (حضرت علیؓ)

2۔ کامل ایمان اس کا ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔

3۔ سخی خدا کا دوست ہے اگرچہ فاسق ہو (فاروق اعظمؓ)

4۔ طالب علم میں شرم مناسب نہیں کیونکہ جہالت شرم سے بدتر ہے۔ (افلاطون)

5۔ دیدہ دانستہ غلطی قابل معافی نہیں ہوتی (حضرت علیؓ)

6۔ پڑھنا چاہتے ہو تو قرآن پڑھو۔ (الحدیث)

7۔ ہر مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے (القرآن)

مرسلہ: (خلیفہ محمد رمضان ساقی۔ تونسہ شریف)

اشعار

موت کیا ہے زمانے کو سمجھاؤں کیا
اک مسافر تھا رستے میں نیند آ گئی

کوئی سمجھے گا کیا رازِ گلشن
جب تک الجھے نہ کانٹوں میں دامن
اتنی آرائشِ آشیانہ

—— کوٹڑی

کیا آپ جانتے ہیں ؟

۱۔ دنیا میں سب سے بڑا سینما گھر "راکسی" نیویارک میں ہے
۲۔ دنیا کا سب سے بڑا گنبد بیجاپور میں ہے۔
۳۔ دنیا میں سب سے بڑی لائبریری "لینن اسٹیٹ لائبریری" ماسکو میں ہے۔ اس لائبریری میں ایک کروڑ دس لاکھ کتابیں ہیں۔

بقیہ : الطاف حسین کی ملاقات

اترے گا جہاں تک آفتاب شیخ کا سوال ہے وہ امریکی یاترا پر روانہ ہو گئے ہیں اور ان کا یہ سفر بھی کسی کو خوش کرنے کے لیے اور رفاقت کو بڑھانے کے لئے کیا گیا ہے۔

دریں اثناء انتخابی حکمت عملی پر غور کرنے کے لئے ایم کیو ایم کا اجلاس الطاف حسین کی صدارت میں منعقد ہوا طویل اجلاس کے انعقاد کے بعد بھی ابھی تک کسی حتمی نتیجہ پر نہیں پہنچا گیا لیکن ایک بات صاف طور پر ظاہر ہو گئی کہ ایم کیو ایم، آئی جے آئی کے سیکریٹری جنرل اور جماعت اسلامی کے نائب امیر پروفیسر غفور کو نشست دینے کیلئے تیار نہیں اس لئے جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے اعلان کیا ہے کہ جماعت اسلامی سندھ میں تمام نشستوں سے اپنا امیدوار کھڑا کرے گی۔

نگراں وزیر اعظم غلام مصطفےٰ جتوئی نے بھی کراچی میں ایم کیو ایم کے سربراہ الطاف حسین سے ملاقات کی ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے اس ملاقات کو مثبت قرار دیا اس ملاقات میں ایم کیو ایم کے کارکن جو مختلف مقدمات میں ملوث ہیں ان کی رہائی کی بات چیت کی گئی لیکن انتخابی اتحاد پر کوئی مفاہمت نہ ہو سکی جس سے یہی پتہ چلتا ہے کہ کراچی اور حیدرآباد میں ایم کیو ایم سولو فلائٹ پر یقین رکھتی ہے۔

بقیہ : بحران در عراق

کے حق میں نہ صرف اپنی پالیسی تبدیل کرنی شروع کر دی ہے بلکہ عراق کے صدر صدام حسین کو اپنی حمایت کا یقین بھی دلایا ہے۔ جیسا کہ ایران جو کہ عراق کے ساتھ ۸ سال سے زیادہ عرصہ طویل جنگ میں گزار چکا ہے وہ بھی اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہے کہ سعودی عرب میں امریکی فوجوں کے مقابلے میں ایران عراق کی مکمل حمایت کرے گا .... الکفر ملت واحدہ کو سامنے رکھتے ہوئے سعودی عرب جتنی جلدی ہو سکے اپنے ملک سے غیر ملکی فوجوں اور امریکہ و برطانیہ وغیرہ کو فوراً نکال دے اور آئندہ کے لئے انہیں اپنے ملک میں داخل ہونے اور فوجی اڈے استعمال کرنے کی اجازت نہ دے ورنہ سعودی حکمران شاہ فہد کے ساتھ آخر کار یہ ہوگا کہ میں تو کمبل کو چھوڑتا ہوں مگر کمبل مجھے نہیں چھوڑتا۔ اور اگر ایسے حالات پیدا ہو لگے تو سعودی حکمرانوں کے بس کا یہ روگ نہیں ہے کہ وہ اسے کنٹرول کر سکیں۔ کیوں کہ جس قوم یا سربراہ مملکت میں خود جذبہ جہاد نہیں ہوتا ہے وہ دوسروں کے کندھے پر بندوق رکھ کر کتنی دیر چلا سکتے ہیں ؟

پاکستانی حکومت سے بھی یہی گذارش کی جا سکتی ہے کہ وہ مقررہ مدت میں انتخابات کرا کے اقتدار قوم کے منتخب نمائندوں کے سپرد کر کے اور خلیج میں پیدا ہونے والی صورت حال پر اپنی داخلی و خارجی پالیسی کو واضح اور دو ٹوک طور پر ظاہر کرے اور اپنی عوام اور ملک کی پولیٹیکل پارٹیز کو بھی اعتماد میں لے۔ کیونکہ پاکستان کے لئے عراق اور سعودی عرب دونوں مسلمان اور برادر ملک ہیں۔ اگر ہو سکے تو پاکستان دونوں ممالک میں پائی جانے والی کشیدگی کے خاتمہ کے لئے ثالث کا کردار ادا کرے حکومت پاکستان سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ وہ غیر ملکی دباؤ میں آئے بغیر مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے بھرپور توجہ دے گی۔ اور اقتدار کو امانت سمجھتے ہوئے اسے فرمان خداوندی کے مطابق اس کے اصل حق داروں تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔ اور اللہ کے اس حکم کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلے کرے گی کہ ا۔

ترجمہ :۔ پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین مقرر کیا کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو۔
(پ۱۱ ۔ یونس آیت ۱۴)

کیونکہ اقتدار کسی کی موروثی جائیداد نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ اقتدار کا ملنا ابتلاء و آزمائش ہے اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ میں نے جس کو نیابت کی ذمہ داریاں سونپی ہیں وہ اسے پورا کرنے میں کہاں تک عمل کرتا ہے کیا وہ فرعونی سیاست اپناتا ہے یا کہ رحمانی سیاست کی طرف آتا ہے۔

(جاری ہے)

بقیہ : قائد اعظم

رکھتی تھیں ۔ ؟ اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکے گا کہ وہ اپنے وصیت نامہ میں موصوف کے لیے چند جواہرات چھوڑنا چاہتی تھیں لیکن ابھی محترمہ نے اس آئٹم کو خانہ پری نہیں فرمائی تھی رجسٹر کے مجازی انہوں نے خود اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا تھا کہ میں اپنی بھتیجی مسز ڈینا واڈیا کو اپنے حسب ذیل ... جواہرات دینا چاہتی ہوں) کہ وہ اللہ کو پیاری ہو گئیں اسی وصیت نامہ میں محترمہ فاطمہ جناح نے اس ناچیز کے لئے بھی ازراہ مرحمت مبلغ دس ہزار روپیہ کی گراں قدر رقم بطور ورثہ چھوڑی تھی۔

بقیہ : تحریک پاکستان

سے (مسلم لیگ والوں سے) ملک کے لئے یا دین کے لئے کوئی بھلائی کی توقع نہیں کی جا سکتی (مخدوم صاحب سے حضرت صاحبؒ قبلہ نے سرائیکی میں بات کی تھی)

راقم الحروف نے حضرت شیخ الاسلام قبلہؒ سے عرض کی حضور! کیا آپ نے جمعیت علمائے پاکستان سے بالکل علیحدگی اختیار کی ہے ؟ فرمایا کس نے کہا۔ میں تو اب بھی جمعیت علمائے پاکستان کا ایک ادنیٰ سپاہی ہوں اور با قاعدہ رکن ہوں میں نے تو صرف اپنی ضعیف العمری اور مسلسل صحت کی خرابی کی بناء پر جمعیت کی صدارت سے معذرت کی ہے۔ کیونکہ تنظیمی ذمہ داریاں مسلسل محنت کا تقاضا کرتی ہیں۔ فرمایا جمعیت علمائے پاکستان کی موجودہ قیادت پر پورا اعتماد ہے مولانا شاہ احمد نورانی قیادت کے اہل ہیں وہ جرأت مند، فعال باکردار اور اعلیٰ صلاحیتوں کی حامل شخصیت ہیں فرمایا ہماری تمام دعائیں اور ہمدردیاں ہمیشہ جمعیت کے ساتھ رہیں گی۔ نمازی حضرات میں موجود مولانا حافظ سلطان احمد نقشبندی نے۔ حضرت سے سوال کیا کہ لوگ کہتے ہیں نورانی میاں کا رویہ ضیاء الحق کی حکومت کے معاملے میں درست نہیں ہے ؟ اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

حضرت قبلہ شیخ الاسلام نے فرمایا۔ مخالفین اہل سنت ہمارے بارے میں بہت کچھ کہتے ہیں تاکہ ان کے علماء سے عوام کو بدظن کر دیں۔ باقی رہی یہ بات کہ حکومت کے بارے میں مولانا نورانی کا رویہ ...... فرمایا اس سلسلے میں میری ذاتی رائے یہ ہے کہ جماعتی حیثیت سے مولانا نورانی کا رویہ درست ہے جنرل ضیاء الحق صاحب کے خلوص کو ابھی ہم بھی دیکھ رہے ہیں کہ ان کا رویہ ہمارے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ ؟

آخر میں موجود احباب نے حضرت صاحب قبلہ رح سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دعا فرمائی اور ایک ایک فرد سے شفقت سے ملے اور رخصت ہوئے ــــ کاش! ہمیں پتہ ہوتا کہ حضرت سے یہ ہماری آخری ملاقات و زیارت ہے تو حضرت صاحب قبلہ سے ہم مزید باتیں کرتے۔

(باقی آئندہ)